نظامت وخطابت کا دلآویز وانقلاب آفریں دستاویز

رازِ اس آتشِ بیانی کا مرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ

علامہ اقبالؒ

آتشِ بیان

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

بقلم
مولانا نسیم احمد فیضی القاسمی

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

Scanned by CamScanner

آتشِ بیان

تالیف

مولانا نسیم احمد فیضی القاسمی

اداره فیضانِ حضرت گنگوہی ؒ

کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

KUTUB KHANA NAIMIA
Jama Masjid Deoband U.P. India
Pin-247554 Ph:01336-223294 FAX:01336-222491
E-Mail : naimiabookdepot@yahoo.com

Scanned by CamScanner

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب	آتش بیاں
تالیف	مولانا نسیم احمد فیضی القاسمی
صفحات	۲۲۴
تعداد	۱۱۰۰
باراول	مئی ۲۰۰۶ء
مطبع	بی۔کے۔آفسیٹ پریس، دیوبند
قیمت

ملنے کا پتہ

کتبخانہ نعیمیہ دیوبند
(یوپی) انڈیا
فون: 01336-223294(آفس)
01336-224556(رہائش)
فون فیکس:01336-222491

Scanned by CamScanner

تشریحات کتاب

ابتدائیہ

شمار			صفحات
(۱)	پیش لفظ	از مولف	
(۲)	عرضِ ناشر	از ناشر	
(۳)	دیباچہ	از مولف	۱

فہرست نظامت

	اشارات	کیفیات	
(۴)	مجلسِ اوّل	جلسۂ افتتاحی	۹
(۵)	مجلسِ دوم	" عمومی	۱۹
(۶)	مجلسِ سوم	" "	۳۰
(۷)	مجلسِ چہام	" انعامی	۴۰
(۸)	مجلسِ پنجم	" ششماہی	۵۰
(۹)	مجلسِ ششم	" عمومی	۵۹
(۱۰)	مجلسِ ہفتم	" اختتامی	۷۰

Scanned by CamScanner

ملحقات

(۱۱)	ضمیمہ	برائے نعتِ رسول ﷺ	۸۰
(۱۲)	ضمیمہ	برائے تقریر و خطابت	۸۵
(۱۳)	ضمیمہ	برائے مکالمہ	۹۴
(۱۴)	ضمیمہ	برائے ترانہ	۹۹
(۱۵)	ضمیمہ	برائے دعوتِ صدرِ مجلس	۱۰۱

فہرستِ خطابت

(۱۶)	تقریر اول	عصرِ حاضر اور مسلمان	۱۰۵
(۱۷)	تقریر دوم	خطاب بہ نوجوانانِ مسلم	۱۲۳
(۱۸)	تقریر سوم	دہشت گردی اور اسلام	۱۴۳
(۱۹)	تقریر چہارم	ہندوستان اور مسلمان	۱۵۵
(۲۰)	تقریر پنجم	سائنس اور اسلام	۱۶۹
(۲۱)	تقریر ششم	عیدِ قرباں کا پیغام	۱۷۸
(۲۲)	تقریر ہفتم	دنیا کو اسلامی طرز حکمرانی کی ضرورت ہے	۱۸۹
(۲۳)	تقریر ہشتم	مدارس و مکاتب کی اہمیت	۱۹۹

Scanned by CamScanner

انتساب

☆ اپنے دادا "انوار الحق رحمۃ اللہ علیہ" کی طرف
جن کی بے پایاں شفقتوں، مخلصانہ کوششوں، مسلسل حوصلہ افزائیوں اور مبارک دعاؤں کی بدولت حصولِ علومِ دینیہ کی سعادت حاصل ہوئی۔

نوّر اللہ مرقدہٗ

☆ اپنے والدِ گرامی "عالیجناب محمدؐ حدیث صاحب" اور اپنی والدہ محترمہ...... خاتون صاحبہ کی طرف، جن کے ناقابلِ قیاس احسانات اور پیہم نوازشات کو بیان کرنے سے زبان عاجز اور قلم قاصر ہے اور جن کے زیرِ سایۂ شفقت زندگی خوشگوار گذر رہی ہے۔

ادام اللہ ظلّہما

☆ اپنے عزیز دوست "مولانا محمدؐ عتیق قاسمی صاحب علیہ الرحمہ" کی طرف، جو علم و تقوی، سادہ لوحی و سادہ مزاجی کی جیتی جاگتی تصویر تھے اور بڑی کم عمری (۲۸ سال) میں عالمِ فانی کے جھمیلوں سے منہ موڑ کر عالمِ جاودانی کی بہاروں کی جانب کوچ فرما گئے جن کے مفارقت کی تلخی آخری سانس تک باقی رہے گی۔

غفر اللہ لہٗ

☆☆☆

Scanned by CamScanner

☆بسم اللہ الرحمان الرحیم☆

پیش لفظ

معزز قارئین ! مجھ جیسے کم علم اور تغافل شعار انسان کے لئے کسی کتاب کی تصنیف و تالیف اور جمع و تسوید 'جوئے شیر لانے' سے کم نہ تھی مگر جب توفیق الٰہی و تائیدِ غیبی ہمدم و ہم نفس ہو تو مشکلات کی چٹانیں چکنا چور ہو جاتی ہیں اور کاروانِ عزم منزلِ مقصود سے جالگتا ہے پہلے بھی قلم میں قوت و طاقت تھی اور ذہن و دماغ میں جولانی و طغیانی، مگر جب تک دستِ غیب کی دست گیری نہ ہوئی تب تک لوح و قلم کی ریاضتیں اور کاوشیں نذرِ گردشِ حالات و حادثات ہوتی رہیں مضامین و مقالات تقاریر و خطبات پیکرِ وجود میں ڈھلتے، اور آغوشِ فنا میں گم ہوتے رہے مگر جب اس ذاتِ کریم نے ابرِ کرم کی بارش فرمائی تو نظامت و خطابت پر مشتمل یہ مجموعہ "آتش بیان" مجتمع و مزین ہو کر آپ کے ہاتھوں تک پہنچ گیا۔

مری طلب بھی کسی کے کرم کا صدقہ ہے
یہ پاؤں اٹھتے نہیں ہیں اٹھائے جاتے ہیں

پس منظر ! ہوا یہ کہ میرے خاندانی بھائی حافظ مبارک حسین سلّمہ (جو کہ مدرسہ سیّد احمد شہیدؒ لکھنؤ میں زیرِ تعلیم بھی ہیں) نظامت پر

Scanned by CamScanner

مشتمل مضامین لکھنے کی فرمائش کی تو دل میں یہ خیال پیدا ہوا کیوں نہ ایک ایسا مجموعہ مرتّب کر دیا جائے جو نظامت کے لئے رہنما ثابت ہو اور اس میدان کے نووارد کی دست گیری کر سکے اسی خیال و جذبے کے تحت قلم میں جنبش ہوئی اور سات مجلسوں کا نظامتی سرمایہ مشہدِ وجود میں آگیا معاً دوسرا خیال یہ دامن گیر ہوا کہ اگر اس میں کچھ عصری موضوعات کی تقریریں بھی شامل کر لی جائیں تو اس کی افادیت کا دائرہ وسیع ہو جائے گا اور پھر سلگتے ہوئے موضوعات پر آٹھ تقریریں بھی زینتِ کتاب بن گئیں بڑے غور و خوض اور صلاح و مشورہ کے بعد اس کا نام ''**آتش بیان**'' منتخب کیا گیا جو کہ اسم با مسمّٰی ہے بات دراصل یہ ہے کوئی بھی انسان اپنی فطرت و مزاج سے کٹ نہیں سکتا شعلہ بیانی و آتش نوائی میری ذات کا اٹوٹ حصّہ ہے جس کا عکس نظامتی شگوفوں میں بھی ہے اور تقریروں میں تو اس کی گہری چھاپ جھلک رہی ہے حقیقت تو یہ ہے کہ مدھر آوازں، نرم لہجوں اور واعظانہ فہمائشوں سے اس دورِ بے حسی کا جمود و تعطّل نہ ٹوٹ سکے گا بلکہ صرف آتش بیانی ہی اس برف کو پگھلا سکتی ہے ٹھنڈے دلوں کو گرما سکتی ہے سوئے ہوئے ذہنوں کو جگا سکتی ہے افسردہ ضمیروں کو جھنجھوڑ سکتی ہے پژمردہ دماغوں کو تر و تازہ کر سکتی ہے۔

راز اس آتش نوائی کا مرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ

Scanned by CamScanner

میرا یہ نقطۂ نظر کتنا باوزن ہے اور میری یہ کوشش کتنی مفید، اس کا فیصلہ ذاتِ باری اور آپ سب قارئین پر چھوڑتا ہوں اور اپنے ان مخلصین و معاونین کا تہٖ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کے سلسلے میں قیمتی مشوروں اور انمول رہنمائیوں سے نوازا یا کسی بھی طرح کا تعاون کر کے حوصلہ افزائی فرمائی خصوصاً حافظ مبارک حسین سلّمہٗ کا شکریہ ادا کرتا ہوں!

جن کی فہمائش کتاب کے تالیف کی بنیاد بن گئی،

مولانا مرزوق احمد قاسمی کا،

جنھوں نے طباعت واشاعت کے سلسلہ میں مفید رہنمائیاں کیں،

عزیزم عزیز اللہ سلّمہٗ کا

جنھوں نے مسوّدے کی ترتیب وکتابت میں کافی سرگرمی دکھائی

اور محترم اعجاز صاحب کا،

جنھوں نے وقت بے وقت اپنے کمپیوٹر سینٹر پر کمپوزنگ و پروف ریڈنگ کے مواقع فراہم فرمائے۔

اور ساتھ ہی بارگاہِ ذوالجلال میں دعاگو ہوں

کہ اللہ جل شانہ اس ادنیٰ کوشش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے

طلباءِ عزیز کے لئے اس کو مفید و نافع بنائے

اور مستقبل قریب وبعید میں ایسی خدمات کی سعادت نصیب فرمائے

اور اس سیہ کار کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین ثمّ آمین!

یا ربّ العالمین انّك لا تضیع اجر المحسنین

Scanned by CamScanner

﴿عرضِ ناشر﴾

بحمد اللہ پھر ایک بار زبان وادب، فکر و فن کے مقتضیات سے آراستہ و پیراستہ تقریری و نظامتی مرقع بنام ’’ آتشِ بیان‘‘ پیش کرنے کی سعادت و مسرت حاصل کر رہا ہوں اس سے قبل جتنے بھی مجموعے شائع کئے گئے تھے وہ صرف تقاریر و خطبات پر مشتمل تھے جب کہ اجلاس کے لئے نظامتی تراشوں کی ضرورت بھی ہوتی ہے اس دستاویز کا خاصہ یہ ہے کہ مضامینِ خطابت کے ساتھ نظامت کو بھی یکجا کر دیا گیا ہے جس سے طالبین کو دونوں فنوں کے حصول کے لئے ادھر ادھر کی دردِ سری مول نہ لینی پڑے گی حصۂ نظامت میں نظامتی تراشے، اضافی ضمیموں کے ساتھ سات مجالس اور حصۂ خطابت بھی آٹھ انقلاب انگیز تقریروں پر مشتمل ہے جسے گلِ صد برگ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کتاب کی تزئین و تحسین اور کتابت وطباعت پر بھی خصوصی توجہ صرف کی گئی ہے اور حتی الامکان یہ کوشش کی گئی ہے کہ تمام مضامین اغلاط و نقائص سے پاک صاف رہیں اور کتاب صوری اور معنوی دونوں اعتبار سے دلکش و دیدۂ زیب ٹھہرے مجھے صرف توقع ہی نہیں بلکہ یقینِ کامل ہے کہ حسبِ سابق انشاء اللہ آپ میری اس پیش کش کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھیں گے اور سندِ پزیرائی عطا فرمائیں گے اور یہ بھی امید ہے کہ یہ دستاویز آپ کے تقریری ذوق اور نظامتی شوق کی تشنگی بجھانے میں موثر اور نمایاں رول ادا کرے گا اور فن کی چوٹیوں پر پہنچانے میں ممد و معاون ثابت ہوگا اگر آپ قارئین نے حوصلہ افزائی فرمائی تو انشاء اللہ عنقریب ہی خطبات و مکالمات پر مشتمل ایک دوسرا مجموعہ جلد ہی منظرِ عام پر لایا جائے گا بارگاہِ خداوند قدوس میں دعا گو ہوں کہ اس کوشش کو قبولیت عامہ عطا فرمائے اور مزید تخلیقات پیش کرنے کی سعادت نصیب فرمائے

وبعونہ تتمّ الصالحات

Scanned by CamScanner

نظامت و خطابت

کا

دلآویز و انقلاب آفریں

دستاویز

آتشِ بیانُ

رازاس آتش بیانی کا مرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ
(اقبالؒ)

بقلم===== مولانا نسیم احمد فیضی القاسمی

Scanned by CamScanner

دیباچہ

طلباءِ مدارسِ اسلامیہ درسی و علمی مصروفیات کے ساتھ ساتھ نظامت و خطابت کی مشق و تمرین کا اہتمام والتزام کرتے ہیں اس لئے کہ میدانِ عمل میں قدم قدم پر انھیں اس کی ضرورت پڑتی ہے چاہے وہ فریضۂ تعلیم و تدریس ہو، یا کارِ دعوت و تبلیغ ہو، یا شعبۂ وعظ و ارشاد، یا میدانِ مناظرہ، ہر شعبہ میں اس کی رہنمائی و دست گیری کا احتیاج رہتا ہے اس لئے طلباءِ عزیز کو فنِّ نظامت و خطابت پر گرفت مضبوط کرنے کے لئے محنت و ریاض کی بھی ضرورت پڑتی ہے یہی وجہ ہے کہ مدارس میں ضلعی انجمنیں ہوتی ہیں جن میں درسی و غیر درسی کتابوں پر مشتمل لائبریریاں ہوتی ہیں زبان و بیان کی تمرین و مشق کے لئے سلسلہ وار پروگراموں کا انعقاد کیا جاتا ہے قلمی استعداد پیدا کرنے کے لئے ہر انجمن کا اپنا دیواری پرچہ بھی شائع کیا جاتا ہے یعنی تحریری و تقریری مشق و تمرین میں یہ انجمنیں نمایاں اور موثر رول ادا کرتی ہیں۔

ناچیز مادرِ علمی دارالعلوم دیوبند سے وابستگی کے زمانے میں دونوں ہی شعبوں (تقریر و تحریر) سے وابستہ رہا اس وقت بھی خطبات کی کتابوں اور تقریری مجموعوں سے استفادہ کرنے میں کوئی دشواری محسوس نہ ہوتی تھی مگر جب سوال نظامتی مضامین کا آتا تو اس موضوع پر منضبط، معیاری، اور قابلِ استفادہ کوئی کتاب نظر نہ آتی تھی جس کے باعث انجمن کے پروگراموں کے لئے خود ہی مضامین ترتیب دیا کرتا تھا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ نظامت پر قدرے گرفت مضبوط ہوگئی ابھی کچھ

Scanned by CamScanner

عرصہ قبل شدت سے اس بات کو احساس ہوا کہ ہمیں اپنے زمانۂ طالب علمی میں جو پریشانی تھی وہی آج بھی طلباء کو درپیش ہے چنانچہ اسی ضرورت کی تکمیل کے لئے یہ نظامتی سرمایہ پیشِ خدمت ہے

نظامت وخطابت میں کیا فرق ہے؟

یوں تو نظامت وخطابت میں فنی اعتبار سے کوئی خاص فرق نہیں ہے البتہ خارجی اعتبار سے کچھ مغائرت ضرور ہے۔

پہلا فرق! تو یہی ہے کہ تقریر وخطابت کے لئے ایک مقرر کو تفصیلی وقت ملتا ہے مگر ناظمِ جلسہ قلّتِ وقت کے حصار میں مقید رہتا ہے چونکہ وہ ' مطلوب بالذات ' نہیں ہوتا بلکہ کرداروں اور سامعین کے مابین رابطہ کا کام دیتا ہے اس لئے اسے موقع و محل کے اعتبار سے کم سے کم وقت، اور الفاظ میں اپنی بات پیش کرنا ہوتی ہے ایک ناظمِ جلسہ اگر بے جا طوالت کی روش اختیار کرتا ہے تو کرداروں اور سامعین کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے اس لئے اسے چاہئے کہ تطویل و تفصیل سے اجتناب کرتے ہوئے شیریں لفظوں، مختصر جملوں اور دلکش لہجوں میں فریضۂ نظامت ادا کرے۔

دوسرا فرق! یہ ہے کہ خطابت میں حسبِ موقع و محل آواز میں بلندی اور پستی لانی پڑتی ہے جب کہ نظامت میں **عموماً متوسط** آواز میں جملوں کی ادائیگی مناسب و موزوں ہوتی ہے چیخ و پکار روحِ نظامت سے مطابقت نہیں رکھتی اس لئے اگر کوئی ' اناونسر ' بلند آہنگی اختیار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فن کے تقاضوں کا خون، اور سامعین

Scanned by CamScanner

کی سماعتوں کو زہر آلود کرتا ہے البتہ اشعار پیش کرنے میں قدرے بلند آوازی کی گنجائش ہے حسبِ اقتضائے کلام لہجے میں آہنگ و ترنگ پیدا کرنا بھی ضروری ہوتا ہے۔

تیسرا فرق! یہ ہے کہ اگرچہ خطابت میں بھی جذبات فہمی کی ضرورت ہوتی ہے مگر نظامت میں یہ ضرورت اشد ہو جاتی ہے اگر سامعین کے احساسات و جذبات کو نظر انداز کر کے پروگرام چلایا گیا تو عین ممکن ہے کہ سامعین کا ذہن منتشر اور دل اچاٹ ہو جائے اور مجلس اجڑ جائے کیونکہ ناظمِ جلسہ پروگرام کی وہ بنیادی کڑی ہے جس کی شیریں بیانیوں، ظرافت طرازیوں اور سخن سنجیوں سے مجلسیں آباد اور سماعتیں سرشار ہوتی ہیں زیرِ نظر کتاب میں وافر مقدار میں نظامتی سرمایہ مجتمع کر دیا گیا ہے اگر طلباءِ عزیز اسے حفظ و ازبر کر لیں تو انشاء اللہ جلسوں کانفرنسوں اور سیمناروں وغیرہ کی نظامت کا فریضہ بحسن و خوبی سرانجام دے سکتے ہیں اور اپنی فنکاری اور اناونسری سے سامعین کے دلوں کو جیت سکتے ہیں اسی طرح یہ گلدستہ ان مقررین و واعظین کے لئے بھی معاون و مددگار ثابت ہوگا جو میدانِ نظامت و خطابت کے شہ سوار ہیں

فنِ خطابت کیا ہے؟

اس فن کے بارے میں بڑی علمی موشگافیاں اور فنی نکتہ آفرینیاں کی گئی ہیں اور اس کے شرائط و لوازمات پر تفصیلی مباحث ہوئی ہیں جنھیں

Scanned by CamScanner

سن کر ہی طلباء کی رگوں کا خون خشک ہو جاتا ہے پھر ان کے حصول کے لئے جدو جہد کی جسارت نہیں کرپاتے میں ان غیر ضروری مباحث سے قطعِ نظر کچھ اپنے ذاتی تجربات مشاہدات نقل کرنا چاہتا ہوں تاکہ استفادہ کرنے والوں کی کچھ رہنمائی ہو سکے

یہ ایک امرِ مسلّم ہے کہ تقریر و خطابت کا ذوق وجدانی اور وہبی ہے مگر اس میں ترقی و مہارت کسبی و اکتسابی ہے جس طرح وہ شخص جو فطری طور پر ذوقِ خطابت سے محروم ہو ایک کامیاب اور مستند خطیب نہیں بن سکتا ایسے ہی وہ شخص بھی نہیں بن سکتا جو تقریری ذوق و مزاج رکھنے کے باوجود مشق و تمرین کا اہتمام والتزام نہیں کرتا اس لئے طلباءِ مدارس کو چاہئے کہ زمانۂ طالب علمی ہی میں مستعدی اور مشاقی سے اس عظیم فن پر اپنی گرفت مضبوط کریں۔

بعض طلباء یہ سوچتے ہیں کہ فراغت کے بعد اس کی طرف توجّہ مبذول کریں گے حالانکہ یہ بعید از قیاس و تجربہ ہے جب مدارس کی علمی فضا اور اصلاحی ماحول میں علوم وفنون کے حصول سے محروم رہ گیا تو اس چہار دیوری سے نکلنے کے تو مسائلِ حیات اور ضروریات زندگی کی تکمیل ہی میں حیران و سرگردا ں ہونا پڑتا ہے اس لئے کسی علم یا فن کی طرف توجّہ والتفات کے مواقع کم ہی میسر آتے ہیں۔

ذرا خود سوچئے! جو فصلِ بہار میں گلہائے رنگا رنگ سے اپنے دامنِ مراد کو نہیں بھر سکا تو موسمِ خزاں سے اس کی توقّع رکھنا خام خیالی کے سوا کچھ بھی نہیں جس نے سمندر میں تیرنا نہ سیکھ لیا وہ خشکی پر آکر ایک اچھا تیراک کیسے بن سکتا ہے؟ اس لئے طلباءِ عزیز کو ناچیز کا یہ

Scanned by CamScanner

مخلصانہ مشورہ ہے کہ زمانۂ طالب علمی ہی میں اس کی فکر کریں اور تمام علوم وفنون کے ساتھ ساتھ تقریر وخطابت میں بھی امتیاز واختصاص پیدا کریں اور فراغت کے بعد بھی اس سلسلے کو جاری وساری رکھیں تو وقت کے بہت بڑے خطیب اور مقرر بن کر ابھریں گے اور پنی زور بیانی اور سحر انگیزی سے دین وقوم کی خدمت کی سعادت حاصل کریں گے۔

ہدایات ومشورے

"بیباکی" خطابت کی خشتِ اوّل!!

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ فنِ تقریر و خطابت کی علمی مباحث سے احتراز کرتے ہوئے میں اپنے کچھ ذاتی تجربات و مشاہدات ہی بیان کروں گا تو اس بابت سب سے پہلے یہ بتادوں کہ "عالی ہمتی" اور "بلند حوصلگی" وہ بنیادی جوہر ہے جو کسی بھی مقرّر یا خطیب کے لئے از حد ضروری ہے بہت سے طلباء اپنی جملہ صلاحیتوں اور گوناگوں لیاقتوں کے باوجود میدانِ خطابت میں پیچھے رہ جاتے ہیں صرف اس وجہ سے کہ وہ احساسِ کمتری اور پست حوصلگی کا شکار ہوتے ہیں جس کے باعث منظر عام پر اور مجمعِ عوام میں آتے ہوئے انھیں دہشت و وحشت ہوتی ہے جو شخص خطیب بننے کا آرزو مند ہے وہ اولاً شرم و جھجھک کو بالائے طاق رکھ دے دھشت و مرعوبیت کے آسیب سے نجات حاصل کرے اور اپنے اندر بیباکی اور بلند ہمتی پیدا کرے اگر ایسا کر لیا تو سمجھ لیجئے کہ اس

Scanned by CamScanner

نے پہلے زینے پر قدم رکھ دیا پھر آگے راستے سہل اور منزلیں آسان تر ہوتی چلی جائیں گی۔

پھر اس کے بعد 'ہفتہ وار' یا 'پندرہ روزہ' پروگراموں شرکت کو اپنے لئے لازمی بنائے یہ نہیں کہ جب اپنی باری ہے تو شریک ہوگئے اور پھر رخصت لے لی اس سے منجملہ تمام نقصانات کے ایک نقصانِ عظیم یہ ہے کہ دوسرے طلباء کے بیانات سے جو ذوقِ و جذبہ اور انداز و ادا حاصل ہونے والا تھا وہ نہیں ہوسکے گا انسانوں کا تجربہ ہے کہ "خربوزہ خربوزے کر دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے" "چراغ سے چراغ سے جلتا ہے" تقریری ماحول سے وابستگی سے لاشعوری طور پر مطلوبہ ذوق و ملکہ پیدا ہوتا رہتا ہے۔

تقاریر و خطبات کا انتخاب!

اس میں بھی شعور و احتیاط سے کام لے بہت سے رطب ویابس تقریری مجموعے اور کتابیں دستیاب ہیں ان میں بعض وہ ہیں جو مضمون نگاری کے انداز پر تحریر کی گئی ہیں جب کہ تقریر و تحریر کے انداز و لہجے میں بڑا فرق ہوتا ہے بعض وہ ہیں جن میں صرف بے ڈھپ لفاظی کی گئی ہے مگر صرف لفاظیوں سے کوئی زبان وبیان کا حق ادا نہیں کرسکتا بعض وہ ہیں جن میں صحیح و سقیم مواد جمع کردیا گیا ہے جس سے جہاں طالب علم کی فنی تمرین متاثر ہوتی ہے وہیں پر اس کا علمی وقار بھی مجروح ہوتا ہے اس لئے طالب پر لازم ہے کہ انھیں تقاریر کا انتخاب

Scanned by CamScanner

کرے جو معیاری ہوں، جن میں علمی مواد ہو، زبان وبیان کے تقاضوں کی بھرپور رعایت کی گئی ہو اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ مقرّرانہ و خطیبانہ اسلوب کی کارفرمائی ہو اس سے جہاں موضوعات وعنوانات کو حفظ وازبر کرنے میں آسانی ہوگی وہیں پر تقریر کا لہجہ اور خطابت کا انداز بھی ملے گا تقریری مضامین میں علمی مواد سے زیادہ خطیبانہ طرزِ نگارش کی ضرورت ہوتی ہے معلومات سے زیادہ جذبات و تاثرات کی جلوہ گری ہوتی ہے پھر جب کوئی اندازِ بیان پر قابو پا جائے گا تو علمی موادِ تو دیگر کتابوں سے بھی حاصل کر سکتا ہے۔

آخری بات! جس پر طلباء کم ہی توجّہ دے پاتے ہیں یہ ہے کہ زبان وادب کے حصول پر خصوصی محنت صرف کرے جس زبان میں انسان کو خطاب کرنا ہے اس پر عبور و قدرت نہ ہو تو وہ کبھی ایک اچھا خطیب یا مقرّر نہیں بن سکتا موضوع چاہے کتنا ہی اہم ہو بات خواہ کتنی اونچی ہو اگر بیان میں زبان وادب کے قواعد وضوابط کی رعایت نہ کی جائے تو تقریر اپنی تمام علمی گیرائیوں کے باوصف بے وزن اور بے اثر ہو جاتی ہے آپ کہہ سکتے ہیں کہ عوام النّاس کو زبان کے تقاضوں اور نزاکتوں کا کیا علم ؟ تو ایسا سوچنا خام خیالی ہے فصیح و بلیغ زبان کی لذّت وچاشنی سے جاہل سے جاہل آدمی لاشعوری طور محظوظ و متاثّر ہوتا ہے زبان و ادب پر قابو پانے کا سب سے آسان نسخہ یہ ہے کہ ادبی کتابوں کے مطالعہ کے دوران شیریں الفاظ، ضرب الامثال، لسانی تعبیرات، رائج اصطلاحات اور دلکش استعارات کو نہاں خانۂ ذہن میں محفوظ کر لے اور پھر روز مرّہ کی گفتگو میں انھیں کو استعمال کرے اس طرح

Scanned by CamScanner

جو الفاظ اور جملے زبان پر چڑھ جائیں گے وہ بھلائے نہ بھولیں گے اس طرح جب اسے زبان پر پوری قدرت حاصل ہو جائے گی تو دورانِ تقریر اسے الفاظ و تعبیرات پر ذہن صرف نہ کرنا پڑے گا رہی بات مضامین کی تو وہ پہلے سے مطالعہ شدہ ہوں گے اب وہ اپنی ساری توجہات صرف زورِ بیان پر ملتفت کر کے آتش بیانی اوشعلہ نوائی کا مظاہرہ کر سکتا ہے اچھا خطیب اور مستند مقرر بننے کی سعادت سے مالامال ہو سکتا ہے۔

اخلاص ہی روح ہے!

اوپر خطابت کے جن مقتضیات کا تذکرہ ہو اوہ سب کے سب بمنزلۂ جسم کے ہیں ان کی اصل روح اخلاص ہے اس عظیم فن کو پیشہ ورانہ طریق پر اختیار نہ کرے بلکہ خالص اللہ کی رضا اس کے دین کی سر فرازی مقصودِ قلب و نظر ہو، دل میں قوم و ملت کا درد ہو، امتِ مسلمہ کے اصلاحِ حال کی فکر ہو معاشرے اور سماج میں پھیلی ہوئی برائیوں سے دل میں کڑھن ہو اور اس کے مٹانے کی تڑپ ہو اگر ان سب کیفیات و احساسات سے آپ کا ضمیر فروزاں ہے تو مافی الضمیر کی ادائیگی کے وقت وہ سب آپ کی زبان و بیان سے چھلک پڑیں گی اور سامعین کے دلوں میں اتر جائیں گی اور روحوں میں سما جائیں گی۔

نقش ہیں سب ناتمام خونِ جگر کے بغیر
نغمہ ہے سودائے خام خونِ جگر کے بغیر

☆☆☆

مجلسِ اوّل

(افتتاحی)

نحمده ونصلی علی رسو له الکریم

امابعد!

تمہید

موقر اساتذۂ کرام، معزز مہمانانِ عظام وعندلیبانِ گلشنِ علم وفن! آج کا یہ علمی وفنی، دعوتی واصلاحی اجلاس یوں بھی اہمیت کا حامل ہے کہ یہ ہماری بزم انجمن "تہذیب البیان" کا افتتاحی اجلاس ہے ایامِ تعطیل اپنے اپنے وطن کے گلی کوچوں میں گزارنے کے بعد ہم دوبارہ گلشنِ علمی کی روحانی فضا میں مجتمع ہوئے ہیں اور حصولِ علم وفن کے اس مبارک ومسعود سلسلے کو از سرِ نو جاری وساری کرنے کے لئے کوشاں ہیں جس کی ایک اہم کڑی اس مجلس کا انعقاد بھی ہے جس کے سائبان تلے ہماری صلاحیتیں نکھرتی ہیں استعدادیں پروان چڑھتی ہیں ہم میں ما فی الضمیر کے ابلاغ وترسیل کا ڈھنگ اور سلیقہ آتا ہے زبان وبیان کی تراش وخراش کے مواقع حاصل ہوتے ہیں ہم میں جرأت وبیباکی پیدا

Scanned by CamScanner

ہوتی ہے تقریر و خطابت میں لیاقت و مہارت حاصل کرنے کی سعادت وتوفیق ملتی ہے اس لئے ہم پر ضروری بلکہ لازم ہے کہ ہم ان پروگراموں میں دلچسپی لیں یہ میخانۂ علم و فن وہ میخانہ ہے جہاں کوتاہ دستوں اور آرام طلبوں کو کچھ حصہ نہیں ملتا بلکہ !!

یہ بزمِ مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی
جو بڑھ کر خود اٹھالے ہاتھ میں مینا اسی کا ہے

ان چند گذارشات کے بعد جو سب سے پہلا کام بلکہ سب سے اولین فریضہ ہے، وہ انتخابِ صدارت ہے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہے کہ کوئی بھی چھوٹا، بڑا، دنیاوی، دینی کام ہو تو کسی ایک کو امیر، ذمہ دار، اور سربراہ منتخب کر لیا جائے اس سے کام میں خیر و برکت ہوتی ہے رحمتِ حق متوجہ ہوتی ہے کام بحسن و خوبی پایہ تکمیل تک پہنچتا ہے۔

ساتھیو! تو آج کی اس مجلسِ علمی کی صدارت کے لئے میری نگاہِ انتخاب ایک ایسی شخصیت پر مرکوز ہو گئی ہے جس کی علمی و فنی خدمات کو دنیا تسلیم کرتی ہے جس کی تعلیمی وتدریسی سرگرمیوں کا ایک عالم معترف رہا ہے جس کے دعوتی اور تبلیغی کارناموں کی برسہا برس پر مشتمل ایک طویل روداد ہے۔

Scanned by CamScanner

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں؟

میرا مطمحِ نظر استاذنا المحترم، عظیم المرتبت، رفیع الدرجت، مدرسِ باکمال، خطیبِ بے مثال، حضرت مولانا........ مدظلہ العالی کی ذاتِ گرامی ہے۔

یہ ایک ابر کا ٹکڑا کہاں کہاں برسے؟

تمام دشت ہی پیاسا دکھائی دیتا ہے

میں تہِ دل سے بصد خلوص و عقیدت حضرتِ والا کا شکر گزار ہوں کہ جس طرح آپ نے اپنی گوناگوں مصروفیات کو موقوف کرکے ہماری عاجزانہ دعوت کو شرف قبولت بخشی اور پروگرام میں جلوہ افروز ہوئے ایسے ہی مسندِ صدارت اپنی پرکشش شخصیت سے زینت بخش دیجئے! ہمارے مخلصانہ و تشنہ جذبات کو سیراب، اور ہمارے حوصلوں کو ہمدوشِ ثریا فرمادیجئے! اور جامِ شفقت و محبت عطا فرماکر دلوں کو مسحور اور نگاہوں کو مسرور فرمادیجئے۔

﴿برائے قرأت﴾

اللہ کا فضل و کرم ہے کہ اس نے انتخابِ صدارت میں ہماری مدد فرمائی اب انشاء اللہ یہ پروگرام پوری رعنائی اور زیبائی کے

ساتھ منزل مقصود کی طرف گامزن ہو سکے گا تو آیئے! باجازت صدرِ محترم بلا تفصیل و تطویل کے اپنی ثقافتی و تہذیبی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اسی کلامِ معجز نما کی تلاوت سے بزم کا روحانی اور نورانی آغاز کریں جو کہ دنیائے انسانیت کیلئے آخری کتاب ہدایت ہے اس تغیر پزیر عالم میں ہر شئی بدل رہی ہے اور بدلتی رہے گی موسم بدلیں گے، فضا بدلے گی، حکومتیں بدلیں گی، تہذیبیں بدلیں گی، افکار و نظریات بدلیں گے، قوانین و ضوابط بدلیں گے، بلکہ اقوام و ملل کی دھارمك پستکیں اور مذہبی کتابیں بدلیں گی مگر تبدیلیوں کی فضائیں، تغیرات کے اس ماحول میں مسلمانوں کا قرآن کبھی نہیں بدلے گا صبح قیامت تک نہیں بدلے گا شامِ ابد تک نہیں بدلے گا " **انا نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون**"

ہے قولِ خدا، ارشادِ نبی، فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

آیئے! انھیں آیاتِ قرآنی اور کلامِ جاودانی سے مجلس نورانی کا آغاز کریں جس کے لئے میں آواز دینا چاہوں گا ایک ایسے قاری کو جو فنِ قرأت کا کہنہ مشاق ہے جو اپنی زبان کی حلاوت، لہجے کے سوز و گداز، اور انداز کے زیر و بم سے کانوں میں رس گھول دیتا ہے، دلوں کو تڑپا دیتا ہے،

Scanned by CamScanner

روحوں کو مست اور آنکھوں کو آبدیدہ کر دیتا ہے، میرا اشارہ کلام میرے ہم عصر و ہم درس برادرِ محترم....... صاحب کی طرف ہے موصوف تشریف لائیں اور اپنے فرضِ منصبی کو ادا کر کے مجلس کو معطّر و مجلّٰی فرمائیں۔

مکاں فانی، مکیں فانی، ابد تیرا ازل تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو جاوداں تو ہے

برائے حمد و مناجات

ساتھیو! اپنے مخصوص و منفرد لہجۂ تلاوت سے موصوف نے جو جلوہ پاشی کی ہے اس سے بحمد اللہ مجلس میں ایک سماں سا بندھ گیا آیئے! اس کا پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے پروگرام کو شعر و ادب کے ماحول میں لے چلیں۔

دوستو! یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ جملہ اصنافِ شاعری میں صنف حمد و مناجات سب سے برتر، سب سے عظیم، سب سے مہتم بالشان ہے کیونکہ اس میں جس ذات پاک کو موضوعِ سخن بنایا جاتا ہے وہ سب سے برتر، سب سے عظیم، اور سب سے ذی شان ہے وکل یوم ھو فی شان ہر پل ہر لمحہ اس کی ایک نئی شان ہے جیسے وہ انوکھا

ہے اسکی شان بھی انوکھی ہے اسکی شانِ قدرت دیکھیں! ایک ہی چمن ہے، جس کی مٹی ایک، آب و ہوا ایک، ایک ہی پانی سے سینچا گیا، مگر شاخوں میں کھلے ہوئے پھولوں کی رنگت جدا جدا، خوشبو الگ الگ، دو دریائیں آپس میں ملی ہوئی ہیں، مگر اُدھر کا پانی میٹھا اور پیاس بجھانے والا، اور اِدھر کا پانی کھارا، پیاس کو بڑھا دینے والا، زمین خشک ہو جاتی ہے گل و گلزار اور سبزہ زار مرجھا جاتے ہیں بادلوں کے قافلے اٹھتے ہیں اور پیاسی زمین کو سیراب کرتے چلے جاتے ہیں پھر موسمِ بہار کی آمد ہوتی ہے پودے سر نکالتے ہیں فرشِ خاکی پر سبزہ زاروں کی چادر تن جاتی ہے پتے لہلہانے لگتے ہیں کلیاں کھلنے لگتی ہیں پھول مسکرانے لگتے ہیں فصلیں جھومنے لگتی ہیں۔

پالتا ہے بیج کو مٹی کی تاریکی میں کون؟
کون دریاؤں کی موجوں سے اٹھاتا ہے سحاب؟
کون لایا کھینچ کر پچھّم سے بادِ سازگار؟
خاک یہ کس کی ہے؟ کس کا ہے یہ نورِ آفتاب؟

یہ خدائے قادر و توانا ہے جو اپنی شانِ قدرت سے یہ سارے انقلابات لاتا ہے۔

آیئے! اس کی شانِ قدرت کا گن گانے کیلئے، اسکی عظمت و کبریائی کا

Scanned by CamScanner

ترانہ گنگنانے کے لئے، دعوتِ سخن دیتے ہیں برادرِ محترم.......... صاحب کو موصوف سے عاجزانہ التماس ہے کہ وہ ڈائز پر تشریف لائیں اور حمدیہ کلام کو اپنے دلکش و دل آویز طرز و ترنم سے مرصع کر کے ہم تمام سامعین کو محظوظ و مسرور فرمائیں۔

خروش آموز بلبل ہو، گرہ غنچے کی وا کر دے
کہ تو اس گلستاں کے واسطے بادِ بہاری ہے

برائے نعتِ رسول ﷺ

موقر حاضرین! تلاوت کلامِ خداوندی کے بعد حمد و مناجاتِ ایزدی نے مجلس میں "نورٌ علی نور" کی فضا قائم کر دی ہے اس پر چاند لگانے کیلئے اب مناسب بلکہ لازم و ضروری معلوم ہوتا ہے کہ درِ نعتِ نبیؐ وا کیا جائے بابِ مدحِ نبیؐ کھولا جائے اس اعتراف کے ساتھ کہ

میں کیا ہوں میری مدح کیا ہے اے شہِ شاہاں
حسان و فرزدق ہیں جہاں عاجز و حیراں

یا صاحب الجمال ویا سید البشر
من وجهك المنير لقد نور القمر
لا يمكن الثناء كما كان حقه
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

Scanned by CamScanner

جی ہاں! وہ مخلوقات میں سب سے بزرگ وبرتر ہے شریفوں میں اشرف، کریموں میں اکرم، جمیلوں میں اجمل، حسینوں میں احسن ہے جس کی ذاتِ عالی گلدستۂ جمال وکمال ہے جس کا جمالِ جہاں آرا نمودِ سحر کی نوید دیتا ہے، جس کے سیاہ و دراز گیسوؤں کے شامیانے تلے رات مسکراتی ہے، جس کے رخِ زیبا کی روشنی میں امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سوئی کے باریک ترین سوراخ میں دھاگہ ڈال لیتی ہیں، جس کے جسمِ اطہر کے پسینے کی خوشبو مشک وعنبر کو بھی ماند کردیتی ہے۔

فروغِ مہر بھی دیکھا نمودِ گلشن بھی
تمہارے سامنے کس کا چراغ جلتا ہے؟

آیئے! اس سراجِ منیر کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہوں، اور تشنہ جذبات کو سیراب کریں جس کے لئے لازم ہے کہ ایک ایسے نعت خواں کو آواز دی جائے جو ایک طرف جہاں نعتیہ کلام کو طرز وترنم سے آراستہ کردے وہیں پر دوسری طرف عشق ومحبت کی حلاوت، ذوق شوق کی تپش، انتظار واشتیاق کی تمازت بھی اس میں بھر سکے اسکے لئے میری نگاہِ انتخاب مرکوز ہورہی ہے عزیزم........ سلمہٗ پر جو کہ مطلوبہ خصائص کے حامل ہیں موصوف تشریف لائیں اور

Scanned by CamScanner

دربارِ رسالت مآب ﷺ میں خراجِ عشق و محبت پیش کریں۔

موصوف جب مدح سراتھے تو جی میں یہ خواہش پیدا ہو رہی تھی کہ رفتارِ وقت ٹھہر جائے اور یوں ہی ذکرِ رسول سے محظوظ و مسرور ہوتے رہیں مگر کیا کریں تنگ دامانیٔ وقت مجبور کر رہی ہے کہ پروگرام کو آگے بڑھائیں کیونکہ مساہمین کی فہرست خاصی طویل ہے مختلف موضوعات پر تقاریر، متنوع عناوین پر مکالمے، انقلاب آفریں ترانے، اور نظمیں شامل ہیں میں پورے وثوق کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں یہ پروگرام آپ کے اذہان و قلوب پر گہرے نقوش واثرات مرتسم کرے گا بشرطیکہ آپ سکون و وقار کی فضا کو برقرار رکھیں۔

﴿برائے تقریر و خطابت﴾

دوستو! آیئے نعتِ رسول کے بعد سلسلۂ خطابت کا انقلابی آغاز کیا جائے آپ کے سامنے بارہا یہ حقیقت دہرائی جاتی رہی ہے کہ یہ ایک عظیم و جلیل فن ہے جسے فنِ خطابت میں ملکہ حاصل ہو جاتا ہے وہ اپنے ہمعصروں میں ممتاز و فائق ہو جاتا ہے ایک شہ روز خطیب رفتارِ زمانہ پر گہرے اثر ڈال سکتا ہے بڑے بڑے کارنامے انجام دے سکتا ہے انقلابات کی نئی سرخیاں رقم کر سکتا ہے یہ وہ عظیم الشان فن ہے جسے

انبیا، اولیاء، اتقیاء اور اصفیاء نے اختیار کر کے دعوت و تبلیغ، وعظ و ارشاد، تطہیر و تزکیہ، کا مقدس فریضہ سرانجام دیا ہے انسانیت کی رہنمائی اور دست گیری کی ہے بندگانِ خدا، کو خدا سے ملایا ہے اسی طرح دیگر طبقاتِ انسانی نے اس فن سے کچھ کم فیض حاصل نہیں کیا اپنے اپنے وقت کے بڑے بڑے حکمرانوں، سرداروں، سربراہوں، لیڈروں اور انقلابیوں نے فنِ خطابت کو اپنے اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کا ذریعہ بنایا ہے زورِ خطابت سے جذبات کو بھڑکا کر، دلوں کو برانگیختہ کر کے، ذہنوں کو جھنجھوڑ کر، خلقِ خدا کو اپنے آئینے میں اتارا ہے اور اپنے منازل مقصود تک پہونچے ہیں۔

لیکن فنِ خطابت کے حصول سے ہمارا مقصد دین کی خدمت اور اسلام کی سربلندی ہے جس کا ایک نمونہ پیش کرنے کیلئے میں التماسِ خطابت کرتا ہوں مدرسہ ھذا کے ایک ہونہار اور باذوق طالب علم عزیزم......... سلمہ، موصوف مائک پر تشریف لائیں اور خطاب کے مبارک سلسلے کا آغاز موضوعِ مقررہ سے فرمائیں۔

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا

Scanned by CamScanner

﴿مجلسِ دوم﴾

(عمومی)

حَامِداً .... وَمُصَلِّیاً

اَمَّابَعْدُ!

﴿تمھید﴾

موقراساتذۂ کرام، معزز مہمانانِ عظام، وطلباءِ نیک نام! یہ خدائے وحدہٗ لاشریک کا ہی فضل واحسان ہے کہ اس نے اس دینی اجلاس کے انعقاد کی سعادت بخشی یوں تو اس کارگاہِ عالم میں سیاسی، احتجاجی، تھذیبی وثقافتی، شعری وادبی مجالس ومحافل کا انعقاد ہوتا ہی رہتا ہے مگر دینی مجلسوں اور محفلوں کی حیثیّت سب سے جداگانہ ہے، ان کا مقام سب سے بلند وبالا ہے، ان کی افادیّت و اھمیّت سب سے ارفع و اعلی ہے اور ایسا اس لئے ہے کہ نسبت جتنی عظیم ہوتی ہے، محفل بھی اتنی عظیم الشان ہو جاتی ہے کیونکہ ان کا انعقاد نمود ونمائش کیلئے، حصولِ عظمت وشوکت کے لئے، یاکسی اور دنیوی منفعت کے لئے

نہیں ہے بلکہ دینی مقاصد وفوائد کے لئے ہے، اللہ کی نسبت پر ہے رسول کی نسبت پر ہے، اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لئے ہے، اسلام کی سربلندی وسرفرازی کے لئے ہے۔

جی ہاں ! یہی وہ مجلس ہے جہاں ایمان ویقین کی دولت نصیب ہوتی ہے خوابیدہ احساس بیدار ہوتا ہے، سویا ہوا ضمیر جاگ اٹھتا ہے، غفلت وکاہلی کے دبیز پردے چاک ہو جاتے ہیں۔

اس بزم میں ہر اک میکش کو وحدت کا جام پلاتے ہیں
پیغامِ شریعت دیتے ہیں اندازِ وفا سکھلاتے ہیں
ہاں! علم کے اس میخانے میں پینے سے سرور آجاتا ہے
اسرارِ حرم کھل جاتے ہیں، جینے کا شعور آجاتا ہے
(فیضی)

ایسی مبارک محفل، جس سے لڑکھڑاتی ہوئی انسانیت کو سہارا ملے، گم گشتگانِ راہ کو سراغِ منزل ملے، جہل وضلالت سے لبریز دماغوں کو نورِ علم و ہدایت ملے، مضطرب اور بے قرار دلوں کو سرمایۂ سکون وطمانینت ملے، آزردہ روحوں کو پیامِ اطمینان وراحت ملے، ایسی مجلس روئے زمین پر اور کہاں مل سکتی ہے؟ جہاں اللہ کا ذکر ہو، اس کی وحدانیت کا تذکرہ ہو، اس کی حکمتِ بالغہ اور قدرتِ کاملہ کا بیان ہو، اس

کی عبادت واطاعت کی تلقین و تاکید ہو، اس کے فرمودات، اور اس کے حبیب کے ارشادات ہی موضوعِ سخن ہوں۔

اسی لئے نبی صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مژدۂ روح پرور سنایا کہ جہاں کہیں ایسی مجلس منعقد کی جاتی ہے ملائکہ جیسی مخلوق شرکاءِ مجلس کو اپنی جلو میں لے لیتے ہیں، اور رحمتِ الٰہی انہیں ڈھانپ لیتی ہے، اور بارگاہِ ایزدی سے ان پر سکینہ نازل کیا جاتا ہے اور سب سے زیادہ سعادت وخوش قسمتی کی بات تو یہ ہے کہ خود رب العالمین ان کا ذکر و تذکرہ ملائکہ سے کرتے ہیں۔

ناز کرتے ہیں ملک ایسی زمیں پر اسعدؔ
جس پہ دو چار گھڑی ذکرِ خدا ہوتا ہے

﴿اعلان صدارت﴾

اور آج کے اس اجلاس کی اہمیت وافادیت یوں بھی دوبالا ہوگئی ہے کہ میرِ کارواں، اور صدرِ جلسہ وہ شخصیت ہے جو دانا بھی ہے، اور بینا بھی، جو ہمارا مصلح اور مربّی بھی ہے، مشفق و کرم فرما بھی، میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ علامہ اقبالؒ نے میرِ کارواں کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں۔

نگہ بلند، سخن دلنواز ، جاں پر سوز
یہی ہے رختِ سفر میرِ کارواں کے لئے

وہ سب حضرتِ والا میں بدرجۂ اتم موجود ہیں میرا روئے سخن عزت مآب ، عالی مقام حضرت مولانا.........مدظلہ العالی کی طرف ہے یقینِ کامل ہے کہ دیگر احباب بھی اس حسنِ انتخاب کی تحسین و توثیق فرمائیں گے اور حضرتِ والا بھی اپنی عالی ظرفی اور کرم فرمائی کے سبب ہماری عاجزانہ درخواست قبول فرمائیں گے۔

﴿برائے قرأت﴾

حضرات! اب میں صدرِ محترم کی اجازت و دعا سے پروگرام کا باضابطہ آغاز کر رہا ہوں آپ نے مشاہدہ کیا ہوگا دنیوی جلسوں ، سیاسی نشستوں ، کانفرنسوں ، سیمیناروں ، اور مشاعروں وغیرہ کا افتتاح شمع روشن کر کے ، ربن کاٹ کر ، گل افشانی وغیرہ کر کے کیا جاتا ہے اور آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ جہاں کہیں دینی مجلس آراستہ کی جاتی ہے ، تو اس کا آغاز کتابِ الٰہی کی شمع روشن کر کے کیا جاتا ہے ، کلامِ ایزدی سے گل افشانی اور نکہت ریزی کی جاتی ہے یہ ہماری قومی روایت و ثقافت ہے ، ہمارا عقیدہ و ایمان ہے کہ یہ آخری کتاب ہدایت خزینۂ خیر و برکت

Scanned by CamScanner

ہے، جہاں بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے، وہاں پر انوار و برکات کی فصلِ بہار آجاتی ہے، جس کی پر اثر آیتیں سن کر دل ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپنے لگتے ہیں، روحیں وجد کرنے لگتی ہیں، آنکھیں برسنے لگتی ہیں، رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، عمر جیسا سخت مزاج انسان بھی جس کی آیتوں کو سن کر موم کی طرح پگھل جاتا ہے، سخت ترین معاندینِ اسلام بھی جس کی مدبھری اور رسیلی آیات چھپ چھپ کر سنتے تھے، ہم زیادہ مستحق وحقدار ہیں کہ قرآنِ مقدس کی ان آیات کو سنیں، سنائیں، ان سے اپنی مجلسوں اور محفلوں کو نورانی اور روحانی بنائیں۔

تو آیئے! تلاوتِ کلامِ الٰہی کے لئے میں مؤدبانہ التماس کرتا ہوں عزیزم........ سلمہٗ سے، وہ تشریف لائیں اور اس عظیم الشان سعادت سے بہرہ مند ہوں، اور اربابِ مجلس کو آیاتِ الٰہی اور نغماتِ قرآنی سے محظوظ و مستفیض فرمائیں۔

مکاں فانی، مکیں فانی، ازل تیرا، ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے

﴿برائے حمدِ الٰہی﴾

ساتھیو! قرآنِ مقدس کی پاکیزہ آیات کی تلاوت نے مجلس میں

نور و نکہت کی سوغات نچھاور کر دی ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ روحانیت ونورانیت کی فصلِ بہار، متاعِ سکون و قرار لے کر، گلشنِ قلب وضمیر میں جلوہ بار ہو گئی ہے افسردہ آنکھیں چمک اٹھیں، پژمردہ چہرے کھل اٹھے، آزردہ دل جھوم اٹھے، یہ پر کیف سماں، یہ روح پرور منظر آیئے! اس رنگ کو دوبالا کرنے کے لئے اس خدائے وحدہٗ لا شریک کی عظمت و کبریائی کا، قدرت و یکتائی کا، ترانہ گنگناتے چلیں جو صاحبِ کمال ہے، جو بے نظیر و بے مثال ہے، دماغ جس کا تصور نہیں کر سکتے آنکھیں جس کا ادراک نہیں کر سکتیں، دل جس کا تخیل نہیں کر سکتے جو اپنی تمام مخلوقات میں جلوہ گر ہے ذرہ ذرہ جس کی حمد و ثنا سے خوش منظر ہے۔

وَاِنْ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰکِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ ۝

اسی کے ذکر میں سبزہ زار لہلہاتے ہیں، اسی کے ذکر میں پھول مسکراتے ہیں، اسی کی یاد میں شاخیں جھومتی ہیں، اسی کی یاد میں موجیں گھومتی ہیں، اس کا ذکر روحِ کائنات ہے، اس کی ذات رنگِ شش جہات ہے۔

چمک تیری عیاں بجلی میں، آتش میں، شرارے میں

جھلک تیری ہویدا چاند میں، سورج میں، تارے میں

بلندی آسمانوں میں، زمینوں میں تری پستی
روانی بحر میں، افتادگی تیری کنارے میں

آیئے !اس ذاتِ عالی کی بارگاہِ وحدانیت میں حمدیہ کلام پیش کرنے کے لئے التماس کریں ایک ایسے شخص سے، جس کی آواز میں ایسی کشش ہے جسے سن کر اڑتا ہوا پرندہ فضا میں ٹھہر جائے، اس کے ترنّم میں وہ زیروبم ہے کہ سامع نرم ونازک شاخوں کی طرح جھومنے لگے، اس کے طرزِ ادائیگی میں وہ مقناطیسیت ہے جو دلوں کو گرفتار، آنکھوں کو اشک بار کردیتی ہے میری مراد میرے ہم نوالہ وہم پیالہ محترم....... صاحب ہیں جنابِ والا تشریف لائیں اور میرے تعریف و تعارف کی تصدیق فرمائیں۔

﴿برائے نعتِ رسول ﷺ﴾

برادرانِ ملت! اللہ جل شانہ' وعم نوالہ کے بعد اگر کوئی قابلِ تعریف و توصیف ہے تو وہ خاتم النبیین، امام المرسلین، شفیع المذنبین، محمدّ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو خلاصۂ کائنات ہیں، فخرِ موجودات ہیں، آبروئے انسانیت ہیں، وقار آدمیت ہیں۔

رکھ لیا جس نے کہ فیضیؔ آدمیت کا وقار
ناز اس پر کیوں نہ پھر تاریخ انسانی کرے

جی ہاں! بھیجنے والے نے بھیجا، اور آنے والے آئے، مشرق میں آئے، مغرب میں آئے، شمال میں آئے، جنوب میں آئے، عرب میں آئے، عجم میں آئے، ہر دور اور ہر قرن میں آئے، مگر وہ سب سے آخر میں آئے سب کے لئے آئے، قیامت تک کے لئے آئے، جن کے آنے سے کفر وشرک کی گھنگھور گھٹائیں چھنٹیں، ظلم وجور کی رسمیں مٹیں، غلامی کی زنجیریں کٹیں، جنکی آمد سے رحمت کی سوغاتیں بٹیں، اخلاق ومحبت کی دولتیں لٹیں، تاریخ انسانی کو آخر اس پر ناز نہیں ہوگا؟ تو کس پر ہوگا؟ جس نے انسانیت کے مردہ وافسردہ بدن کو ترو تازہ کر دیا اور آدمیت کے گم شدہ وقار کو واپس دلایا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس کی آمدِ مسعود سے از سر نو شبِ انسانیت کی نمودِ سحر ہوئی اور آدمیت کے مقدر کا دھندلا ستارہ چمکا فضائے جمود وتعطل ٹوٹی، اور ماحول کا کایا پلٹا، ایسی عظیم کایا پلٹ، کہ دنیا حیران وششدر رہ گئی۔

جس نے ذرّوں کو اٹھایا اور صحرا کر دیا
جس نے قطروں کو ملایا اور دریا کر دیا
جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا

آیئے! اس انقلابی ہستی کے ذکرِ مسعود سے لب ودہن کو لذت آشنا،

Scanned by CamScanner

سماعت کو شہد آگیں، دلوں کو مست ومدہوش کریں اور نعتیہ کلام میں طرز سنجی اور ترنم آفرینی کے لئے ایک ایسے ہی نعت خواں سے درخواست کریں جو اس فریضہ کی ادائیگی کا جذبہ اور ملکہ دونوں رکھتا ہے اس کی نعت خوانی سے ایسے ہی محسوس ہوتا ہے کہ اس کا دل عشق رسول سے سرشار و بیدار ہے میرا روئے سخن عزیزم..... سلمہٗ کی طرف ہے وہ تشریف لائیں اور خدمت سرورِ کونین میں نذرانۂ عشق و محبت پیش فرمائیں۔

اے نامِ محمد صلِ علیٰ ماہر کے لئے تو سب کچھ ہے
ہونٹوں پہ تبسم بھی آیا آنکھوں میں آنسو بھر آئے

نعتِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو گل ریزی اور عطر بیزی کی ہے جی تو یہ چاہتا تھا کہ موصوف سے عرض کروں۔

ایک دو بوند سے رندوں کا بھلا کیا ہوگا؟
ہم تو کہتے ہیں کہ میخانہ اٹھا کر دے دو

اور یہ ساغرِ عشق و محبت چھلکتا ہی رہے ارواح و قلوب، احساسات و جذبات وادیٔ بطحاء کی سیر کرتے ہی رہیں اور نگاہوں میں کوئے مدینہ اور گنبدِ خضرا کا منظر گھومتا ہی رہے مگر ہائے افسوس؟

ان سے مل کر مجھے رونا تھا بہت رونا تھا
تنگیٔ وقتِ ملاقات نے رونے نہ دیا

تو آیئے! تنگیٔ وقت کو مدّ نظر رکھتے ہوئے پروگرام کو ایک نئی فضا میں لے چلیں اور وہ نئی فضا تقریر و خطابت کی ہے۔

حضرات! تقریر و خطابت کی اہمیت و افادیّت ہر دور اور ہر زمانے میں مسلّم رہی ہے از ماضی تا حال حضرتِ انسان نے تقریر و خطابت کو حصولِ مقاصد و مطالب کا ذریعہ بنایا ہے یہ عظیم فن بیشمار مرضوں کا علاج، اور انگنت دردوں کی دوا ہے جس کی ضرورت محلّے کی چوپال سے لے کر ایوانِ سیاست تک پڑتی ہے۔

خطابت مسجدوں میں زینت محراب و منبر ہے
خطابت معرکوں میں تیر ہے، تلوار و خنجر ہے

جی ہاں! اس کا سراغ سیرتِ رسول سے بھی ملتا ہے کہ آپ جہاں ایک طرف منبرِ مسجد پر جلوہ افروز ہو کر اپنی فصیح و بلیغ خطابت سے اسلام پر چلنے کی تاکید فرماتے، وہیں پر میدانِ کارزار میں اسلام پر مر مٹنے کی بھی تلقین فرماتے، فوج کے عزائم کو بلند فرماتے، ان کے لہو کو گرماتے، ان کے دلوں کو مژدۂ جنت سنا کر تڑپاتے، سچ ہے!!

خطابت مسجدوں میں زینت محراب و منبر ہے
خطابت معرکوں میں تیر ہے، تلوار و خنجر ہے
خطابت نے ہزاروں گل کھلائے ہیں زمانے میں
بہت گل کاریاں ملتی ہیں ماضی کے فسانے میں

Scanned by CamScanner

خطابت نے ہی ایوبی کی فوجوں کو جگایا تھا
صلیبی قوتوں کو جس نے دھرتی سے مٹایا تھا

تاریخِ اسلام کا یہ عظیم سپوت ، فاتحِ قبلہ اول ، سلطان صلاح الدین ایوبی، جس نے میدانِ جنگ میں عسکرِ اسلام کو خطاب کیا تھا کہ "تم پرندوں سے دل بہلایا کرو سپہ گری اس انسان کے لئے ایک خطرناک کھیل ہے جو عورت اور شراب کا دلدادہ ہو،، حضرت جعفر طیارؓ نے دربارِ نجاشی مین جہاں ایک طرف نصیح و بلیغ خطابت سے شاہِ حبشہ اور درباریوں کو مرعوب و متاثر کیا وہیں پر دوسری طرف اسلام کی حقانیت وصداقت کا نقش ان کے قلوب پر بٹھادیا۔

خطابت کی گلفشانی مسلم ہے زمانے میں
یہ نجاشی کے آگے جعفرِ طیارؓ بن جائے

اس لازمی تمہید کے بعد اب میں ایک ایسے خطیب کو پیش کر رہا ہوں جو فن خطابت کے مقتضیات سے واقف ، اور اس کے مطالبات سے آشنا ہے ، جو مافی الضمیر کی ادائیگی کے لئے الفاظ و تعبیرات ، اصطلاحات و امثال کے انتخاب کا درک و شعور رکھتا ہے، مضمون میں وزن و تاثیر پیدا کرنے کے لئے ، انداز میں زیر و بم پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے میرا اشارۂ سخن محترم.......... صاحب کی طرف ہے عاجزانہ التماس ہے کہ آپ تشریف لائیں اور اپنے منتخبہ عنوان پر خطاب فرمائیں۔

ترے سینہ پوشیدہ ہے رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز و سازِ زندگی کہہ دے

Scanned by CamScanner

مجلس سوم

(عمومی)

الحمد للّٰہ الذی خلق الانسان، وعلمہ البیان
و الصلو ۃ والسلام علی نبی آخر الزما ن وعلی
آلہ واصحابہ الکرام اما بعد!

تمہید

معزز اساتذۂ کرام، ومہمانانِ عظام، اور گلشنِ علمی کے نودمیدہ غنچو!
خدا خدا کر کے وہ مبارک اور نورانی ساعت اپنی تمام تر نیرنگیوں اور بوقلمونیوں سمیت آہی گئی جس کا ہم سب کو بے صبری سے انتظار تھا۔

رنگِ نشاطِ بزمِ دوعالم پہ چھا گیا
جس دن کا انتظار تھا وہ دن بھی آگیا

انتخابِ صدارت

عزیز ساتھیو! آج اس سنہرے موقعہ پر اس سے پہلے کہ پروگرام کا باضابطہ آغاز ہو، مناسب بلکہ ضروری ہے کہ صدرِ جلسہ کے

انتخاب کی روایت پوری کرلی جائے، کیونکہ اسلام نے ہمیں اس کا پابند بنایاہے واضح سی بات ہے جس جماعت کا کوئی امیر نہ ہو، اس کی جمعیت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے، جس کا کوئی رہبر نہ ہو، وہ کارواں راستے کی بھول بھلیوں میں گم ہوکر منزلِ مقصود سے بہت دور جاگرتا ہے، اسی طرح جس جلسہ کا کوئی صدر نہ ہو، وہ اپنی اہمیت اور افادیت کھودیتا ہے، بلکہ بسا اوقات نقصان و مضرت کا سبب بن جاتا ہے، اسی لئے انتخابِ صدارت ہماری نشستوں کی تہذیب و ثقافت بن گئی جس کا اہتمام کرنا ہم سب کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔

یوں تو بحمد اللہ اس چمنستانِ علم و ہنر میں مشفق و مخلص اساتذہ اور معزز و معتبر شخصیات کی کوئی کمی نہیں ہے مگر احباب و رفقاء کے مشوروں پر میری نظرِ انتخاب جس مثالی شخصیت پر ٹکی ہوئی ہے، وہ جہاں مسندِ درس و تدریس کی زینت ہے، تو وہیں پر میدانِ نظامت وخطابت کا شہشوار بھی ہے، جس کی صلاحیت و مہارت کی خوشبو سے اس چمنستانِ علم و فن کی ہر کیاری معطر ہے، اور جس کی علمی سرگرمیوں سے بام و در منور ہیں۔

کانٹوں پہ جو پلتا ہے، شعلوں میں جو جلتا ہے
وہ پھول ہی گلشن کی تاریخ بدلتا ہے

Scanned by CamScanner

اس سے میری مراد عظیم المرتبت، رفیع الدرجت حضرت مولانا........مدظلہ العالی سے ہے صرف توقع ہی نہیں بلکہ یقینِ کامل ہے کہ تمام طلباء اس حسنِ انتخاب کی تائید و توصیف کریں گے اور حضرتِ والا بھی میرے مخلصانہ اور والہانہ التماس کو شرفِ قبولیت عطا فرماکر ہم تمام طلباء کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے۔

خوش قسمتی کہ آپ کہاں اور ہم کہاں ؟

ذروں کو آفتاب بنانے کا شکریہ !

﴿ برائے تلاوت ﴾

برادرانِ اسلام! ہماری مجالس اور محافل کی تہذیب وروایت یہ بھی رہی ہے، کہ ان کا آغاز قرآنِ کریم کی مبارک اور نورانی آیات سے کیا جائے، تاکہ افتتاح بالخیر کی وساطت سے اختتام بالخیر کی سعادت حاصل ہو، اور پھر قرآنِ کریم جیسی عظیم الشان کتاب جو سراپا خیر و برکت ہے، منبع نور و حکمت ہے، جس کی تلاوت سے مردہ دلوں کو نئی زندگی ملتی ہے، پیاسی روحوں کو سیرابی نصیب ہوتی ہے، جس کی ضربِ کاری سے جہالت وضلالت کے پردے چاک ہو جاتے ہیں۔

جی ہاں! قرآنِ کریم وہ وسیع و عمیق سمندر ہے، جس سے علوم ومعارف کے موتی نکلتے ہیں، وہ حسین آبشار ہے، جو دلوں کو مسحور اور

Scanned by CamScanner

روحوں کو مسرور کرتا ہے، وہ شفاف سرچشمہ ہے، جس سے رشدو ہدایت کے سوتے پھوٹتے ہیں، قرآنِ عظیم اپنی وسعت ومعنویّت، روحانیت ونورانیت کے لحاظ سے عديم النظير اور اپنی فصاحت وبلاغت کے اعتبار سے فقید المثال ہے وہ جنہیں اپنی زبان دانی اور زور بیانی پر ناز تھا، وہ جنہیں اپنی قافیہ سازی اور شعر گوئی پر فخر تھا، وہ جنہیں اپنی فصاحت وبلاغت پر غرّہ تھا، ایسے ایسے فصحائے وقت، اور بلغائے زمانہ بھی قرآن جیسی ایک سورت تو بڑی چیز ہے، دس آیات، تو دور کی بات ہے، اس کے جیسی ایک آیت پیش کرنے کی جسارت نہ کر سکے، بلکہ قرآنِ کریم کے چیلنجوں کا جواب دینے سے عاجز اور قاصر رہ گئے۔

تو آیئے! اسی معجزانہ کلام کی نورانی آیات سے بزم کا آغاز کریں اس کے لئے میں آواز دیتا ہوں عزیزم ــــــ سلّمہٗ کو، وہ تشریف لائیں اور آیاتِ قرآنی سے ہمارے قلوب کو معطر، مزّین فرمائیں۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے رازی، نہ صاحبِ کشّاف

بعدِتلاوت !!

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

Scanned by CamScanner

﴿برائے حمدِ باری﴾

دوستو! تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے، جس نے انفس و آفاق کو جامۂ وجود بخشا، اور حسبِ لیاقت و ضرورت صلاحیتیں ودیعت فرمائیں، جس نے زمین کو وسعت، آسمان کو رفعت، سورج کو روشنی، چاند کو چاندنی، ستاروں کو تابندگی، پہاڑوں کو بلندی، دریاؤں کو طغیانی، موجوں کو روانی، پودں کو شادابی، غنچوں کو غنچگی، پھولوں کو تبسم ریزی اور بلبلوں کو نغمہ سنجی عطا فرمائی، جس نے آنکھوں کو آنسو، زبانوں کو نطق و گویائی، دماغوں کو فہم و دانائی، احساسات کو اثر پزیری اور جذبات کو اضطراب و بے قراری جیسی خصوصیات سے نوازا، اور حضرتِ انسان، جو کہ خلاصۂ کائنات ہے، اسے تمام مخلوقات کا عکسِ جمیل اور اپنی ذات کا مظہرِ عظیم بنادیا۔

جس نے دلوں کو درد کی دولت عطا کیا
آنکھوں کو آنسوؤں کا سمندر بنا دیا
انسان کو بنادیا تصویرِ کائنات
پھر اس کو اپنی ذات کا مظہر بنادیا
(فیضی)

دراصل وہی خدائے حکیم و برتر تمام تعریفات کا مستحق ہے اس لئے

تلاوت کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بارگاہِ خداوند قدّوس میں حمدیہ کلام پیش کرانے کی سعادت حاصل کی جائے اس کے لئے میں مخلصانہ درخواست کرتا ہوں عزیزم....... سلمہٗ سے، اس تعارف کے ساتھ!

صاحبِ طرز شہنشاہِ ترنم ہے وہ
گلشنِ بزم میں پھولوں کا تبسم ہے وہ
وہ اگر نغمہ سرا ہو تو حوالہ ہو جائے
جیسے ہو چاند طلوع، اور اجالا ہو جائے

موصوف سے التماس ہے کہ اشعارِ حمدِ خداوندی سے شمعِ ایمان ویقین کو درخشندگی عطا فرمائیں۔

﴿برائے نعتِ رسول ﷺ﴾

چمن میں جب بھی کبھی باغباں کا ذکر ہوا
تو اس سے ہوتے ہوئے بات پھول تک پہونچی
سریرِ عرش سے اک روشنی حجاز گئی
خدا کی بات جو نکلی رسول تک پہونچی

(فیضی)

دوستو! ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ جہاں جہاں خدا کی خدائی، وہاں وہاں مصطفی کی مصطفائی، وہ ربّ العالمین ہے، تو انہیں

"رحمۃ للعالمین" بنادیا اسلئے ہماری مجلسوں کی تہذیب وثقافت یہ بھی رہی ہے کہ خدا کی حمد وثنا کے بعد رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و توصیف بیان کی جائے جن کی بدولت ہمیں ایمان کی دولت ملی یقین کی لذّت، معرفت کی حلاوت نصیب ہوئی، جن کی رہنمائی کے طفیل منزل تک رسائی ہوئی، علم کا نور اور عمل کا سرور حاصل ہوا، جن سے محبت ایمان کا تقاضا ہے اور مقولہ ہے کہ "من احب شیئا اکثر ذکرہ"

آیئے! ان کا تذکرہ کر کے ہم اپنی محبت کا بھرپور مظاہرہ کریں مگر ہماری کیا بساط؟ کہ ہم ان کے شایانِ شان ان کا تذکرہ کرسکیں، ان کا ذکر تو اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے، بلکہ ان کے ذکر کو بلند فرمادیا ہے، چاردانگِ عالم میں ان کے ذکر کا پرچم لہرادیا ہے، مشرق ہو کہ مغرب، شمال ہو کہ جنوب، خشکی ہو کہ تری، آبادی ہو کہ ویرانہ، جن وانس ہوں، یا دیگر مخلوقات، ان کا ذکر کس نے نہیں کیا؟ کہاں کہاں نہیں کیا؟ کلمہ میں، اذانوں میں، نمازوں میں، ہر موڑ اور ہر مقام پر تو ان کا ذکر ہے دوست ہوں کہ دشمن، اپنے ہوں کہ بیگانے، سبھی ان کی عظمت ورفعت کا ترانہ گنگناتے نظر آتے ہیں یہی تو مطلب ہے ورفعنا لك ذکرك کا !!

دشت میں، دامنِ کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے

Scanned by CamScanner

چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رفعنا لک ذکرک دیکھے

اس کے ساتھ ہی میں دعوت دیتا ہوں عزیزم........ سلمہ، کو، وہ تشریف لائیں اور بارگاہِ رحمت العالمین میں خراجِ عشق و محبت پیش کریں۔

اے ترنّم کے جزیرے کے حسیں شہزادے
میں نے اک نعت چنا ہے ترے ہونٹوں کے لئے
بس مرے حال پہ اتنی سی عنایت کردے
مری اس نعت کے ہر شعر میں خوشبو بھر دے

﴿برائے تقریر و خطابت﴾

بحمد اللہ! پروگرام بڑی آب و تاب کے ساتھ اپنی منزل کی طرف محوِ سفر ہے، جہاں کرداروں کے جوش و خروش نے محفل کے وقار کو دوبالا کیا ہے، وہیں پر آپ کی توجّہ اور انہماک نے بھی چار چاند لگا دیا ہے، ایسی پر کیف فضا میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سلسلۂ تقریر و خطابت کا بھی آغاز ہو جائے، جس کا ہم ابھی تک بڑی بے صبری سے انتظار کر رہے ہیں۔ آج ہماری فہرست میں ایسے ایسے چنیدہ

Scanned by CamScanner

اور شہ زور خطیب ہیں، جو زورِ خطابت سے ہمارے دلوں کو تڑپائیں گے، ہمارے لہو کو گرمائیں گے، اور ہمارے احساسات و جذبات کو جگائیں گے، کیونکہ فنِ خطابت وہ ساز ہے جو دلوں کو تڑپا دیتا ہے، وہ شعلۂ جوالہ ہے، جو لہو کو گرما دیتا ہے، وہ مقناطیسی آواز ہے، جو خوابیدہ احساسات و جذبات جگا دیتا ہے۔

تاریخِ انسانی شہادت دیتی ہے کہ فنِ خطابت نے بڑے بڑے گل کھلائے ہیں، اور بے شمار کارنامے انجام دئے ہیں، خطابت نے ایمان و یقین کی شمعیں فرازاں کی ہیں، رشد و ہدایت کے سرچشمے جاری کئے ہیں، فتح و ظفر کی کی سرخیاں رقم کی ہیں، اسی خطابت نے غلامی کی زنجیریں کاٹی ہیں، غریب و کمزور انسانوں کو جور و جفا کے خلاف بغاوت کا حوصلہ عطا کیا ہے یہی خطابت جب نبی کی زبان تک پہنچی، تو دعوت و ہدایت بن گئی، جب واعظ کی زبان سے آشنا ہوئی، تو نصیحت و موعظت بن گئی، جب مجاہد نے اسے اپنایا، تو نعرۂ انقلاب بن گئی، جب کسی قائد و رہبر نے اسے اختیار کیا، تو ترانۂ سیاست بن گئی غرض یہ کہ ہر روپ، ہر رنگ، ہر پیکر میں خطابت نے انسانی زندگیوں پر گہرے نقوش و اثرات چھوڑے ہیں اور اقوام و ملل کی تاریخ سازی میں کارہائے نمایاں انجام دئے ہیں، کیونکہ خطابت میں تاثیر ہے، اثر انگیزی ہے، سحر آفرینی ہے۔

Scanned by CamScanner

خطابت وجد میں آئے تو پھر ہتھیار بن جائے
کبھی خنجر، کبھی نیزہ، کبھی تلوار بن جائے
خطابت کی گلفشانی مسلّم ہے زمانے میں
یہ نجاشی کے آگے جعفرِ طیارؓ بن جائے
(فیضی)

آیئے! اسی موروثی طرزِ خطابت کا ایک نمونہ ملاحظہ کرنے کے لئے ایک ایسے بیباک خطیب سے درخواست کریں، جس نے خطابت کی نوک پلک سنوارنے میں کافی عرق ریزی کی ہے، اور اس میدان میں اپنی ایک شناخت بنائی ہے، جو لفظوں سے کھیلنے کا ہنر جانتا ہے، اور مضمون کے نشیب و فراز کی گہری بصیرت رکھتا ہے، جس کے لب ولہجے میں جادوئی مقناطیسیت ہے، اور انداز میں شعلہ بیانی ہے، میرا روئے سخن محترم...... صاحب کی طرف ہے وہ تشریف لائیں اور اپنے مقررہ عنوان پر خطاب کریں۔

ترے سینے میں پوشیدہ ہے رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز و سازِ زندگی کہہ دے

☆☆☆

Scanned by CamScanner

مجلسِ چہارم

(انعامی)

حَمْداً لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلٰوۃً وَسَلَاماً عَلٰی اَفْصَحِ الْعَرْبِ اَفْضَلِ النَّبِیِّیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ اَمَّا بَعْدُ!

تمہید

قابلِ قدر اساتذۂ کرام، معزز مہمانانِ عظام، اور شمعِ علم کے پروانو! یقیناً انتظار کی گھڑیاں بڑی طویل معلوم ہوتی ہیں لمحاتِ انتظار بہت ہی گراں ہوتے ہیں مشہور مقولہ ہے کہ " الانتظار أشد من الموت" مگر اب بحمد اللہ و عونہ ہمارا انتظار و اشتیاق عرصۂ وصل سے ہم آغوش ہے اور ہم جن مبارک ساعات و لمحات کے انتہائی بے صبری سے مشتاق و منتظر تھے وہ اپنی تمام تر رنگینیوں اور جلوہ باریوں سمیت سایہ فگن ہے۔

رفیقانِ انجمن ! ایسا کیوں ہے ؟ وجہ ظاہر ہے کہ آج کا یہ مہتم بالشان اجلاس دوسرے عام جلسوں کی طرح نہیں ہے، بلکہ یہ انفرادی و امتیازی حیثیات کا حامل ہے یہ ہماری انجمن کا "انعامی اجلاس" ہے اس لئے ہماری مسرت و شادمانی دوبالا ہو گئی صرف اس وجہ سے نہیں کہ ہمیں انعامات سے نوازا جائے گا، بلکہ اس لئے بھی کہ آج حسبِ

Scanned by CamScanner

معیار ہماری محنت وریاضت، ہماری مشق و تمرین کو سندِ پزیرائی ملے گی حکم صاحبان تشریف فرما ہیں، جو اپنی علمی لیاقت اور فنی بصیرت سے بے لوث اور غیر جانب دارانہ فیصلے فرمائیں گے، کہ ہم میں کون کس معیار کا ہے؟ کسے کس فن میں امتیاز و اختصاص حاصل ہے؟ کون کس میدان میں منفرد و نمایاں ہے؟ اس سے ہم رفقاءِ انجمن میں اپنی فنی خوبیوں اور خامیوں کے احساس وادراک کا شعور بیدار ہوگا بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ یہ تاریخی اور مثالی پروگرام ہمارے لئے سنگِ میل اور مشعلِ راہ ثابت ہو گا۔

اعلانِ صدارت

اس مرحلے پر مناسب و موزوں معلوم ہوتا ہے کہ اعلانِ منصبِ صدارت ہو جائے اس لئے کہ انتخاب تو پہلے ہی ہو چکا ہے وہ بھی ایک ایسی شخصیت کا، جس سے ہماری بزم کا ایک ایک فرد گہری عقیدت ووابستگی رکھتا ہے، کیونکہ اس کی شفقت و محبت ہر ہر موڑ، ہر ہر قدم پر ہماری رفیق و حلیف رہی ہے، اس کی کرم فرمائی اور ذرّہ نوازی کے شامیانے تلے ہم نے حصولِ علم و فن کے کئی مرحلے طے کئے ہیں، اور لاتعداد منزلیں سر کی ہیں، اس میں نہ ہی کوئی تصنع ہے، اور نہ ہی ذرّہ برابر مبالغہ کہ حضرت والا کی رہنمائیوں اور حوصلہ افزائیوں ہی کا ثمرہ ہے کہ ہماری انجمن ترقیات کی راہوں پر گامزن ہے، جس کا تازہ ترین

Scanned by CamScanner

نمونہ آج کا یہ انعامی اجلاس ہے، جس کی صدارت کیلئے اس کے معمارِ حقیقی سے زیادہ موزوں نام اور کوئی نہیں ہو سکتا، آپ سب حضرات کو معلوم ہے کہ میرا اشارۂ کلام عظیم المرتبت، رفیع الدرجت، حضرت مولانا........صاحب مدظلہ العالی کی ذاتِ گرامی کی طرف ہے میں جملہ اراکینِ بزم کی طرف سے تہِ دل سے آپ کا شکر گذار ہوں کہ آپ اپنی متنوع مصروفیات اور مختلف مشاغل سے کنارہ کش ہو کر مجلس میں رونق افروز ہوئے۔

وہ آئے بزم میں اتنا تو یاد ہے مجھ کو
پھر اسکے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی

﴿برائے قرأت﴾

رفیقانِ انجمن! ان ناگزیر معروضات ولوازمات کے بعد آیئے اب اصل پروگرام کارخ کریں، جس کا نقشِ اوّل اور جزوِ اعظم تلاوتِ کلامِ خداوندی ہے، جوایک طرف خیر وبرکت کے حصول کے ذریعہ ہے، تو دوسری طرف نصیحت آموزی اور عبرت پزیری کا سامان بھی ہے، یہ وہی قرآن ہے، جس نے جزیرۂ عرب کے پس ماندہ اور قدامت پسند بدوؤں میں عظیم الشان انقلاب برپا کر دیا تھا۔ نگاہِ عالم نے دیکھا وہ جو جنگجو تھے صلح پسند بن گئے، جو رہزن تھے رہبر بن گئے، جو عصمتوں کے سوداگر تھے، وہ پاسبانِ عفت وعصمت بن

Scanned by CamScanner

گئے، جو مخرب تھے، وہ معمار بن گئے، جو قاتل تھے، وہ مسیحا بن گئے، جو صحرائے عرب میں گھوم پھر کر مویشیوں کو چراتے تھے، وہ عرب و عجم کے راہ نما و رہبر بن گئے۔

ع جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے

ان میں یہ نمایاں اور کرشماتی تبدیلی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض صحبت و تربیت اور قرآنِ کریم کی تلاوت سے آئی تھی لھٰذا ہم پر لازم وضروری ہے کہ تلاوتِ قرآن سے جس طرح ہم اپنی مجلسوں اور محفلوں کو بابرکت اور پر نور بناتے ہیں ویسے ہی اس کی تعلیمات و ہدایات سے اپنے دلوں اور اپنی زندگیوں کو منور اور مجلی کرلیں۔

ہر لفظ کو سینے میں بسالیں تو بنے بات
طاقوں میں سجانے کو یہ قرآن نہیں ہے

توآیئے! عظیم خدا کے، عظیم کلام کی، عظیم تلاوت سے، عظیم مجلس کا افتتاح کرنے کے لئے کسی ایسے قاری کو منصۂ شہود پر لائیں، جو اس عظیم ذمہ داری کو نبھانے کی اہلیت و لیاقت رکھتا ہو، تو اس کے لئے میری نظرِ انتخاب ایک ایسے شخص پڑ رہی ہے، جو دنیائے تجوید و قرأت کا بے تاج بادشاہ ہے، ہر مجلس، ہر محفل میں جس کی خوش الحانی کا غلغلہ ہے، ہر جگہ، ہر مقام پر جس کے لہجۂ قرأت اور مشاقی کا تذکرہ ہے

Scanned by CamScanner

اس سے میرا مطمحِ نظر برادرم........ صاحب ہیں مخلصانہ گذارش ہے کہ موصوف اسٹیج پر تشریف لائیں اور مجلس کا مبارک و مسعود آغاز فرمائیں۔

ہر لحظہ میں مومن کی نئی آن، نئی شان
گفتار میں، کردار میں، اللہ کی بُرہان

بعدِ قرأت!

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

﴿برائے حمدِ باری﴾

سبحان اللہ ! سبحان اللہ ! آیاتِ قرآنی، اور موصوف کی خوش الحانی ؟ ایسا لگتا ہے کہ نور کی برسات ہو گئی، فضا خوشگوار ہو گئی مجلس آشنائے بہار ہو گئی، بڑی محرومی و نامرادی ہو گی، اگر اس مرحلے پر بارگاہِ ایزدی میں وظیفۂ حمد و ثنا پیش کرنے کی سعادت حاصل نہ کر لی جائے، اس ذاتِ عالی کے علاوہ اور کون ہے ؟ جو حمد و ثنا کا استحقاق رکھتا ہو، جو عالمِ کون و مکان کا تنہا خالق و مالک ہے، جس کی مشیت و مرضی کے بغیر ڈالی سے ایک خشک پتہ بھی ٹوٹ کر نہیں گر سکتا، وہ ہے تو زمان و مکان کی حدود و قیود سے باہر اور دور، مگر اپنی ہر مخلوق کی شہِ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے، ایسا قادر و توانا کہ اشیاء کو عدم سے

وجود میں لانے کے لئے اسے اسباب کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ یہاں تو کن فیکن کی جلوہ گری ہے، ایسادانا بینا، کہ کالے پہاڑ پر کالی چیونٹی جب چلتی ہے تو وہ اسے دیکھتا اور اس کے قدموں کی چاپ کو سنتا ہے۔

جیسے اس کی ذات لا محدود ہے، ویسے ہی اس کی صفات لا محدود ہیں، کون اس کی حمد و ثنا بیان کر سکتا ہے؟ اور کیسے کر سکتا ہے؟ اگر ساتوں سمندروں کو روشنائی بنا دیا جائے، اور عالمِ امکان کے سارے ہی درختوں کو قلم، تب بھی اس کی حمد و ثنا کا لا متناہی سلسلہ اپنی انتہا کو نہ پہونچے اور اسکی تعریف پوری نہ ہو۔

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماہم چناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

دفتر کے دفتر بھر گئے اور عمر اپنے آخری مرحلے تک پہونچ گئی اور اے بارِالٰہ! ہم تو صرف تیرے ایک ہی وصف کو بیان کرنے میں الجھے رہ گئے دوسرے اوصاف کو بیان کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ مگر ساتھیو! یہ بھی ایک قابلِ قدر سچائی ہے" مالا یدرك كلّه لا یترك كلّه"، جس شئ کو پورے طور حاصل نہیں کر سکتے، اسے مکمل طور پر چھوڑا بھی نہیں جا سکتا، اس لئے اظہارِ عبدیت کے لئے ہی سہی، آیئے! بارگاہِ قدّوس میں حمد یہ کلام پیش کرا کے روحوں کی تسکین کا سامان فراہم کریں اس کے لئے میں آپ کے روبرو ایک ایسے صاحبِ

Scanned by CamScanner

طرز و ماہر ترنم کو پیش کر رہا ہوں جس کے لے اور لہجے کے آپ برسوں سے مداح رہے ہیں، اور جس کی شیریں زبانی کے معترف ! میرا روئے سخن برادرم........ صاحب کی طرف ہے موصوف تشریف لائیں اور اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآہوں۔

حمدِ پاک کے ساتھ محترم......... صاحب

مٹادیا مرے ساقی نے عالمِ من و تو

پلاکے مجھ کو مئے لاالٰہ الا ھو

برائے مدحِ سرور کونین ﷺ

خدا کے نام کے بعد کون ہے ؟ جس کے نام کو ورد و وظیفہ بنانے کی اجازت ہے، بلکہ موجبِ سعادت ہے، یہ وہی ہے، جس کا نام خدا نام کے بعد کلمہ میں بھی ہے، اذان میں بھی، نماز میں بھی !

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

جس کا نامِ نامی اسم گرامی محمد ہے، احمد ہے، محمود ہے ﷺ

وہ محمد بھی، احمد بھی، محمود بھی، ذات مطلق کا شاہد بھی، مشہود بھی

جس کے دامن میں جنت بسائی گئی، جس کے ہاتھوں سے کوثر لٹایا گیا

جسے قرآنِ کریم میں بیشتر مقامات پر نام کے بجائے القاب سے پکارا گیا، کبھی طٰہٰ تو کبھی یٰسین سے مخاطب کیا گیا !

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول، وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طہٰ!

جس کی اداؤں کی جگہ جگہ پر منظر کشی کی گئی، وہ جب چادر اوڑھ لے، تو قرآن پکار اٹھے یا ایھا المدثر! وہ جب کمبل لپیٹ لے، تو قرآن ملقب کرے یٰایھا المزمل! اسکے مبارک نام سے جو منسوب ہو، وہ مکرم و معظم ہو جائے، وہ مکہ میں جلوہ فگن ہو، تو مکرمہ بن جائے، مدینہ میں وارد ہو، تو منورہ بن جائے، وہ جہاں قدم رنجہ ہو، اس مقام کو شہرتِ مدام حاصل ہو جائے، غارِ حرا زبانوں کا ترانہ بن جائے، کوہِ صفا لبوں کا فسانہ بن جائے، جو اس کی ذاتِ بابرکت سے جڑ جائے اس کا بھی نام زبان زدِ خاص و عام ہو جائے، اور اس کا ذکر نقشِ دوام بن جائے!

اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

آج ہماری مجلس میں ایک سعادت مند ایسا بھی ہے، جس کا دل انھیں کے عشق میں دیوانہ ہے، جس کے لبوں انھیں کے نام کا ترانہ ہے، جو گنگناتا ہے، تو ایسا لگتا ہے کہ آواز لب و دہن سے نہیں، بلکہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل رہی ہے، جس میں عشق و محبت کی چاشنی ہے، جذبات کی حرارت اور احساسات کی تپش ہے شوقِ انتظار کی تمازت ہے محترم..... صاحب مراد ہیں موصوف سے والہانہ گذارش ہے کہ ڈائز

Scanned by CamScanner

پر تشریف لائیں اور باگاہِ رسالت میں نعت خوانی کر کے ہم سب کے قلوب کو آتشِ عشق سے لالہ زار کریں۔

نعت پاک کے ساتھ ...... صاحب۔

آپ جب مسکرانے لگتے ہیں
سارے موسم سہانے لگتے ہیں

﴿برائے تقریر و خطابت﴾

شرکاءِ انجمن ! وقت بڑی برق رفتاری سے گذر رہا ہے مساہمین کی تعداد زیادہ ہونے سے فہرست خاصی طویل ہو گئی ہے آج کے اس مقابلہ جاتی پروگرام میں تقریری مقابلہ رکھا گیا ہے جس میں اوّل، دوم، سوم آنے والوں کو پہلا، دوسرا، تیسرا انعام ان خوش نصیبوں کو دیا جائے گا، جنھوں نے حقیقی معنوں میں محنت و جانفشانی کی ہو گی، حکم صاحبان موجود ہیں، جو اپنی علمی لیاقت اور فنی بصیرت سے غیر جانب دارنہ فیصلے فرمائیں گے، اوران کا فیصلہ قطعی اور آخری ہو گا، جس میں کسی کو چون و چرا، اور قیل و قال کی کوئی گنجائش نہیں ہو گی۔ آج کے اس یادگار اجلاس کے لئے سیرتِ طیبہ کا مبارک موضوع منتخب کیا گیا ہے، جس میں دس تقاریر شامل ہیں، اس طرح سے پروگرام کے ساتھ ساتھ موضوع بھی عظیم الشان ہے آنحضرت ﷺ

کی سیرت کے بارے میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا گیا، تو انھوں نے جواب دیا کہ ”کان خلقه القرآن“آپ کی سیرتِ مبارکہ قرآن سے عبارت تھی، یعنی اگر قرآن، لفظی قرآن تھا تو آپ عملی قرآن تھے، آج پوری دنیا میں خیر وفلاح کے جو بھی مظاہر ومناظر دکھائی دے رہے ہیں، وہ آپ کی ہی ذاتِ عالی کا عکسِ جمیل ہیں۔

بہار اب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے
یہ سب پودا ان کی لگائی ہوئی ہے

آیئے! اب زیادہ تفصیل وتطویل میں نہ جاتے ہوئے اپنی فہرست کے سب سے پہلے مقرّر کو پیش کروں، بغیر کسی تعریف وتعارف کے، کیونکہ انعامی پروگراموں میں اس سے اجتناب ضروری ہوتا ہے محترم...... صاحب تشریف لائیں، اور اپنے مخصوص آہنگ وترنگ میں سلسلۂ خطابت کا انقلاب آفریں آغاز فرمائیں۔

تو مجاہد ہے خود اسبابِ ظفر پیدا کر
موجِ دریا پہ نئی راہ گذر پیدا کر

☆☆☆

Scanned by CamScanner

﴿ مجلسِ پنجم ﴾

(ششماھی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ

اَمَّا بَعْدُ!

﴿ تمہید ﴾

موقر اساتذۂ کرام، مہمانانِ عظام، و چمنستان علم و فن کے بلبلو! بحمد اللہ ہمارا یہ مشقی و تمرینی سفر، جسے ہم نے ابتدائے سال میں انتہائی ذوق وشوق، دلچسپی و دلجمعی سے شروع کیا تھا، بڑی سرعت رفتاری اور تیز گامی سے منزلِ مقصود کی طرف رواں دواں ہے، احبابِ انجمن ورفقاءِ کار پوری سرگرمی، مستعدی، فرض شناسی اور ذمہ داری سے اپنے اپنے فرائضِ منصبی ادا کر رہے ہیں، جس کا مبارک ثمرہ ہے کہ افراد سازی اور مردم گری کا سلسلہ جاری وساری ہے، مختلف موضوعات وعنوانات پر کمال واستعداد حاصل کرنے والوں کی تعداد میں روزبروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

سرشکِ چشمِ مسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریا میں ہوں گے پھر گہر پیدا

Scanned by CamScanner

کتابِ ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

رفیقانِ سفر! آج ہماری انجمن کا ششماہی اجلاس ہے، جس میں قرأت کے علاوہ مختلف موضوعات پر معیاری تقاریر و خطبات، روح پرور، متنوع منظومات اور دلچسپ و انقلاب آفریں مکالمات شامل ہیں، میں پورے وثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ نے بزم میں سکون و وقار کا ماحول بنائے رکھا، تو آج کا یہ عظیم الشان پروگرام انجمن کی تاریخ میں سنگِ میل ثابت ہوگا۔

﴿اعلانِ صدارت﴾

اس سنہرے موقعہ پر سب سے پہلے میں آپ حضرات کو یہ اطلاع دے دوں کہ آج کی اس تاریخی نشست کیلئے جس ذات گرامی کے سر عہدۂ صدارت کا سہرا باندھا گیا ہے، وہ دنیائے علم و فن میں محتاجِ تعارف نہیں ہے، جس کی طویل ترین تدریسی خدمات، دعوتی کارنامے، تصنیفی سرگرمیاں مسلم رہی ہیں، جس کے دستِ تربیت نے ہزاروں سنگریزوں کو تراش خراش کر ہیرا، اور بے شمار ذرّوں کو رشکِ آفتاب بنایا ہے۔

ایک پتھر کی بھی تقدیر سنور سکتی ہے
شرط اتنی ہے سلیقے سے تراشا جائے

میرا روئے سخن حضرت مولانا ....صاحب مد ظلہ العالی کی طرف ہے صرف توقع ہی نہیں بلکہ یقینِ کامل ہے کہ تمام ارکینِ انجمن اس انتخاب واختصاص سے مسرور و متفق ہوں گے۔

﴿برائے قرأت﴾

دوستو! وہ عنوانِ اعظم جو ہماری انجمنوں اور نششتوں کے لئے شاہِ کلید کی حیثیت رکھتا ہے، جس کے بغیر ہم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتے، جس کے بغیر مجلسیں اجاڑ ہو جاتی ہیں اور محفلیں ویران، مکانات مقبروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں، جس کا کوئی حصہ اگر کسی سینے میں نہ ہو، تو وہ خانۂ خراب قرار پاتا ہے میری مراد تلاوتِ قرآن سے ہے جی ہاں! تلاوتِ قرآن ہماری مجلسوں کی روح، ہماری محفلوں کی جان، ہمارے مکانوں کی رونق، ہمارے دلوں کا سرور، ہمارے چہروں کا نور ہے، یہ وہی قرآن ہے جس کو ہم نے اپنے سینوں سے لگایا اور اپنے قلوب میں اتارا ہے، بڑے تو بڑے ننھے منے معصوم بچے بھی اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیتے ہیں، سچ کہا ہے اقبال علیہ الرحمہ نے !!

توحید کی امانت سینوں میں ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام ونشاں ہمارا

دشمنانِ اسلام لاکھ جتن کر لیں، کتنی ہی سازشیں رچ لیں، چاہے جتنی

کوششیں کرلیں، مگر ہمارے وجود کو صفحۂ ہستی سے مٹا نہیں سکتے، بلکہ وہ دن بھی آئے گا کہ ہم اس قرآن کو لیکر پورے عالم پہ چھا جائیں گے، ہمارا قرآن خود یہ بشارت دیتا ہے "هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ"

تقدیس کو لے کر بڑھتے ہیں ایمان کو لیکر بڑھتے ہیں
ہم دار ورسن کے دیوانے قرآن کو لے بڑھتے ہیں

ساتھیو! آؤ اسی قرآن کو لے کر آگے بڑھیں اور پروگرام کو بھی آگے بڑھائیں بحمد اللہ آج ہمارے درمیان ایک ایسا قاریٔ قرآن بھی ہے، جسے قرآن ورثے میں ملا ہے، قرآنی ماحول میں ہی جس کی پرورش وپرداخت ہوئی ہے، جس نے بہت ہی کم سنی میں قرآن کو اپنے اندر جذب کرلیا تھا، جب وہ محوِ قرأت ہوتا ہے تو صاف نظر آتا ہے کہ گویا قرآن اسی کے قلب وضمیر پر نازل ہو رہا ہے۔

تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا ہے، نہ رازی، نہ صاحبِ کشاف

مراوئے سخن عزیزم .... سلمہٗ کی طرف ہے موصوف آئیں اور اسٹیج پہ تشریف لاکر ہماری روحوں اور دلوں کو مسحور ومعمور فرمائیں۔

عزیزم .... تلاوتِ کلام اللہ کے لئے!!

﴿برائے حمدو مناجات﴾

عزیزانِ گرامی قدر ! تلاوت کے بعد آیئے اردو زبان کے حوالے سے اس کی حمد و ثنا کا اہتمام والتزم کیا جائے، جو ساری کائنات کا تنہا خالق ومالک ہے، جو ہر جگہ حاضر وناظر ہے، جو آنکھوں سے اوجھل، مگر دلوں کا اجالا ہے، جب پکارنے والا دور سے، یا نزدیک سے، زور سے، یا آہستہ سے، اسے پکارتا ہے، تو وہ سنتا ہے اور اس کی پکار کا جواب دیتا ہے وہ قادرِ مطلق ہے کوئی حدودِ ارض و سماء سے بھاگ کر اس کی سلطنت سے نکل نہیں سکتا سو افراد کے لہو سے کسی کا دستِ ستم رنگین ہی کیوں نہ ہو، مگر جب وہ نادم و تائب ہو کر اس کی دہلیزِ کرم پر گر پڑتا ہے، تو وہ اپنی شانِ غفاری کا مظاہرہ کر کے اسے سائبانِ رحمت و غفران تلے جگہ عنایت فرمادیتا ہے، آسمانوں اور زمینوں والے سب اسی کے در کے بھکاری، اور اسی کے دربار کے گداگر ہیں، سب کے سب اسی سے مانگتے ہیں، اور وہ سب کو عطا کرتا ہے، مال ودولت، آل واولاد، عزّت وشہرت شوکت و حشمت، تاج و حکومت سب اسی کی ادنیٰ نوازشات ہیں، وہ بادشاہوں کا بادشاہ، سلطانوں کا سلطان اور حکمرانوں کا حکمراں ہے۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری

آیئے! اس کی بارگاہِ ذوالجلال میں وظیفۂ حمد و ثنا پیش کرنے کے لئے دعوتِ کلام دیں، ایک ایسے حمد خواں کو، جو اس راستے کا کہنہ مشق مسافر ہے، جو طرز کے اتار چڑھاؤ، اور ترنم کے نشیب و فراز سے کماحقہٗ آگاہ ہے، جس کی زبان میں مٹھاس بھی ہے، اور لے میں سوز و گداز بھی، اشارۂ سخن عزیزم........ سلّمہٗ کی جانب ہے، موصوف مائک پر آکر اپنے فرضِ منصبی سے سبکدوش ہوں، اور حمدِ پاک کا وِرد کر کے ہم تمام سامعین کو نئی فضا، اور روح پرور آب و ہوا سے روشناس کرائیں۔

حمدِ پاک کیلئے عزیزم.......... سلّمہٗ

یہ نغمہ فصلِ گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو، کہ خزاں، لاالہ الا اللہ

﴿برائے نعتِ ساقیٔ کوثر ﷺ﴾

عزیز ساتھیو! خداوندِ قدوس کے بعد جو سب سے زیادہ مستحقِ تعریف، اور سزاوارِ مدح و توصیف ہے، وہ آقائے نامدار، فخرِ موجودات محمدؐ مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ بابرکات ہے، جو سرچشمۂ صفات ہے ان کی کون سی صفت ہے؟ جو قابلِ تعریف نہیں ہے، ظاہر بھی قابلِ تعریف، باطن بھی قابلِ تعریف، حسن و جمال بھی قابلِ تعریف، فضل و کمال بھی قابلِ تعریف، زہد و تقویٰ، صبر و غنا، عفو و درگذر، عفت و پاکدامنی

Scanned by CamScanner

حلم وبردباری، شجاعت وبہادری، دوستداری ودلداری، ذرّہ نوازی وکرم فرمائی، کیا کیا گنائیں اور کتنا گنائیں؟ کہنا ہی پڑتا ہے۔

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
ترا کمال کسی میں نہیں مگر دوچار

اگر آپ تاریخِ انسانی سے استفسار کریں کہ کون ہے؟ جو بھوکا رہ کر بھوکوں کو کھلاتا تھا، جو زخم کھا کر پھول برساتا تھا، جو فلاحِ انسانیت کیلئے راتوں کو روتا تھا، جو خون کے پیاسوں کو قبائیں دیتا تھا، جو گالیاں دینے والوں کو دعائیں دیتا تھا، تاریخ کی صدائے بازگشت آپ کی سماعتوں سے ٹکرائے گی محمد ﷺ اللّٰھم صلّ وسلم علی محمّد دائماً ابدا یا ذاالجلال و الاکرام!

ہم نفسو! آؤ اس جامعِ کمالات اور ستودۂ صفات کی خدمتِ طیبہ میں نذرانۂ محبت و وفا پیش کرنے کا شرف حاصل کریں اس کے لئے میں بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ درخواست کرتا ہوں محترم..... صاحب سے، آپ ڈائز پر تشریف لائیں اور اپنے مدبھرے طرز وترنم سے مجلس میں نیا رنگ وآہنگ بھریں، سماعتوں میں رس گھولیں، دلوں پر شبنم چھڑکیں، آنکھوں کو پرنم کریں۔

میرا دل تڑپ رہا ہے میرا جل رہا ہے سینہ
کہ دوا وہیں ملے گی مجھے لے چلو مدینہ

﴿برائے تقریر و خطابت﴾

ہم سفرو! ہر ناظمِ جلسہ نعتِ پاک پیش کرانے کے بعد حیران و پریشان ہوتا ہے کہ اب کون سا موضوع پیش کرایا جائے؟ کس سلسلہ کا انتخاب کیا جائے؟ جس سے اربابِ مجلس کا ذوق و شوق بر قرار رہے اور نعتِ پاک سے حاصل شدہ کیف و سرور طبیعتوں میں مشکبار رہے تو آیئے! ایک ایسی تقریر سماعت کریں، جو دراصل ذکرِ رسول کا ایک جزو، اور سیرتِ طیبہ ہی کا عکسِ جمیل ہے، اور یہ اس کی سیرتِ مبارکہ ہے جسے بارگاہِ نبوت سے "افضل البشر بعد الانبیاءِ بالتحقیق" کا پروانہ ملا ہے، جو سرورِ کونین کا ہمدم و ہم نفس تھا، ہم نوالہ و ہم پیالہ تھا، جو دنیا و مافیھا سے زیادہ آپ کا چاہنے والا تھا، جس کی محبت و وفاداری کو بارگاہِ خداوندی سے سندِ صداقت ملی اور یارِ غار کا لقب ملا، جس پر صداقت نازاں ہے، جنھیں صدیق کا خطاب ملا اور جس نے یہ پوچھنے پر کہ "صدیق سارا مال کیوں اٹھالائے"؟ کچھ اہل وعیال کی بھی تو فکر ہونی چاہیئے تو اس نے وہ تاریخی جواب دیا کہ صدیاں گذر جانے کے بعد اس کی صدائے بازگشت آج بھی گونج رہی ہے۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسول بس

اس عظیم موضوع پر بیان کرنے کے لئے میں ایک ایسے خطیب کو پیش کرنے جارہا ہوں، جس کے اندازِ بیان میں بے پناہ شگفتگی و سنجیدگی ہے اور وہ سیرتِ صحابہؓ کو اپنی دلچسپیوں کا مرکز بنائے ہوئے ہے، سچ تو یہ ہے کہ وہ اس موضوع پر بولنے کا حق رکھتا ہے اس سے میری مراد برادرِ محترم ..... صاحب ہیں موصوف تشریف لائیں اور اپنے مخصوص لب ولہجے سے ہم سامعین کو محظوظ و مسرور فرمائیں۔

ہزار برق گریں لاکھ آندھیاں آئیں
وہ پھول کھل کے رہیں گے جو کھلنے والے ہیں

☆☆☆

قطعہ

موجِ بلا کو سر سے گذرنے نہیں دیا
دشمن کو اپنی صف میں اترنے نہیں دیا
یہ اور بات ہے کہ مرے ہاتھ کٹ گئے
لیکن علم کو خاک پہ گرنے نہیں دیا
(فیضی)

Scanned by CamScanner

﴿مجلسِ ششم﴾

(عمومی)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اَمَّا بَعْدُ!

﴿تمہید﴾

معزز علماءِ کرام، مہمانانِ عظام، وطلباءِ خوش انجام!

بڑی مسرت وشادمانی کا مقام ہے کہ ہم انتہائی تزک واحتشام کے ساتھ اپنی انجمن "بزمِ اصلاح البیان" کا عظیم الشان اجلاس منعقد کرنے کی سعادت حاصل کررہے ہیں۔

رفیقانِ انجمن! ہمارے ان جلسوں کے انعقاد کا مقصد، حصولِ مال ودولت، عزت وشہرت نہیں ہے، نہ یہ کہ ہم کوئی بڑا عہدہ ومنصب حاصل کرلیں، مادّی ترقیات سے ہمکنار ہو جائیں، حکمراں بن جائیں، قائد اور لیڈر بن جائیں، بلکہ مقصود یہ ہے کہ ہم واعظ بن جائیں، مقرر بن جائیں، خطیب بن جائیں، تاکہ ہم قوم وملت کی رہنمائی کرسکیں اعلاءِ کلمۃ اللہ کا فریضہ سرانجام دے سکیں۔

مری زندگی کا مقصد ترے دیں کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی

Scanned by CamScanner

انتخابِ صدارت

رفیقانِ انجمن ! یہ ہم سب کی خوش بختی ہے کہ آج ہمارے جھرمٹ میں دنیائے علم وفن کی ایسی چیدہ چیدہ شخصیات جلوہ گر ہیں جو اپنے وقت کے امام اور پیشوا کہے جاسکتے ہیں، جنکی علمی وفنی، دعوتی واصلاحی تعلیمی وتربیتی خدمات کا ایک روشن باب ہے، ان میں سے صدارت کیلئے ایک ایسی ہی شخصیت کا انتخاب عمل میں آیا ہے، جو اپنے اس خدماتی سفر میں کبھی رکا نہیں، کبھی تھکا نہیں، چلا اور چلتا رہا، بڑھا اور بڑھتا رہا، اور تنِ تنہا ایسے ایسے کارنامے انجام دے ڈالے، جسے بڑی بڑی انجمنیں اور تحریکیں بمشکل تمام انجام دے پاتی ہیں۔

وہ اپنی ذات میں ایک کارواں ہے
وہ اپنی ذات میں ایک انجمن ہے

میرا روئے سخن عظیم المرتبت، رفیع الدرجت، جناب حضرت مولانا .....مدظلہ العالی کی ذات گرامی کی طرف ہے صرف امید ہی نہیں بلکہ یقینِ کامل ہے کہ تمام اربابِ انجمن اس حسنِ انتخاب کی پزیرائی کرینگے۔

برائے قرأت

دوستو! پروگرام کی فہرست کافی طویل ہے اس لئے آیئے بلا تفصیل و تطویل اصل پروگرام کی طرف رجوع کرتے ہیں، جس کا نقطۂ آغاز

Scanned by CamScanner

تلاوتِ کلام اللہ ہے، وہ عظیم الشان کلام جو ہماری جڑ ہے، ہماری بنیاد ہے، جس پر ہماری تمام تر ترقیات کا دارو مدار ہے، حقیقت کسی کی تصدیق کا احتیاج نہیں رکھتی، سچائی کسی کے تسلیم کرنے کا انتظار نہیں کرتی، کوئی مانے یا نہ مانے، تسلیم کرے یا نہ کرے، یہ ثابت شدہ سچائی ہے کہ خطہ ہائے عالم میں خیر و فلاح کے جو بھی مظاہر ہیں، جس بھی شکل میں ہیں، جہاں کہیں بھی ہیں، سب کا منبع و سرچشمہ یہی کتابِ ہدیٰ ہے، یورپ و امریکہ کی سائنسی ترقیات، چین و جاپان اور دیگر ریاست ہائے عالم کے سیاسی انقلابات، عدالتوں کا قیام و انتظام، قوانین و ضوابط کا اہتمام، سب اسی صحیفۂ ہدایت کا عکسِ جمیل ہے، سب نے اسی شمعِ ہدایت سے اکتسابِ نور کیا ہے، اسی کو مشعلِ راہ بنایا ہے، اسی سے رہنمائی حاصل کی ہے۔

دوستو! تلاوت اور اس کی تعلیمات پر عمل تو خیر بڑی سعادت کی بات ہے ہی، اے کاش غیروں کے انداز پر بھی ہم اپنے قرآن کا مطالعہ کرتے تو کہاں سے کہاں پہنچ جاتے؟

ماہ و خورشید کے اسرار سمجھ لیتے ہم
یہ بھی ممکن تھا ستاروں کا سفر کر لیتے
ہم نے قرآن کا مفہوم نہ سمجھا ورنہ
ہم بیک وقت کئی منزلیں سر کر لیتے

آیئے! اسی انقلاب آفریں کتابِ ہدایت کی تلاوت سے بزم کا انقلاب افروز آغاز کریں، آج ہمارے درمیان ایک قاری ایسا بھی ہے، جس کے اندازِ قرأت میں انقلابی ترنگ ہے، آواز میں عقابی امنگ ہے، ایمانی حرارت و حلاوت جس کے سنگ ہے، جس کے دم سے ہر محفل میں رنگ ہے، عزیزم...... سلّمہٗ فنِ قرأت سے ہم آہنگ ہے تشریف لاکر صاف کیجئے جو دلوں میں زنگ ہے۔

عزیزم.................. سلّمہٗ
قرأت کے لئے

جو دیکھتا ہے دیکھ کے منظر یہ دنگ ہے
ننھے سے اک دئے کی ہواؤں سے جنگ ہے

﴿برائے حمدِ خداوندی﴾

یہ عزیزم..... سلّمہٗ تھے جو اپنے منفرد لہجۂ قرأت سے ہماری روحوں کو تڑپا، اور دلوں کو گرما رہے تھے اس کے بعد آیئے اب گلستانِ حمد و مناجات کی بھی سیر و سیاحت کرتے چلیں ساتھیو! صنف حمد و مناجات وہ صنفِ سخن ہے جسے سن کر ہماری روحیں پھڑک اٹھتیں ہیں، اس لئے کہ ارواح کا براہِ راست ذاتِ خداوندی سے تعلّق ہے "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" سنو! اللہ کے ذکر سے ارواح و قلوب کو راحت ملتی ہے سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

آج کی اس ماڈی دنیا میں راحت وآرام کے جملہ اسباب ووسائل موجود ہیں مگر انسان چین وسکون جیسی نعمتِ عظمٰی کے لئے تڑپ رہا ہے، ترس رہا ہے اونچی اونچی بلڈنگوں میں، آرام دہ گاڑیوں میں ، خوشحالی و فارغ البالی کے نقشوں میں بھی اس کی روح مضطرب، اور دل بے قرار ہے۔

ایسا کیوں ہے ؟ بڑے بڑے عقلاءِ زمانہ کے پاس اس سوال کا جواب نہیں ہے بڑے بڑے اربابِ فکرودانش کے پاس اس مسئلے کا حل نہیں ہے بڑے بڑے سائنس داں چین وسکون کے حصول کے لئے کوئی مصنوعی آلہ ایجاد نہیں کرسکے بڑے بڑے طبیبوں کے پاس اس مرض کا علاج، اور اس درد کی دوا نہیں ہے صرف قرآن نے اس سوال کا جواب دیا ہے اس مسئلے کا حل بتایا ہے اس مرض کا علاج اور اس درد کی دوا تجویز کی ہے "الا بذکر الله تطمئنّ القلوب"

نگہ الجھی ہوئی ہے رنگ وبو میں
خرد کھوئی ہوئی ہے چارسو میں
نہ چھوڑ! اے دل فغانِ صبح گاہی
اماں شاید ملے اللہ ہو میں

اسی کے ساتھ ہی میں دعوتِ سخن دیتا ہوں عزیزم .... سلّمہٗ کو آپ منظر عام پر تشریف لائیں اور حمدیہ کلام کو اپنے مقناطیسی ترنّم،

طلسماتی طرز، داؤدی لحن سے مزیّن کر کے تمام سامعین کی روحوں کو سکون وطمانینت سے مسرور اور دلوں کو کیف و فرحت سے معمور کریں۔ حمدِ پاک کے لئے عزیزم.......... سلّمہٗ

دل کی گہرائی سے جب نام ترا لیتا ہوں
چومتی ہے میرے قدموں کو ضمیرِ کائنات

﴿برائے نعتِ شافعِ محشر ﷺ﴾

دوستو! اللہ تبارک وتعالی نے اپنے نام کے بعد ایک نام صرف اور صرف ایک نام ہے، جس کو وظیفۂ قلب وزبان بنانے کا حکم فرمایاہے اور وہ خاتمِ رسل، ہادئ سبل، ساقئ کوثر، شافعِ محشر، حضرت محمدّ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلّم کا نامِ نامی اسمِ گرامی ہے فرمایا" اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَ یُّھَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا " یقیناً اللہ اور اس کے معصوم وپاکباز ملائکہ نبی پر رحمت بھیجتے ہیں سوائے مومنو! تم بھی ان پر درود وسلام بھیجو! اللہ! اللہ! یہ رتبہ اور یہ مقام ہماری کیا مجال؟ اور ہماری کیا بساط؟

ہزار بار بشوئم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نامِ توگفتن کمالِ بے ادبی است

ہمارے درمیان ایک آشفتہ سر ایسا بھی ہے، جسے اگر بلبلِ وادئ بطحا کہا

جائے تو مبالغہ نہ ہوگا، اس کا اندازِ عقیدتِ رسول دیکھئے! فیاضِ ازل نے اسے طرز و ترنم کی دولت سے مالا مال کیا ہے، مگر حمد و مناجات، نعت و منقبت، اور درود و سلام کے علاوہ دیگر اصنافِ سخن سے اپنے لب و دہن کو آشنا نہیں ہونے دیتا، شاید اس کا یہی عقیدہ و نظریہ ہے کہ جن لبوں سے میں رسول کی عظمت و عقیدت کا ترانہ گنگناتا ہوں اس کو دیگر اصنافِ سخن سے ملوث کرنا شانِ رسول میں گستاخی اور بے ادبی کے مترادف ہے، آپ سوچ رہے ہوں گے، یہ خوش قسمت کون ہے؟ یہ برادرِ محترم مولوی .... صاحب ہیں میں موصوف سے مودبانہ التماس کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائیں اور دربارِ رسالت مآب ﷺ میں نذرانہ درود و سلام پیش فرمائیں۔

سلام اے آتشیں زنجیرِ باطل توڑنے والے
سلام اے خاک کے ٹوٹے ہوئے دل جوڑنے والے

﴿برائے تقریر و خطابت﴾

ساتھیو! ان روح پرور اور دل نواز کلماتِ درود و سلام کے بعد آیئے صنم خانہ تقریر و خطابت کی طرف پیش رفت کریں یہ تقریر و خطابت جس کے لئے ہم اصلاحی مجالس کا انعقاد کرتے ہیں عصر حاضر میں اس کی ضرورت شدید سے اشد ہوگئی ہے کیونکہ دورِ جدید میں

Scanned by CamScanner

سائنسی ترقیات نے ذرائعِ ابلاغ وترسیل کا انبار لگادیا ہے، پورے عالم میں ٹی وی، انٹرنیٹ جیسے ذرائع ابلاغ کی شاہِ کلید انھیں کے ہاتھوں میں ہے، جو روزِ اوّل سے اسلام کے حریف، اور ملّتِ اسلامیہ کے رقیب رہے ہیں، جن کا مقصدِ زندگی اسلام کی بیخ کنی اور قومِ مسلم کی تباہی وبربادی ہے، اپنی اسی فطرتِ خبیثہ اور جبلتِ غلیظہ کے باعث وہ ان جدید ذرائعِ ابلاغ کو اسلام، اور مسلمانوں کے خلاف استعمال کررہے ہیں، کبھی اسلام کی آفاقیت، ابدیت، افادیت اور جامعیت پر سوالیہ نشان لگاتے ہیں، کبھی پیغمبر اسلام کی حیاتِ طیبہ پر انگلی اٹھاتے ہیں، تو کبھی مسلمانوں کے کردار پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔

اور آج پوری دنیا میں جو یہ وبا پھوٹ پڑی ہے کہ مذاہبِ عالم میں صرف اسلام واحد مذہب ہے، جو منبع وحشت ودہشت ہے، وحشت انگیزی اور دہشت گردی کو فروغ دیتا ہے، اور مسلمان اس کے حامی وعلمبردار ہیں اور تو اور مدارس اسلامیہ اور مکاتب دینیہ جو کہ امن وشانتی کے مرکز، اور الفت و محبت کا گہوارہ ہیں، انھیں جہاد کی تربیت گاھیں، اور درندگی وسفاکی تعلیم گاہیں قرار دیا جارہا ہے دنیا کو اتنی فرصت نہیں ہے کہ حقائق وواقعات کی تحقیق وتفتیش کرے، وہ تو ان ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے نشر کئے جانے والے پروپیگنڈوں اور افواہوں

کو من و عن قبول کر لیتی ہے، جسکی وجہ سے اسلام سے بد ظنی، اور مسلمانوں سے دوری کی فضائے عام بنتی جارہی ہے غیروں کا ذکر ہی کیا ہے؟ خود مسلمانوں میں ایک طبقہ ایسا ہے جو ان زہریلے افکار و نظریات سے متاثر ہو رہا ہے یہ آلاتِ آزری گھروں کی زینت بنے ہوئے ہیں جن پر خبریں سن کر، تبصرے سماعت کر کے ان کا رہا سہا ایمان بھی اٹھتا جارہا ہے اور اسلام سے بد ظنی و بے اعتباری بڑھتی جارہی ہے وہ عیسائی مشنریوں اور یہودی تنظیموں کی دعوت و تبلیغ پر ایمان لارہے ہیں ایسے سنگین ماحول میں، طلباءِ مدارس کی ذمہ داری دوچند ہو جاتی ہے ان جدید ذرائعِ ابلاغ کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ انگیزیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے پاس زیادہ سے زیادہ زبان و قلم کی طاقت ہے جس کے ذریعہ ہم حقائق کو بے نقاب کر سکتے ہیں باطل کی دسیسہ کاریوں اور حیلہ بازیوں سے قوم کو باخبر اور ان کے خطرات و نقصانات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔

ساتھیو! سفینۂ ملت باطل کی افواہوں اور پروپیگنڈوں کے سیلاب میں ہچکولے کھا رہا ہے شر انگیزیوں اور تخریب کاریوں کے اس طوفان میں ہم فنِ خطابت کو پتوار بنا کر قوم کی کشتی کو ساحل سے ہمکنار کر سکتے ہیں اور بد ظنی اور بد گمانی میں پڑی ہوئی دنیائے انسانیت سے باور کر سکتے ہیں کہ ہجومِ مذاہب و ملل میں اسلام ہی واحد مذہب ہے جو

امن و شانتی کی تعلیم دیتا ہے اخوت و مساوات کا سبق پڑھاتا ہے اخلاق و محبت کا درس دیتا ہے اور ملت اسلامیہ ہی اسکی حقیقی علمبردار ہے۔

اس لئے ساتھیو! ضروری ہے کہ فنِ تقریر و خطابت میں آپ مہارت حاصل کریں اپنی مشق و تمرین کو تیز تر کر دیں، خطیب بن جائیں، واعظ بن جائیں، مقرر بن جائیں، داعی بن جائیں، بکھری ہوئی امت کو اتحاد کی لڑی میں پروئیں، الجھی ہوئی انسانیت کے سامنے اسلام کی صداقت و حقانیت بے نقاب کر دیں، یہی آپ کا منصب ہے، یہی آپ کی ذمہ داری!

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی ہستی پر عیاں ہو جا
خودی کا رازداں ہو جا خدا کا ترجماں ہو جا
ہوس نے ٹکرے ٹکڑے کر دیئے ہیں نوعِ انسان کو
اخوت کا بیاں ہو جا، محبت کی زباں ہو جا

اسی کے ساتھ ہی میں ایک ایسے خطیب کو پیش کرنے جا رہا ہوں، جو حقیقی معنوں میں خطابت کا ذوق و شوق رکھتا ہے، جب وہ اس راستے پر گامزن ہوا تھا اس وقت کوئی یہ تصور و تخیل نہ کر سکتا تھا کہ وہ ایک اچھا خطیب یا مقرر بھی بن سکتا ہے مگر اس کا جذبۂ کامل اور طلبِ صادق اسے لے کر آگے بڑھتا رہا بالآخر اس منزل پر پہنچ ہی گیا جس کی اس

Scanned by CamScanner

تلاش و جستجو تھی اس سے مولوی.................... صاحب مراد ہیں آپ تشریف لائیں اور اپنی حقیقی منزل پر جلوہ افروز ہو کر اپنی مثالی خطابت سے جادو جگائیں اور " ان من البیان لسحرا" کا مظاہرہ کریں

"عصر حاضر اور مسلمان"

اس موضوع کو لیکر محترم مولوی............... صاحب

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

☆☆☆

﴿ مناجات ﴾

بلند ایمان کا معیار کر دے — زمانے سے مجھے بیزار کر دے
مجھے بھی عشق کی دولت عطا کر — مجھے بھی رومیؒ و عطارؒ کر دے
مجھے بھی معرفت کی منزلیں دے — مجھے بھی صاحبِ اسرار کر دے
مجھے بھی جذبۂ خدمت عطا کر — مجھے بھی قوم کا سردار کر دے
نبی کے عشق میں سب کچھ لٹا دوں — مجھے مانندِ یارِ غار کر دے
سفینہ دل کا ہے طوفاں کی زد میں — مرے مولا اسے اس پار کر دے

(فیضی)

﴿مجلسِ ہفتم﴾

(اختتامی)

الحمد للہ ربّ العالمین والصلوۃ والسّلام علی سیّدالمرسلین اصحابہ و ذرّیا تہ اجمعین

امّا بعد!

﴿تمہید﴾

موقّر اساتذۂ کرام، معزز مہمانِ عظام، وطلباءِ خوش انجام!

یہ اللہ جل جلالہٗ ہی کا فضل وکمال ہے کہ وہ تعلیمی کارواں جو تقریباً دس ماہ قبل بڑی تمناؤں، آرزوؤں اور جذبوں سے لبریز ہو کر چلا تھا بحمد اللہ اس کی ایک اور منزل طے ہو چکی ہے اور گذشتہ سالوں کی طرح یہ سال بھی بحسن وخوبی تمام ہو چکا ہے اور ہم اپنی انجمن کا ''جشنِ سالانہ' منانے کے لئے یہاں پر مجتمع ہوئے ہیں سالانہ امتحان ہمارے سروں پر ہے جس سے فارغ ہو کر ہم اپنے اپنے دیارو بلاد کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور تعطیلِ رمضان المبارک اپنے والدین کی شفقت و محبت کے سائبان تلے، اعزا و اقارب کی جھرمٹ میں، ہمجولیوں اور ہم عمروں کی محفل میں گذار کر پھر گلشنِ علمی میں قدم رنجہ ہوں گے اس سے قبل یہ ''جشنِ سالانہ'' یا ''اختتامی جلسہ'' کی خصوصیات و امتیازات

رکھتا ہے فنِ تقریر و خطابت میں مشاقی، زبان وبیان کی اصلاح و آراستگی، اور علمی و تحقیقی ترقی تمام ہی جلسوں کی غرض وغایت ہوا کرتی ہے اس سالانہ اجلاس کا خاصہ و امتیاز یہ ہے کہ سال کی تکمیل پر قبل از تعطیل ہم اپنے ذہنوں کا غبار دھولیں، اپنے دلوں کی خلش ختم کرلیں، اپنے منفی جذبات کی شدت و تلخی کو دور کرلیں۔

جی ہاں! اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے ایک جگہ رہنے سے بسا اوقات ایسی باتیں پیش آجاتی ہیں، جس سے ایک دوسرے کو تکلیف پہونچ جاتی ہے ایک کو دوسروں سے شکایت ہو جاتی ہے اس موقعہ پر ہم گلے شکوے دور کر کے ایک دوسرے کو مطمئن و مسرور کرتے ہیں ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں جو روٹھے ہیں، انھیں ملاتے ہیں اور آئندہ کیلئے یہ پیغام دیتے ہیں۔

خیالِ خاطرِ احباب چاہئے کچھ تو
انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

﴿انتخابِ صدارت﴾

دوستو! ان چند گذارشات کے بعد پروگرام کے باضابطہ آغاز سے قبل، جو لازمی امر ہے، وہ صدرِ جلسہ کا انتخاب ہے، جو ہماری تہذیبی و ثقافتی روایت ہے، جس میں بڑی منفعت افادیت ہے۔

Scanned by CamScanner

رفیقانِ انجمن! یوں تو آج اس جلسہ میں ایسی ایسی عملی و علمی انقلابی و مثالی شخصیتیں جلوہ افروز ہیں جو چرخِ علوم و فنون کے درخشاں آفتاب و ماہتاب ہیں اور معارف و کمالات کے میدان کے عظیم شہ سوار ہیں جن میں سے کسی نہ کسی کا انتخاب ہماری مجبوری ہے اس لئے میں عہدۂ صدارت کے لئے مدرسِ ذی شان، مقررِ شیریں بیان، حضرت مولانا........ مدظلہٗ العالی کا نامِ نامی اور اسمِ گرامی پیش کرتا ہوں اور آپ کی بلند اخلاقی اور اعلیٰ ظرفی سے امید رکھتا ہوں کہ میری اس مخلصانہ پیش کش کو شرفِ قبولیت سے نوازیں گے اور یہ بھی یقین ہے کہ تمام رفقاءِ انجمن میرے اس تجویز و انتخاب کی تائید و توثیق کریں گے۔

﴿برائے قرأت﴾

ہم سفرو! بفضل اللہ و عونہ آرزوئیں شادکام اور تمنائیں بامراد ہوئیں اور حضرتِ والا کی شرفِ قبولیت نے ہمیں اس دلکش موڑ پر لا کھڑا کیا ہے کہ ہم باضابطہ جلسہ کا آغاز کر سکیں تو آیئے! اسکی سب سے پہلی کڑی سے افتتاح بالخیر کی سعادت سے بہرور ہوں میری مراد تلاوتِ کتابِ خداوندی سے ہے وہ کتاب جو شک و تردد سے بالاتر ہے، **ھُدی للمتقین** ہے، جس کا ہر پارہ لاجواب، ہر رکوع بے مثال، ہر سطر لازوال، ہر لفظ مسعود، ہر حرف مبارک، ہر حرکت دلکش

ہر سکون دل آویز، ہر نقطہ بصیرت افروز اور بقول اقبال علیہ الرحمہ!

محمدؐ بھی ترا، جبرئیل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرف شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا

حقیقت ہے قرآن کریم نے انسانی سرشت و فطرت کی ترجمانی کی ہے، اس کے احساسات و جذبات کی عکاسی کی ہے، اس کے افکار و خیالات کی منظر کشی ہے اسکی خامیوں اور خوبیوں کو اجاگر کیا ہے "مگر یہ حرف شیریں تیرا ہے یا میرا" یعنی یہ "میرا ترجمان ہے" اس لئے قرآن ہمارے دلوں کی دھڑکن ہے، ہماری روحوں کا ساز ہے، ہمارے ضمیروں کی آواز ہے۔

آیئے! اسی کتابِ فطرت کی مبارک آیات کی تلاوت میں ہم اپنے دلوں کی دھڑکن، اپنی روحوں کا ساز، اور ضمیروں کی آواز سنیں، تڑپیں، تڑپائیں، مجلس میں نورو نکہت، سکون و طمانینت کی بہار لائیں، خیر و برکت کے دروازے کھولیں۔

لھذا میں تلاوتِ قرآنِ کریم کے لئے ایک ایسے قاری سے درخواست کرنے جا رہا ہوں، جس نے قرآنی فضا میں آنکھ کھولی ہے، قرآن کو اپنے اندر اُتارا ہے، رچایا ہے، بسایا ہے، جس کا اندازِ قرأت کیف و مستی سے سرشار کرتا ہے، وجد و حال سے دوچار کرتا ہے، جذبۂ عمل

کو بیدار کرتا ہے اس سے میرا اشارہ برادرم........ صاحب کی طرف ہے موصوف تشریف لائیں اور آیاتِ قرآنی سے اربابِ مجلس کے قلوب کو مجلّٰی و منور فرمائیں اور اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوں۔

﴿برائے حمدِ پاک﴾

قرآنِ کریم کی تلاوت سے محفل میں رنگ و نور بکھرا، کیف و سرور کا سماں بندھا آیئے! بلا تاخیر بارگاہِ جلالت میں اردو نظم کے پیکر میں وظیفۂ حمد و ثنا کا بھی اہتمام کرلیا جائے کہ یہ موجبِ رحمت ہے، باعثِ خیر و برکت ہے۔ قرآن کریم کی سب سے پہلی سورت کی سب سے پہلی آیت ہے "الحمدالله رب العالمین" کہ تمام حمد و ثنا، تسبیح و تہلیل، تکبیر و تحمید کا وہی سزاوار ہے، جو سب کو پالتا ہے، وہ رب العالمین ہے عالمِ حیوانات، عالمِ نباتات، عالمِ جمادات سب کی ضروریات وہی پوری کرتا ہے، سب کو رزق بہم پہونچاتا ہے۔

جانتا ہے ہمیں روزی کہاں پہچانا ہے
سخت پتھر میں ہری گھاس اُگانے والا

(فیضی)

اس کے خوانِ کرم پر دوست، دشمن، اپنے، پرائے سب برابر ہیں۔

ع چہ دشمن بریں خوانِ یغماں چہ دوست

آیئے! اس رحمان ورحیم ذات کی حمد وثنا کا ترانہ گنگنا کر، اس کے نام کی مالا جپ کر، اس کی شانِ رحیمی وکریمی کا ورد کر کے اظہارِ عبدیت کی سعادت حاصل کریں گلشنِ ایمان ویقین کو سبز وشاداب کریں اس جلیل القدر فریضہ کی انجام دہی کے لئے ایک ایسے نظم سرا کو زحمتِ سخن دینے جا رہا ہوں، جو اشعار کو طرز کے پیکر میں ڈھالنے کا ہنر جانتا ہے، ترنم کا لباس پہنانے کا تجربہ رکھتا ہے، مرا روئے سخن رفیقِ انجمن محترم .... صاحب کی طرف ہے، موصوف اسٹیج پر جلوہ افروز ہوں اور بارگاہِ جلالت میں وظیفۂ حمد وثنا پیش کر کے اپنے فرضِ منصبی کو ادا فرمائیں۔

﴿برائے نعت رحمتِ عالم ﷺ﴾

ہم نفسو! حمدِ رب العالمین کے بعد ذکرِ رحمت اللعالمین بھی ہماری مجالس ومحافل کی تہذیب وثقافت رہی ہے اور کیوں نہ ہوں؟

خدا سے ہیں کم اور سب سے زیادہ
دو عالم سے اعلیٰ ہمارے محمد

آپ کی ذاتِ عالی جملہ خلائق میں سب سے افضل ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ آپ کی ذات مجموعۂ کمالات وصفات ہے۔

Scanned by CamScanner

حسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضه داری

آنچه خوباں همه دار ند تو تنها داری

لالۂ وگل، سنبل ونرگس، یاسمین ونسترن، آفتاب و ماہتاب، مشکِ ختن، درِ عدن، لعلِ یمن، شگفتِ غنچہ، تبسم سحر انسانی حسن وجمال کو بیان کرنے کیلئے یہ سب استعارے ہیں مگر جمالِ محمدی کی تشریح وتفسیر کے لئے یہ سب کے سب استعارات ناقص اور ادھورے ہیں۔

رخِ مصطفیٰ ہے وہ آئینہ، کہ اب ایسادوسرا آئینہ

نہ ہماری بزمِ خیال میں، نہ دکانِ آئینہ ساز میں

جہاں پر ان ادبی وشعری استعارات کی حد ہوتی ہے، وہاں سے حسن و جمالِ محمدی کا آغاز ہوتا ہے، ان کا کوئی جواب نہیں، وہ تو لاجواب ہیں بلکہ خود ہی اپنا جواب ہیں۔

دونوں جہاں آئینہ دکھلا کے رہ گئے

لانا پڑا تمہیں کو تمہارے جواب میں

اس کے دربارِ رسالت میں نعت سرائی کے لئے ایک ایسے نعت خواں کو منظر پر لا رہا ہوں جو دنیائے طرز وترنم میں ممتاز ومنفرد ہے نعت سرائی صرف اس کا شوق نہیں بلکہ اس کا مقصدِ حیات ہے مرا اشارہ عزیزم .... سلمہٗ کی طرف ہے آپ تشریف لائیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ہدیۂ نعتیہ کلام پیش فرمائیں۔

Scanned by CamScanner

ہر لفظ وضو کرلیتا ہے ہر شعر تلاوت کرتا ہے
پڑھتا ہے کوئی جب نعت نبی سمجھو کی عبادت کرتا ہے

سبحان الله! سبحان الله! نعتِ رسول! اور پھر یہ طرز و ترنم! یہ لہجہ اور لے؟

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی
یوں لب کشا ہوئے کہ گلستاں بنادیا

﴿برائے تقریر و خطابت﴾

ساتھیو! میں محسوس کر رہا ہوں کہ آپ کا دل و دماغ اب کما حقہٗ مجلس سے جڑ گیا ہے اور التفات وانہماک بڑھ گیا ہے سو مناسب معلوم ہو تا ہے کہ بلا تاخیر وتامل سلسلۂ خطابت کا انقلاب آفریں آغاز کروں۔

یوں تو ہر دور میں فنِ تقریر وخطابت کی ضرورت رہی ہے مگر آج کی فضا میں اسکی ضرورت اشد ہو گئی ہے کیونکہ مختلف مذہبی تنظیمیں، سیاسی پارٹیاں، اور تخریبی ادارے امتِ مسلمہ میں فاسد عقائد و نظریات، باطل افکار و خیالات اور الحادو بددینی پر مبنی احساسات وجذبات کو فروغ دے رہے ہیں جس کے باعث مسلم معاشرہ خرافات وفسادات، رسومات وبدعات، افتراق واختلافات کی آماجگاہ بنتا جا رہا ہے۔

Scanned by CamScanner

ایسی پر خطر فضا، اور ایسے خوفناک ماحول میں اس کے سدِّباب اور ازالے کیلئے کوئی چیز کارگر ہو سکتی ہے تو وہ فن تقریر وخطابت ہے جس کے وسیلے سے عوام الناس کو حقائق سے آگاہ کیا جائے باطل عقائد و نظریات کی نشاندہی اور ان سے اجتناب کی تلقین کی جائے دشمنانِ دین وملت کی ریشہ دوانیوں، اور چال بازیوں سے باخبر کیا جائے دینی حمیت اور قومی غیرت ان کے دلوں میں بیدار جائے تاکہ قوم صلاح وفلاح کی شاہراہ پر گامزن ہو سکے اسی عظیم الشان مقصد کے لئے ہم طلباءِ مدارس فنِ تقریر وخطابت میں مشق وتمرین کا اہتمام والتزام کرتے ہیں اور اسی کیلئے اصلاحی انجمنوں کا قیام عمل میں آتا ہے اسی سلسلۃ الذھب کی ایک سنہری کڑی ہماری انجمن "اصلاح اللسان" بھی ہے جس کے بینر تلے ہم آج مجتمع ہوئے ہیں۔

تو آیئے! سب سے پہلے ہم ایک ایسے جری وبیباک خطیب کو آواز دیتے ہیں، جو اس میدان بڑا پرانا شہ سوار ہے، جس نے اس جوہر کو اپنے اندر اتارنے کیلئے طویل دشت نوردی کی ہے، جس کا ذوقِ طلب کبھی ماند نہیں پڑا اور جس کا پائے طلب آبلہ پائی شکار تو ہوا، مگر تھکان سے دوچار نہیں ہوا میری مراد برادرِ محترم..... صاحب سے ہے موصوف سے مودبانہ گذارش ہے کہ ڈائز پر تشریف لاکر سلسلۂ

خطابت کا دھماکہ خیز آغاز فرمائیں۔

ہوئے مدفونِ دریا زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچہ موج کے کھاتے تھے جو بن کر گہر نکلے

مولوی........صاحب مائک پر

ہمارا نرم رو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کی بجلیاں وہ بے خبر نکلے

☆☆☆

﴿ دعا ﴾

مجھے ذوقِ مناجاتِ سحر دے   دلِ مضطر عطا کر چشمِ تر دے
مرے مولا نیا عزمِ سفر دے   تھکن سے چور رستے میں پڑا ہوں

☆☆☆

یا تو کشتی کو کنارے سے لگادے یا رب
یا تو منجدھار کو میرے لئے ساحل کردے
سانس بھی لوں تو فقط تیری رضا کی خاطر
اپنی مرضی کو مری زیست کا حاصل کردے

Scanned by CamScanner

ضمیمہ برائے نعت

(۱)

(۱) معزز سامعین! آپ کے سکون و ثبات، سنجیدگی اور وقار نے محفل کے رنگ کو دوبالا کر دیا مگر ایک ہی کیفیت کی انسانی طبیعت زیادہ دیر تک متحمل نہیں ہو پاتی اور تبدیلی کا تقاضا کرتی ہے اس لئے آیئے! پھر اسی شبستانِ شعر وادب کا رخ کریں جو ہماری روحوں کے تار چھیڑ دیتی، اور دلوں کا قرار لوٹا دیتی ہے میں گذارش کرتا ہوں عزیزم محمد احسان دانش سے آپ منظر عام آپ تشریف لائیں اور بارگاہِ نبوی میں نذرانۂ عقیدت پیش کر کے مجلس کو نئے رنگ وآہنگ سے ہمکنار کریں۔
نعتِ پاک کے ساتھ احسان دانش!

نہ تلاشِ میکدے کی نہ تلاشِ جام ومینا
مرے واسطے ہے کافی مرا ساقیٔ مدینہ

(۲) حاضرینِ مجلس! آپ کے چہروں کی پژمردگی اور نگاہوں کی افسردگی غمازی کر رہی ہے کہ کب تلک جذباتی تقریروں کی گھن گرج، جوشیلے خطبات کی بلند آہنگی، مکالمات کی طوفان خیزی، اب تو کچھ نیا لاؤ! جس سے طبیعت میں شگفتگی اور کیفیت میں تروتازگی پیدا ہو تو گھبرایئے نہیں! اب میں ایک بلبلِ نغمہ ریز کو پیش کرنے جارہا ہوں جو اپنے

طلسماتی طرز و ترنم سے آپ کو شگفتہ مزاج اور تازہ دم کر دے گا۔ محترم عبدالحیٔ صاحب تشریف لائیں نعتِ پاک سے ہم سامعین کے آتشِ شوق کو تیز تر فرمائیں۔

(۳) دوستو! اب آیئے ایک بار پھر اپنے عاشقانہ تخیلات، اور محبانہ تصورات کے سہارے وادیٔ بطحا اور کوئے مدینہ کی سیر کریں جہاں کی گردِ راہ کو ایک عاشقِ زار اپنی آنکھوں سرمہ بنانے کا آرزو مند ہوتا ہے جہاں کے خش و خاشاک سے اپنے جیب و گریبان بھر لینے کا خواہش مند ہوتا ہے جہاں پر حاضری کو سعادت عظمی سمجھتا ہے اور اس کے لئے سینکڑوں جتن کرتا ہے اور بڑی دعائیں۔

دکھادے خواب میں یارب مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات دن مولا تری رحمت برستی ہے

والہانہ درخواست کرتا ہوں محترم مولوی فضل الرحمٰن سے، آپ ڈائز پر تشریف لائیں اور تخیل و تصور میں گلزار مدینہ کی سیر کرائیں۔
نعت پاک کے ساتھ محترم فضل الرحمٰن صاحب!!

خاکِ یثرب از دو عالم خوشتر است
اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

(۴) رفیقان بزم ! وہ جو ہمارا محسن و مونس ہے جس کا ذکر

موجبِ سعادت ہے اور یہ دلیلِ محبت ہے "من احب شیئاً اکثر ذکرہٗ" اس سے محبت نہ ہوگی تو کس سے ہوگی؟ جس کی محبت بنیادِ ایمان ہے اس کا ذکر نہیں کریں گے؟ تو کس کا کریں؟ جو ہمارے غم میں بسترِ استراحت پہ نہ سوتا تھا رات رات بھر اٹھ کر روتا تھا اور چہرے کو آنسوؤں دھوتا تھا۔

فکرِ امت میں مصلے کا بھگونا تیرا
درسِ عبرت ہے گئے رات تک رونا تیرا

میں مخلصانہ التماس کرتا ہوں عزیزم محمد ثاقب سے، آپ تشریف لائیں اور نعتیہ شاعری سے مجلس کو پرنور کریں۔

(۵) پھر نظر میں پھول لہکے دل میں پھر شمعیں جلیں
پھر تصور نے لیا اس بزم میں جانے کا نام

ساتھیو! میرا دل بھی مصر ہے، اور شاید آپ کا دل بھی بضد، کہ ایک بار پھر بزمِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ
تابانیوں اور ضو فشانیوں سے
قلب وذہن کو مجلی ومنور کیا جائے۔

تو آیئے! ایک ایسے بلبلِ زار سے درخواست کریں جو طرز کا پیرو نہیں، بلکہ موجد ہے، ترنم کا آبشار ہے، جس کے لے میں درد کی چاشنی بھی ہے، اور محبت کی نغمگی بھی، وہ جب نغمہ سرا ہوتا ہے تو فضاؤں

پر بھی گہرا سکوت طاری ہو جاتا ہے محترم مولوی محمد عفان صاحب ڈائز پر تشریف لائیں۔

خدا کے واسطے مہرِ سکوت توڑ بھی دے
تمام شہر تیری نغمگی کا پیاسا ہے

(۶) دوستو! قدرے اکتاہٹ اور بیزاری آپ کے چہروں سے مترشح ہو رہی ہے اور میں محسوس کر رہا ہوں کہ بڑے اضطراب و اشتیاق سے آپ نعتیہ کلام کے منتظر ہیں اور آپ کے دلوں کی کیفیات کی تفسیر اس شعر سے کی جاسکتی ہے۔

منزل یار چوں شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

دوست کی منزل، یا دوست کے ذکر کا مرحلہ جب قریب آجاتا ہے تو آتشِ شوق اور زیادہ بھڑک اٹھتی ہے۔ ایسی حالت میں اب اور انتظار کرانا ناانصافی بلکہ زیادتی ہوگی اسلئے بلا توقف میں دعوتِ سخن دیتا ہوں عزیزم اسرار الحق سلمہ سے، آپ تشریف لائیں اور اپنے شگفتہ طرز و ترنم سے بارگاہِ رسالت میں گلدستۂ نعتیہ کلام پیش کر کے اربابِ محفل میں تر و تازہ کریں۔

(۸) عزیز دوستو! کہنے والے نے بڑی اچھی بات کہی ہے کہ "ذکر

حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے" وہ عاشقِ زار جو فراقِ محبوب سے دوچار ہو، اسے محبوب کے دیدار کا انتظار ہو، اور اسکی زیارت کا امیدوار ہو، ایسے میں صرف ذکرِ محبوب ہی وہ مرہم ہے، جو اس کے زخموں کو ٹھنڈک پہونچا سکتا ہے ذکرِ حبیب ہی وہ نسخۂ کیمیا ہے، جو اس کے آزردہ دل کو تسلی کا پیام دے سکتا ہے ذکرِ یار ہی وہ اکسیر ہے، جو اس مریضِ محبت کا مداوا کر سکتا ہے محمد حذیفہ اسٹیج پر تشریف لائیں اور نعتِ نبی گنگنا کر ذکرِ رسول چھیڑ کر ہمارے آزردہ قلوب کی تسکین و تسلی کا سامان فراہم کریں۔

مرا دل تڑپ رہا ہے میرا جل رہا ہے سینہ
کہ دوا وہیں ملے گی مجھے لے چلو مدینہ

محمد حذیفہ نعت پاک کو لے کر!!

☆☆☆

ضمیمہ برائے خطبات

(۲)

(۱) عزیز ساتھیو! محمد اللہ موصوف کے طرز و ترنّم نے ایک بار پھر اربابِ مجلس کو ترو تازہ کر دیا ہے آیئے! ایک با پھر اسی جادوئی شیش محل میں داخل ہوں جس سے تھوڑی دیر پہلے نکل کر ہم آئے ہیں۔

آج میری زرّیں فہرست میں ایک مقرّر ایسا بھی ہے جس کی نطق و گویائی میں انقلاب آفریں شعلہ بیانی ہے، اندازِ بیان میں جذباتیت کی آتش فشانی ہے، جسے سماعت کر کے لہو میں حرارت، اور دلوں میں بے پناہ جوش و خروش پیدا ہو جاتا ہے میرا روئے سخن برادرِ محترم.......... صاحب کی طرف ہے آپ تشریف لائیں اور اپنی شعلہ بیانی، اور آتش فشانی سے اہلِ مجلس کے لہو کو گرمائیں۔

"عصرِ حاضر اور مسلمان" اس موضوع پر خطاب کرنے کے لئے آپ کے روبرو ہیں برادرم.......... صاحب

پلٹ کر، جھپٹنا، جھپٹ کر، پلٹنا
لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

(۲) رفیقانِ انجمن! جذباتیت، جوش و خروش، امنگ و حوصلہ، یہ سب کیفیات انسانی زندگی کے لئے ضروری ہیں مگر کبھی کبھی ایسا بھی ہونا

چاہئے کہ انسان پر رقت طاری ہو جائے، خوف و خشیت سے رونگٹے کھڑے ہو جائیں، دل موم ہو جائے، آنکھیں اشکبار ہو جائیں، میری فہرست میں "خوفِ الٰہی" کے موضوع پر ایک تقریر ہے جس پر ایک ایسا مقرّر بیان کرے گا جس کے لب و لہجے میں رقّت، اندازِ بیان میں سوز و تڑپ ہے، سچ تو یہ ہے کہ وہ تڑپنے تڑپانے، رونے رلانے، ڈرنے ڈرانے کی صفت سے متصف ہے میرا اشارہ محترم مولوی ....صاحب کی جانب ہے موصوف تشریف لائیں اور موضوعِ مقرّرہ پر خطاب فرمائیں۔

(۳) عزیز دوستو! آپ کی توجّہ و التفات نے سکون و وقار کا جو سماں باندھا ہے وہ لائقِ دید ہے جی چاہتا ہے انھیں پر کیف لمحات میں اس موضوع پر تقریر پیش کرادوں جو شاید اس مجلس کا سب سے اہم موضوع اور سب سے مثالی خطاب ثابت ہو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہے موضوع بھی دھماکہ خیز ہے، مقرّر بھی انقلاب آفریں،

"اسلام اور دہشت گردی" یہ وہ موضوع ہے جو آج بچے بچے کی زبان پر ہے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا نے اسلام کو دہشت گردی کا منبع، مولد اور مسکن قرار دینے کے لئے ہر ہتھکنڈا استعمال کیا ہے اور کر رہی ہے آج اس مجلس میں یہ بتایا جائے گا کہ یہ دشمنانِ اسلام، اسلام

کو بے وقعت، اور مسلمانوں کو رسوا کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی ساری دہشت گردیوں اور وحشت انگیزیوں کا تار خود انہیں سے جڑا ہوا ہے اسلام تو امن وامان کا علم بردار، اور مسلمان صلح وصفائی کا طرفدار ہے درخواست کرتا ہوں محترم..... صاحب سے، وہ تشریف لائیں اور باطل کے پروپیگنڈوں اور افواہوں کی پول کھولیں، حقائق کو بے نقاب کریں۔

ہزار خوف ہو لیکن زباں ہو دل کی رفیق
یہی رہا ہے ازل سے قلندوں کا طریق

"دہشت گردی اور اسلام"

اس موضوع کے ساتھ

مولوی............ صاحب!!

(۴) جو ہر لحاظ سے موزوں ہے زندگی کے لئے
حضور ایسا نمونہ ہیں آدمی کے لئے

اس عالم رنگ وبو میں کتنے ہی انبیاء ورسل، داعیانِ حق اور مصلحین اقوام آئے لیکن سب کی زندگیوں کے احوال وواقعات شکارِ گردشِ ایام ہوگئے مگر نبی آخر الزماں حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالاتِ زندگی صدیاں گذر جانے کے بعد بھی من وعن کتب سیرت اور ان کے

Scanned by CamScanner

پیروکاروں کی زندگیوں میں درخشاں و تاباں ہیں، جو قیامت تک کے انسانوں کے لئے اندھیرے میں اجالے کا، ضلالت میں ہدایت کا اور گمراہی میں رہنمائی کا کام دیتے رہیں گے اور جو ان کے راستے سے سرتابی کرے گا وہ فوز و فلاح کی منزل تک ہرگز نہ پہنچے گا۔

خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگزبہ منزل نخواہد رسید

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر بیان کرنے کے لئے میں ایک ایسے مقرر کو آواز دینے جارہا ہوں جو گلستانِ سیرت کا دیرینہ خوشہ چیں ہے جس کا بیان، الفاظ و تعبیرات کا بے روح پلندہ نہیں ہے، بلکہ اس میں اخلاص کی خوشبو اور احساس کا جادو ہے برادرم.......... صاحب تشریف لائیں اور گلہائے سیرت سنے ہم تمام سامعین کے اذہان و قلوب کو معطر کریں۔

(۵) ساتھیو! ابھی ہم نے جو انقلابی ترانہ سماعت کیا اس سے ہمارے دلوں میں ترنگ اور امنگ پیدا ہو گئی ہے اس کیفیت کو دوبالا کرنے کے لئے ایک تقریر سماعت کریں جس کا عنوان ہے **"خطاب بہ نوجوانانِ مسلم"** یہ وہ موضوع ہے جو آپ کے عالی مقام کی نشاندہی کرے گا اور آپ کو اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس دلائے گا یہ ایک واضح حقیقت ہے

Scanned by CamScanner

کہ جس قوم کے نوجوان بیدار اور ہشیار ہوتے ہیں اس کی عظمت ورفعت حشمت و شوکت کا آفتاب نقطۂ عروج پر ہوتا ہے اور جس قوم کے نوجوان غافل، کاہل اور جاہل ہوتے ہیں عیش و عشرت، کیف وسر مستی، تلون مزاجی اور فیشن پرستی میں مست و مدہوش ہو جاتے ہیں وہ قوم مفلوج، اپاہج، اور اپنگ ہو جاتی ہے اس کی شان و شوکت خاک میں مل جاتی ہے اور اس کا نام و نشان مٹ جاتا ہے ایک جذباتی نوجوان ایسا بھی ہے جس میں حوصلہ ہے، ولولہ ہے، اور وہ نئی نسل میں بیداری لانا چاہتا ہے اس نے اپنی ساری صلاحیتیں اور کاوشیں اسی کے لئے وقف کر رکھی ہیں برادرِ محترم.......... صاحب تشریف لائیں اور نئی نسل کے نام اپنا انقلاب انگیز پیغام پہنچائیں۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبّر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سر دارا

(۶) برادرانِ محترم! "قرآن کا چیلنج" اس موضوع کو سماعت کرنے کے لئے آپ بیتاب و بے قرار معلوم ہوتے ہیں قرآن کا یہ چیلنج

کوئی وقتی یا عارضی نہیں ہے بلکہ اس دور سے لے کر آج تک، اور قیامت تک لئے ہے، کہ اے باشندگانِ زمین! تمہیں اگر اس کی حقانیت وصداقت میں، اس کے منزل من اللہ ہونے میں شک و تردّد ہے اور تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ محمدؐ کا وضع کردہ کلام ہے تو تم بھی انھیں کی طرح ایک انسان ہو اس جیسا کلام تم بھی موضوع کر کے پیش کر دو ایک دو نہیں، دس بیس نہیں، سو دو سو نہیں، تمام انس و جن متحد ہو کر یہ کارنامہ انجام دے ڈالو پورے قرآن جیسا نہیں، اس جیسی ایک ہی سورت بنالاؤ پوری سورت نہیں، اس جیسی دس آیتیں نہیں صرف اور صرف ایک آیت ہی گڑھ لاؤ تاریخ شاہد ہے اس دور کے بڑے بڑے فصحاء و بلغاء تلملا کر رہ گئے مگر اس چیلنج کا جواب نہ دے سکے اور قیامت تک نہ ہی اس کا جواب بن پڑے گا کیونکہ قرآن انسانی کلام نہیں بلکہ صحیفہ آسمانی ہے، کلام الٰہی ہے، یہ اعجازِ قرآنی ہے، اس موضوع پر بیان کرنے کے لئے تشریف لا رہے ہیں برادرِ محترم...... صاحب آپ ہمہ تن گوش ہوں اور تقریر سماعت کریں۔

(۷) عزیز ساتھیو! الحمد اللہ پروگرام رفتہ رفتہ نقطۂ عروج کی طرف بڑھ رہا ہے آیئے اسے مزید تقویت پہنچانے کیلئے دعوتِ خطاب دیں

ایک ایسے خطیب کو، جو میدانِ خطابت کا پرانا کھلاڑی ہے جس نے اس فن پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لئے جہاں کثرتِ مطالعہ پر اپنے شب وروز کو قربان کیا ہے وہیں پر لب ولہجے کی تراش خراش پر، اندازِ بیان کو موثر بنانے پر کافی مشاقی کی ہے میرا روئے سخن برادرم مولوی...... صاحب کی طرف ہے آپ تشریف لائیں اور مقامِ صحابہؓ کے موضوع پر بیان کریں۔

اس سے بڑھ کر بھی بھلا کوئی فضیلت ہو گی
آیتیں جن کی اداؤں پہ اتاری جائیں
(فیضی)

(۸) سامعینِ گرامی! آج ملتِ اسلامیہ جس اختلاف وانتشار کا شکار ہے وہ اظہر من الشمش ہے ایسے میں ضرورت ہے کہ امت کو اتحاد کا پیغام دیا جائے میری فہرست میں "اتحاد واتفاق" کے عنوان پر ایک تقریر ہے جسے میں ایک ایسے سجیلے اور مشاق مقرر کے توسط سے پیش کرانا چاہتا ہوں جو آپ کو نئے انداز وآہنگ سے روشناش کرائے گا اور اس کا رنگِ گفتگو آپ کے قلوب واذہان پر دیرپا اثرات چھوڑ جائے گا۔

محترم مولوی...... خطاب کیلئے صاحب تشریف لائیں۔

یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہاں گیری محبت کی فراوانی

Scanned by CamScanner

بتان رنگ و خوں کو چھوڑ کر ملت میں گم ہو جا

نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی، نہ افغانی

(۹) برادرانِ محترم! آیئے ایک اور تقریر سماعت کریں جس کا عنوان ہے "معرکۂ حق و باطل" اس موضوع پر خطاب کرنے کے لئے میں ایک ایسے خطیب کو لا رہا ہوں جس کے بیان میں عالمانہ سنجیدگی اور مفکرانہ نکتہ آفرینی ہے، جو دورانِ بیان سامعین کے احساسات و جذبات پر حکمرانی کرتا ہے۔

اس طرح مرے دل پر ان کی حکمرانی ہے

دل نہیں مرا گویا ان کی راجدھانی ہے

میں دعوتِ خطاب دیتا ہوں محترم مولوی............. صاحب کو آپ تشریف لائیں اور معرکۂ حق و باطل کی منظر کشی فرمائیں۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

(۱۰) عزیز ساتھیو! سنجیدگی کے دور سے ہم کافی دیر سے گذر رہے ہیں آیئے جذباتیت کی طوفان خیزی سے بھی لذت آشنا ہوتے چلیں میری زرّیں فہرست میں ایک آتش بیان مقرر ایسا بھی ہے، جو جذباتی موضوعات کو نبھانے کا ہنر جانتا ہے، اس کے لب و لہجہ میں آہنگ و

Scanned by CamScanner

ترنگ ہے، جس سے سامعین کے جذبات مشتعل ہو جاتے ہیں اور حسنِ اتفاق موضوع بھی انتہائی دھماکہ خیز ہے ”جنگِ آزادی میں مسلمانوں کا کردار“ میں مخلصانہ درخواست کرتا برادرِ محترم جناب........صاحب سے موصوف تشریف لائیں اور اس موضوع پر خطاب فرمائیں۔

کھلی ہوئی ہے وطن میں جو صبحِ آزادی
مرے جہاد کی اور میری جستجو کی ہے
ہے اعتراف مجھے حاشیے پہ تم بھی تھے
پر انقلاب کی سرخی مرے لہو کی ہے
(فیضی)

☆☆☆

ضمیمہ برائے مکالمہ

(۳)

(۱) ساتھیو! ہماری ضلعی انجمنوں کے پروگرام اصلاحی ودعوتی سے زیادہ مشقی اور تمرینی ہوتے ہیں جس میں وہ متنوع عناصر رکھے جاتے ہیں جو مشق وتمرین کے لئے زیادہ سے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوں ایک مقرر یا خطیب کو بسااوقات دورانِ تقریر وخطابت دو یا زیادہ آدمیوں کی باہمی گفتگو کے منظر کشی کی ضرورت پڑتی ہے صنفِ مکالمہ کی مشق وتمرین ایسے مواقع ومراحل پر کافی معاون ثابت ہوتی ہے اس کے علاوہ بھی مکالموں کے بے شمار فوائد ہیں مکالمے میں حسیّاتی طور پر معاشرتی برائیوں اور خامیوں کی منظر کشی ہوتی ہے جس سے طبیعت میں اضطراب وبے چینی پیدا ہوتی ہے اور ان کو ختم کرنے کا داعیہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

بعض دقیانوسی ذہن کے لوگ مکالمے کو ڈرامے کی بدلی ہوئی شکل مانتے ہیں جب کہ مکالمہ اور ڈرامہ میں بہت بڑا فرق ہے مکالمہ میں فطری سادگی اور تہذیبی درخشندگی ہوتی ہے جب کہ ڈرامہ تصنع، تکلف اور مصنوعی اداکاری کا پلندہ ہوتا ہے مکالمہ معاشرتی زندگی کی خوبیوں اور خامیوں کا مظہر ہوتا ہے مکالمہ افراد و اشخاص

طبقات وجماعات کے طرزِ فکر، روشِ زندگی کی تصویر کشی ہوتی ہے
تحریر و تقریر کے ذریعہ ہم جو کچھ پڑھتے اور سنتے ہیں مکالمہ کی وساطت
سے ہم اسے دیکھ، اور محسوس کر لیتے ہیں بہت سے افراد کو مکالمے میں
اپنے کردار کی جھلک معلوم ہوتی ہے اور اصلاحِ حال کی فکر پیدا ہوتی ہے
مکالمہ میں زبردست قوّتِ تاثیر ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث
میں جابجا مکالمہ کے پیکر میں مضامین ملتے ہیں اللہ تعالی اور ابلیس کے
درمیان جو گفتگو ہوئی ہے، اسے مکالمے کے رنگ وآہنگ میں بیان کیا گیا
ہے ابلیس ہی مکالمہ کا آدم علیہ السلام سے، موسیٰ علیہ السلام کا فرعون
سے مکالمہ ابراہیم علیہ السلام کا مکالمہ اپنے باپ آزر سے اور قوم سے،
اور ایسے بہت سے مضامین ہیں جن میں مکالمے کی روح کارفرما ہے
تفصیل کا وقت نہیں ہے حاصلِ گفتگو یہ ہے کہ مکالمہ کوئی شجرِ ممنوعہ
نہیں ہے یا طہارت و تقوی کے منافی نہیں ہے جیسا کہ تنگ نظروں اور
ناواقفوں کا خیال ہے۔

آیئے! اسی کے ساتھ ایک مکالمہ سماعت کریں محترم..... صاحب
اپنی ٹیم کے ساتھ تشریف لائیں اور مقررہ مکالمہ پیش کر کے محفل
میں نیا رنگ وآہنگ بھریں۔

(۲) ساتھیو! آپ کی بھرپور توجہ اور تعاون کا ثمرہ ہے کہ پروگرام

کامیابی اور کامرانی کی طرف بڑھ رہا ہے، آیئے! اسے مزید تقویت دینے کے لئے ایک قوی مکالمہ سماعت کرتے چلیں۔

مجھے یقین تھا کہ آپ مکالمہ کے اعلان کے ساتھ ہی مست وبے خود ہو جائیں گے اور بجا بھی ہے مکالمہ چیز ہی ایسی ہے انسانی فطرت ہنسی خوشی، کیف و شوخی کا بھی تقاضا کرتی ہے یہ بوجھل لمحات، یہ بھاری بھاری ماحول، یہ تھکی تھکی ساعتیں، یہ اجڑے اجڑے چہرے، صرف مکالمہ ہی وہ جادوئی چھڑی ہے جو ان ساری کیفیات کو زائل کر سکتی ہے اور پروگرام کو از سرِ نو سماعت کرنے کے لئے تروتازہ کر سکتی ہے اس لئے میں مجنونانہ درخواست کرتا ہوں محترم...... صاحب سے، کہ آپ اپنی ذرّیت کے سمیت تشریف لائیں اور مکالمہ پیش کرکے ہمارے تھکے ہوئے سامعین کو تازہ دم کریں۔

(۳) عزیز ساتھیو! انسان کسی ایک ہی کیفیت پر زیادہ دیر تک رہتا ہے تو اسے بوریت محسوس ہونے لگتی ہے، بیزاری دامن گیر ہو جاتی ہے، اس بوریت اور بیزاری سے نمٹنے کے لئے میرے پاس ہتھیار ہے اس درد کی دوا اور اس مرض کا علاج بھی ہے اور وہ ہے مکالمہ، یہ نام سنتے ہی آپ کے چہروں کی رونق لوٹ آئی۔

ابھی سے کیوں چھلک آئے تمہاری آنکھ میں آنسو
ابھی چھیڑی کہاں ہے داستانِ زندگی میں نے

Scanned by CamScanner

ذرا آپ لوگ اپنے اوپر قابو رکھیں ابھی تو مکالمہ کو سننا اور دیکھنا دونوں باقی ہے میں یہ عرض کردوں کہ یہ مکالمہ آپ کو طنز و مزاح کی نگری میں لے جائے گا آپ کے ہونٹوں پہ تبسّم لائے گا چہروں کی شادابی لوٹائے گا اور مجلس کو قہقہہ زار بنائے گا۔

مرا اچپنا، مری شوخیاں، وہ شرارتیں، وہی قہقہہ
وہی قافلے جو بچھڑ گئے انھیں قافلوں کی تلاش ہے

برادرم ....صاحب اپنی بٹالین کے ساتھ تشریف لائیں اور مکالمہ پیش کر کے ہمارے بیتاب سامعین کو سکون و قرار عطا فرمائیں۔

(۴) دوستو! صبر و انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اب وہ ہنگامہ خیز مکالمہ پیش ہوا ہی چاہتا ہے جو ہماری تھکان کو دور کرے گا ہماری سستی کو کافور کرے گا ہم کو نئی فضا اور نئے ماحول سے روسناش کرائے گا کسی بھی مکالمہ میں معاشرے کے کسی ناسور کی نشاندہی ہوتی ہے کسی برائی کی عملی تصویر کشی ہوتی ہے سماج کی کسی کمزوری کی منظر کشی ہوتی ہے مکالمہ در اصل طنز و مزاح پر مشتمل ہوتا ہے جو بیک وقت سامع اور ناظر کو دو کیفیتوں سے دوچار کرتا ہے مکالمہ کا مزاحیہ پہلو جہاں انسان کو قہقہہ زار بناتا ہے وہیں پر طنزیہ پہلو اشکبار بھی کر دیتا ہے کچھ بھی ہو ہم مکالمہ کو دلچسپی سے سنتے ہیں، یہ سوچ کر کہ کچھ پانے کے لئے کچھ کھونا بھی

پڑتا ہے اس لئے میں درخواست کرتا ہوں محترم......... صاحب سے، کہ وہ اپنے لاؤ لشکر سمیت اسٹیج پر یلغار کریں اور خوشی و غم کی برسات کریں۔

(۵) ہم نشینانِ بزم! آپ کے چہروں سے آپ کے اندرونی احساسات وجذبات ظاہر ہو رہے ہیں جس کی رعایت میری ذمہ داری ہے تو آیئے! اب ایک مکالمہ سماعت کریں بہت دیر سے مقررین کی گھن گرج، اور نظم خوانوں کی آہ وفغاں کا بوجھ اٹھاتے اٹھاتے ہم سب تھکان سے چور چور ہو چکے ہیں اس لئے اب اس بھاری بوجھ کو اتار پھینکیں، جی کو ہلکا کریں، تبسّم، قہقہہ، مستی وشوخی کا خزانہ تو مکالمے میں پوشیدہ ہے جسے پیش کرنے کے لئے حاضر ہو رہے ہیں برادرم...... صاحب اپنی فوج کیساتھ وارد ہوں اور ایک نیا طوفان کھڑا کریں۔

☆☆☆

Scanned by CamScanner

﴿ضمیمہ برائے ترانہ﴾

(۴)

آپ کے سکون و وقار نے محفل کو آراستہ کر رکھا ہے وہ قابلِ تعریف ہے آیئے آپ کے افتادِ طبع کی رعایت کرتے ہوئے ایک بار پھر گلستانِ طرز و ترنّم کی سیاحت کریں مگر روایتی ڈگر سے ذرا ہٹ کر، دراصل میری فہرست میں ایک انقلابی ترانہ بھی ہے ترانہ کیا ہے؟ آتش فشاں ہے، شعلۂ جوالہ ہے، سیلِ رواں ہے، جسے سماعت کر کے آپ کے جذبات بھڑک اٹھیں گے، آپ کے احساسات ابل پڑیں گے، آپ کے عزائم لہک اٹھیں گے

اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے درخوست کرتا ہوں محترم........ صاحب اور برادرم........ صاحب سے آپ دونوں حضرات تشریف لائیں اور ترانہ پیش کر کے اربابِ مجلس کے عزائم و جذبات کو بلند و بالا کریں۔

عزائم کو سینوں میں بیدار کردے
نگاہِ مسلماں کو تلوار کردے

(۲) ساتھیو! ترانہ پیش کرانے سے پہلے عرض کردوں کہ جملہ

اصنافِ شاعری میں ترانہ وہ صنفِ سخن ہے جس میں جوش و خروش جذبہ و ولولہ کی فراوانی ہوتی ہے اور نور علی نور یہ کہ منتخبہ ترانہ پیش کرنے کے لئے دو ایسے جوشیلے نوجوان آرہے ہیں جو ایک طرف اگر طرز و ترنّم کے شہ سوار ہیں تو دوسری طرف ان میں جذباتیت ، ایمانی حرارت ، قومی غیرت اور اسلامی حمیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے میر اروئے سخن برادرم........اور محترم.........صاحبان کی طرف ہے مودّبانہ التماس ہے کہ آپ دونوں حضرات اسٹیج پر جلوہ افروز ہوں اور ترانہ پیش کر کے ہمارے عزائم کو بلندی، جذبات کو تابندگی،اور غیرت و حمیت کو درخشندگی عطا فرمائیں۔

رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریا کر

خودداریٔ ساحل دے آزادیٔ دریا دے

(۳) عزیز دوستو! پژمردگی، پست حوصلگی، افسردگی اور احساسِ کمتری یہ وہ عناصر ہیں جو قوموں کو تنزل و انحطاط کی کھائی میں ڈال دیتے ہیں اور صنفِ ترانہ کے بانیوں نے ترانہ اسی لئے ایجاد کیا تاکہ اس کے ذریعہ خوابیدہ قوم کو بیدار کیا جائے، ان کی غیرت کو جھنجھوڑا جائے ،ان کی حمیت کو للکارا جائے، تاکہ قوم سے بزدلی اور احساسِ کمتری کا مرض دور ہو اور وہ اقوامِ عالم کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر جینے کے قابل ہو سکے ایسا ہی ایک انقلاب آفریں ترانہ پیش کرنے کی دعوت دے رہا ہوں برادرم..........اور

برادرم........صاحبان کو تشریف لائیں اور ترانہ پیش فرمائیں۔

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ ہو تیرے ترنّم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں شاہیں کا جگر پیدا

☆☆☆

﴿ضمیمہ برائے صدرِ جلسہ﴾

(۵)

(ا) شرکاءِ انجمن ! بفضلہ تعالیٰ پروگرام اپنی تمام تر رعنائیوں اور جلوہ سامانیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا یقیناً آپ سب حضرات مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ نے پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ حسنِ سماعت کا بھرپور مظاہرہ کیا خصوصاً میں ان احباب کا شکر گذار ہوں جنھوں نے پوری محنت و جانفشانی سے مضامین کی مشق و تمرین میں دلچسپی لی اور نہایت منجھے ہوئے انداز پر اپنے اپنے موضوعات و عنوانات کو نبھایا یہاں پر ان حضرات کا شکریہ ادا نہ کرنا بھی ناانصافی ہوگی جنھوں نے مختلف انتظامی امور کا بیڑا اٹھایا جس کے باعث پروگرام کامیابیوں اور کامرانیوں سے ہم کنار ہوا مجھے توقع ہے کہ اس یادگار پروگرام کے نقوش و اثرات تادیر ذہنوں اور دلوں میں قائم ودائم رہیں گے اور یہ پروگرام آنے والے پروگراموں کے لئے بھی مشعلِ راہ ثابت ہوگا۔ ساتھیو ! اب آیئے پروگرام کی سب سے اہم کڑی

جو دراصل اسکی روح ہے جس کے بغیر اجلاس اندھورا رہے گا، بے جان رہے گا، بلکہ اسکی افادیت ناتمام رہے گی اس سے میری مراد نصیحت و دعا ہے میں مودّبانہ، مخلصانہ اور عاجزانہ درخوست کرتا ہوں مدرّسِ باکمال، خطیب بےمثال حضرت مولانا......مدظلہ العالی سے کہ آپ اپنے عالمانہ تاثرات، ناصحانہ کلمات، سے ہم تمام احباب کو نوازیں پھر اپنی مبارک دعاؤں پر اس مجلس کا اختتام فرمائیں۔

شرابِ کہن پھر پلا ساقیا
وہی جام گردش میں لا ساقیا
مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا
مری خاک جگنو بنا کر اڑا
خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر
ہری شاخِ ملت ترے نم سے ہے
نفس اس بدن میں ترے دم سے ہے

(۲) عزیز دوستو! تائیدِ غیبی، سامعین کی دلچسپی، منتظمین کی جانفشانی اساتذۂ کرام اور علماءِ عظام کی توجہاتِ باطنی یہ وہ عوامل ہیں جنھوں نے اس اجلاس کو انجمن کی تاریخ کا مثالی اور یادگار پروگرام بنادیا اور یہ

مبارک نشست اپنی گوناگوں بو قلمونیوں اور نیرنگیوں سمیت اختتام پذیر ہوئی اس مرحلے پر تمام شرکاءِ محفل کا تہِ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور انتہائی مخلصانہ مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

عزیز دوستو! آپ حضرات کے چہروں پر انتظار و اشتیاق کی گہری لکیروں کو دیکھ کر میں محسوس کر رہا ہوں کہ آپ حضرتِ والا کے پند و نصائح کے لئے بیتاب و بے قرار ہیں اور بجا بھی ہے ہم اپنے بڑوں کی نصیحتوں، مشوروں اور رہنمائیوں کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے۔

اربابِ محبت کا جنوں ہائے رے توبہ
منزل پہ پہنچ کر بھی پتہ پوچھ رہے ہیں

لہذا میں صدرِ اجلاس عظیم المرتبت، رفیع الدرجت حضرت مولانا ...... مدظلہ العالی سے عاجزانہ اور مخلصانہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے مفید تاثرات، اور حکیمانہ کلمات سے ہم تمام اربابِ انجمن کی دست گیری اور رہنمائی فرمائیں اور اخیر میں اپنی دعاؤں پر محفل کا اختتام فرمائیں۔

ذرا دیکھ اے ساقیٔ لالہ فام سناتی ہے یہ زندگی کا پیام
پلادے مجھے وہ مئے پردہ سوز کہ آتی نہیں فصلِ گل روز روز
وہ مے جس سے روشن ضمیرِ حیات وہ مے جس سے ہے مستیٔ کائنات
وہ مے جس میں ہے سوز و سازِ ازل وہ مے سے کھلتا ہے رازِ ازل
اٹھا ساقیا پردہ اس راز سے لڑادے ممولے کو شہباز سے

Scanned by CamScanner

(۳) قسم خدا کی وہ منزل کے پاس جا کے رکے
جنونِ شوق میں جو بھی قدم بڑھائے گئے

ساتھیو ! بحمد اللہ ہم اس منزل پر قدم رنجہ ہو ہی گئے جس کے لئے جنونِ شوق میں ہم نے قدم بڑھایا تھا میں آپ سب کا بصد خلوص و محبت شکریہ ادا کرتا ہوں اور مبارک باد پیش کرتا ہوں ساتھ ہی میں پورے اعتماد و وثوق سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ کی یہی دلچسپیاں رہیں تو ہماری اس انجمن کے بینر تلے بڑے بڑے خطیب، واعظ، مفکّر اور دانشور اٹھیں گے جو وقت کے دھارے کو موڑ دیں گے، طوفانِ باطل کے زور کو توڑ دیں گے، اور چرخِ دعوت و ارشاد کے آفتاب و ماہتاب بن کر دنیا کو روشن کریں گے۔

اسی دریا سے اٹھتی ہے وہ موجِ تند جولاں بھی
نہنگوں کے نشیمن جس سے ہوتے ہیں تہ وبالا

اب اخیر میں وعظ و نصیحت سماعت نہ کرنا بڑی محرومی کی بات ہوگی بحمد اللہ آج ہمارے درمیان ایسی ایسی شخصیتیں جلوہ افروز ہیں جی تو چاہتا تھا کہ ہم اپنے تمام بزرگوں کے ناصحانہ کلمات سے مستفیض ہوتے مگر قلّتِ وقت مانع ہے اس لئے میں صدرِ جلسہ حضرت مولانا........ مدظلہ العالی سے بڑے ادب و احترام کے ساتھ درخوست کرتا ہوں کہ آپ اپنے انمول تاثّرات، قیمتی مشوروں اور ناصحانہ کلموں سے مستفیض فرمائیں اور اپنی دعا پر مجلس کا اختتام فرمائیں۔

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا افقِ خاور پر بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کردیں

عصرِ حاضر اور مسلمان

(۱)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ وَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ وَالصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰی نَبِیِّ آخِرِ الزَّمَانِ وَعَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ ٥

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوْا الْجَنَّةَ وَلَمَّا یَاْتِکُمْ مَثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰی یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْا مَعَهُ مَتٰی نَصْرُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ"

محترم حضرات وسامعینِ کرام! "عصر حاضر اور مسلمان" آج مجھے اس موضوع پر خطاب کرنا ہے یہ وہ تلخ

موضوع، اور وہ اذیت ناک عنوان ہے جو دل کو تڑپا دیتا ہے، آنکھوں کو اشکبار کر دیتا ہے، روح کو مضطرب کر دیتا ہے اس لئے کسی مقرر کے لئے اس موضوع پر خطاب کرنا گویا اپنے درد کے ساز کو چھیڑنے، بلکہ اپنے دل کے زخموں سے کھیلنے کے مترادف ہے۔

لوگ کہتے ہیں وعظ کرتا ہوں
اپنے زخموں سے کھیلتا ہوں میں

بزرگو اور دوستو! یہ موضوع ہمیں حال کے حالتِ زار پر رلاتا بھی ہے، گلستانِ ماضی کی سیر بھی کراتا ہے، اور مستقبل کا آئینہ بھی دکھاتا ہے جب بات عصرِ حاضر میں مسلمانوں کی حالت و کیفیت کی آتی ہے تو فطری طور پر ہے ہر مسلمان کا ذہن و دماغ اپنے ماضی کے نگار خانے کی طرف چلا جاتا ہے نگاہوں میں عہدِ گذشتہ کے سارے دلکش مناظر گھوم جاتے ہیں خیالات و تصورات میں دورِ گم شدہ کی بو قلمونیاں اور نیرنگیاں جھلملانے لگتی ہیں اور وہ سب کچھ یاد آنے لگتا ہے جسے ہم نے کھو دیا گنوا دیا۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا نے زمیں پر آسماں سے ہم کو دے مارا

جی ہاں ! اسی اسلام کے ماننے والوں پر ایک دور وہ بھی گذرا ہے جب انہیں کا جلوہ تھا، انہیں کا دبدبہ تھا، انہیں کا شہرہ تھا، انہیں کا چرچا تھا، وہی جلال و جمال والے تھے، وہی فضل و کمال والے تھے، انہیں کے ہاتھوں میں حکمرانی تھی، انہیں کے ذمہ گلۂ انسانیت کی نگہبانی تھی، انہیں کے لئے مخصوص کارِ جہان بینی و جہاں بانی تھی، فتح و کامرانی ان کے قدموں کو چومتی تھی، کامیابیاں اور کامرانیاں ان کا استقبال کرتی تھیں، اقبال مندی اور خوش قسمتی انہیں سلامی دیتی تھی وہ جن راستوں سے گذرتے، فضائیں ان کے کردار و عمل کی خوشبو سے معطر ہو جاتی تھیں وہ جس منزل پر خیمہ زن ہوتے، اس پر رشد و ہدایت کی روح پرور ہوائیں چلنے لگتی تھیں جس بستی اور آبادی میں داخل ہوتے وہاں کے باشندے ان کا خیر مقدم کرتے تھے۔

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے

جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتا چلوں

حیف صد حیف! عصر حاضر میں اسی اسلام کے ماننے والوں کی حالت و کیفیت ان بالکل برعکس ہے، مختلف ہے، متضاد ہے، یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں حالات بتلا رہے ہے، ماحول اسکی عکاسی کر رہا ہے، فضا منظر کشی کر رہی ہے، عصرِ رواں سارے احوال کی تصویر کشی کر رہا ہے۔

برادرانِ اسلام! اگر ہمارا یہ عقیدہ وایمان ہے کہ اسلام سچادین ہے ہم مومن و مسلم ہیں اور باعلانِ خداوندی " وَالْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ " کہ عزت و عظمت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں کے لئے خاص ہے تو غور کریں، سوچیں، سر دھنیں، نالہ و شیون کریں کہ اسی اسلام کو اختیار کر کے ایک گروہ کامیابیوں، کامرانیوں خوش حالیوں اور سعادت مندیوں کے آسمان پر پہنچ جائے اور دوسری جماعت تحت الثریٰ کی پستیوں میں دفن ہو جائے یہ اچنبھے کی بات نہیں تو اور کیا ہے؟ عجوبہ روزگار نہیں تو اور کیا ہے؟ حیرت و حسرت کا مقام نہیں تو اور کیا ہے؟

میرے دوستو! حقیقت بڑی تلخ ہوتی ہے میں اسی جماعتِ گم گشتہ کا ایک بد نصیب فرد، اور اسی آسمانِ عظمت کا ایک ٹوٹا ہوا تارہ ہوں مگر دل پر پتھر رکھ کر مجھے حقائق کو بیان کرنا پڑے گا اور آپ کو ٹھنڈے دل و دماغ سے سننا پڑے گا۔

ذرا بتائیے! کیا یہ حقیقت نہیں ہے؟ کہ وہ معزز مکرم تھے، ہم ذلیل و خوار ہیں وہ اصحابِ اختیار و اقتدار تھے، ہم بے بس ولاچار ہیں وقت کے حکمرانوں اور فرمانرواؤں کے تاج و تخت ان کے قدموں میں

آ پڑتے تھے، اور ہم اپنے دور کے لیڈروں اور سیاست دانوں کے قدموں پر پڑے ہوئے ہیں ان کے رعب و جلال سے بڑے بڑے سورماؤں کے کلیجے تھرّاتے تھے، اور ہم باطل قوّتوں اور طاغوتی لشکروں سے خائف اور ہراساں ہیں وہ قصرِ جور و ستم کے لئے برقِ آتشبار تھے اور باطل کی برقِ بے اماں ہمارے سروں، گھروں، آبادیوں، شہروں اور ملکوں پر منڈلا رہی ہیں۔

غرض میں کیا کہوں تم سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا

نوجوانانِ ملّت! یہ کوئی ادیبانہ انشاپردازی یا شاعرانہ خیال آرائی نہیں ہے بلکہ وہ تلخ حقیقت ہے، جس کا ہم آئے دن مشاہدہ کرتے ہیں وہ کڑوی سچائی ہے، جسے ہم سنتے، پڑھتے اور دیکھتے رہتے ہیں وہ حقیقی صورتِ حال ہے، جس کا ہم آئے دن نظارہ کرتے ہیں مشرق، مغرب، شمال، جنوب، ہر گوشے اور ہر خطے پر جب نگاہ ڈالتے ہیں تو عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی تباہی و بربادی، ذلّت و رسوائی، مجبوری و لاچاری بیکسی و بے بسی کے دلدوز مناظر ہی دکھائی دیتے ہیں۔

ع برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر؟

عزیزانِ گرامی قدر! باطل پوری قوّت و طاقت کے ساتھ، عزم و

حوصلے کے ساتھ، منصوبہ وشازش کے ساتھ، متحد و منظّم ہو کر، کیل کانٹے سے لیس ہو کر، اسباب ووسائل سے مزیّن ہو کر میدان میں کود پڑا ہے اور صفحۂ ہستی سے مسلم ملکوں، دینی تنظیموں، مذہبی جماعتوں، اسلامی تحریکوں، ملّی انجمنوں کا خاتمہ کر دینا چاہتا ہے وہ مغرب کی صلیبی تحریکیں ہوں، یا صہیونی تنظیمیں ہوں، یا مشرق کی ہندوت کی علم بردار پارٹیاں اور جماعتیں ہوں سب کا مقصد، سب کا مشن سب کا منصوبہ، سب کی سازش، سب کی کوشش، سب کا عزم وارادہ، سب کا نعرہ ایک ہے "اسلام کی بیخ کنی اور مسلمانوں کی تباہی وبربادی" اور اس مقصد کے حصول کے لئے وہ سب کچھ کر رہے ہیں ہر ہتھکنڈا استعمال کر رہے ہیں ہر طریقہ بروئے کار لارہے ہیں اور مسلمانوں کو اپنی گھناؤنی یورشوں، عیّارانہ تخریب کاریوں، ناجائز حملوں، غیر انسانی یلغاروں، شیطانی حیلہ سازیوں، فرعونی ستم رانیوں اور طاغوتی مکربازیوں کا نشانہ بنا رہے ہیں۔

آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ عصرِ حاضر کے مسلمانوں کے احوالِ واقعی پر اظہارِ خیال کروں میں حیران و پریشان ہوں کہ اس مختصر سے وقت میں کیا عرض کروں کیا نہ کروں؟

☆ چیچنیائی مسلمانوں کی مظلومیّت کی داستان چھیڑوں؟

☆ یا بوسنیائی مسلمانوں کا فسانۂ درد بیان کروں؟

☆ یا فلسطینی مسلمانوں کے درد و کرب کی پچاس سالہ روداد پیش کروں؟

☆ یا پھر فرقہ پرستی کی آگ میں جل کر خاکستر ہو جانے والے ہندی مسلمانوں کے قصہ کلفت و حسرت پر کلام کروں؟

☆ یا پھر سرزمینِ افغان و عراق پر انجام دی جانے والی ظالمانہ کاروائیوں سنگدلانہ بمباریوں، بے رحمانہ غارت گریوں، وحشیانہ خونریزیوں اور بے حجابانہ عصمت دریوں کے خوفناک واقعات کو موضوعِ خطاب بناؤں؟

ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا نہم

کہنے والے کہتے ہیں کہ حالِ دل کہہ سن لینے سے دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے، غم کی تلخی کم ہو جاتی ہے، درد کی شدّت گھٹ جاتی ہے، اگر یہ حقیقت ہے۔

تو دوستو! آؤ اسی نسخہ سے اپنے مرض کا علاج اور درد کا درماں کریں حالات کی ٹھوکریں کھا کھا کر، گردشِ ایام کی جفاکاریوں اور ستم رانیوں کی تلخیاں جھیل جھیل کر، انقلابِ زمانہ کے تھپیڑے سہہ سہہ کر ہمارا وجود درد و غم، حسرت و افسوس کا مجسمہ بن چکا ہے یہ آتشِ غم اگر آنسوؤں سے سرد ہو سکتا ہے یہ زہرِ الم اگر تڑپنے سے اتر سکتا ہے یہ زخمِ ستم اگر کہنے سننے سے بھر سکتا ہے

Scanned by CamScanner

تو آیئے! کہیں، سنیں، تڑپیں تڑپائیں اور حالاتِ حاضرہ پر خون کے آنسو بہائیں۔

اب تو برس کہ شعلۂ غم سرد تو پڑے
آنسو بھی تجھ میں دیدۂ حیراں نہیں رہا

برادرانِ ملّت! وہ ممالک جو تہ وبالا کر دیئے گئے وہ ہمارے اپنے تھے جو سلطنتیں زیر وزبر کر دی گئیں وہ ہماری اپنی تھیں قوم کے وہ سجیلے اور بانکے نوجوان جن کے لہو سے تیغِ باطل نے پیاس بجھائی وہ ہمارا اپنا لہو تھا جن سہاگنوں کو **بیوگی** کے صحرا میں پھینک دیا گیا وہ ہماری اپنی قوم کی بیٹیاں تھیں جن نونہالوں کو دشتِ یتیمی کی طرف ہانک دیا گیا وہ ہماری ہی ملّت کے چشم و چراغ تھے جن پاکدامن خواتین کی ردائے عفّت و عصمت کو تار تار کیا گیا وہ ہماری اپنی بہنیں اور بیٹیاں تھیں جن بستیوں اور آبادیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا وہاں ہمارے اپنے رہتے اور بستے تھے جن قریوں اور شہروں کو ویران کر دیا گیا وہاں ہمارے اپنوں کے دم قدم سے رونق اور چہل پہل تھی۔

یہ جان لیوا حالات! یہ دل شکن حادثات! یہ نا قابلِ بیان واقعات! اس لئے نہیں ہیں کہ ہم ان کو سن، سنا کر تسکینِ دل و جان کر لیں بلکہ ہمارے سوئے ہوئے احساس جگانے کے لئے ہیں۔

Scanned by CamScanner

یہ حادثے رونے نہ رلانے کے لئے ہیں
سویا ہوا احساس جگانے کے لئے ہیں

حضرات! عصرِ حاضر میں پورے عالم میں، گوشے گوشے اور خطے خطے میں، مسلمان جن حالات سے دوچار ہے، امتِ مسلمہ جن کٹھن گھڑیوں سے گذر رہی ہے، ملتِ اسلامیہ جن مسائل کا سامنا کر رہی ہے، وہ ہماری قومی تاریخ کا نازک ترین موڑ ہے ایسے مقامات و مراحل پر قومیں پست حوصلہ اور بزدل ہو جایا کرتی ہیں عزائم وارادے سرد، اور جذباتِ عمل ماند پڑ جاتے ہیں احساسِ کمتری و محرومی، ناامیدی و مایوسی انہیں گھیر لیتی ہے نالۂ وماتم اور آہ و فریاد کی ذہنیت بنتی ہے شکوہ و شکایت کا مزاج بنتا ہے پھر نتیجتاً جمود و تعطل، سرد مہری و کوتاہ عملی، عیش پرستی و تغافل شعاری جیسی مہلک بیماریاں انہیں لگ جاتی ہیں پھر ایسی اقوام کا قومی وجود، ملّی تشخص اور مذہبی امتیاز جاتا رہتا ہے وہ جیتی ہیں مگران کا کوئی شمار نہیں ہوتا وہ کاروانِ انسانی کے ساتھ چلتی ہیں مگران کا کوئی وقار نہیں ہوتا وہ دیگر قوموں اور ملتوں کے ساتھ زندگی کی سرگرمیوں میں حصہ ضرور لیتی ہیں مگران کی کوئی وقعت نہیں ہوتی بلکہ پورے طور پر اپنی حریف ورقیب قوتوں کی غلام بن جاتی ہیں، ان کی مرضی ومنشا پر چلتی ہیں، انہیں کے اشارہ پر ناچتی ہیں غرض یہ کہ

Scanned by CamScanner

انہیں میں پورے طور پر رل مل جاتی ہیں اور اپنے قومی وجود اور ملّی اختصاص سے دست بردار ہو جاتی ہیں۔

مگر قومِ مسلم کی روش دیگر اقوام سے مختلف رہی ہے تاریخ شہادت دیتی ہے ماضی کا ایک ایک ورق گواہی دیتا ہے کہ اس پر سنگین سے سنگین حالات آئے تلخ سے تلخ ادوار آئے نازک سے نازک مرحلے آئے ظلم و ستم کی آندھیاں چلیں جبر و تشدّد کے طوفان آئے وحشت و بربریّت کے سیلاب آئے مگر یہ وہ جانباز قوم ہے، وہ حوصلہ مند ملّت ہے، وہ خوددار و غیّور امّت ہے، جو اپنی قومی تاریخ کے کسی بھی دور میں، اپنے ملّی سفر کے کسی بھی موڑ پر باطل طاقتوں سے، طاغوتی جماعتوں سے مرعوب و متاثر نہیں ہوئی حریفوں اور رقیبوں کی کثرت سے خائف و ہراساں نہیں ہوئی، حالات کے سامنے سپر نہیں ڈالا، نہ حوصلہ ہاری، بلکہ چلی اور چلتی رہی، بڑھی اور بڑھتی رہی، اس صدائے روح پرور کے ساتھ !اس نعرۂ دلکش کے ساتھ کہ!

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم

سو بار کر چکا ہے تو امتحاں....... ہمارا

معزز سامعین ! شروع شروع میں میں نے قرنِ اوّل کے

جن غیور و خوددار مسلمانوں کے عظمت و شوکت کی منظر کشی کی تھی ان کا بھی ابتدائی دور بڑا سنگین، صبر آزما اور انتہائی حوصلہ شکن تھا میں نے صرف منظر کشی کی تھی آیئے! میں آپ کو پس منظر میں لے چلوں تا کہ مدّعا واضح ہو سکے اور ہمارے ذہنوں اور دماغوں، دلوں اور روحوں میں یہ حقیقت اتر سکے کہ حالات سے گھبرانا ہمارے قومی مزاج اور ملّی تاریخ کے خلاف ہے ساتھ ہی اس تلخ حقیقت کا احساس و ادراک کر سکیں کہ "اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً" سختی کے بعد آسانی آتی ہے حیرانی و پریشانی کے بعد سکون و اطمینان کی دولت نصیب ہوتی ہے لاچاری اور بے بسی کے بعد قوّت و شوکت حاصل ہوتی ناقدری اور بے وقعتی کے بعد عظمت و رفعت ملتی ہے شکست و ریخت کے بعد فتح و ظفر کی منزلوں تک رسائی ہوتی ہے ابتلاء و آزمائش کے بعد انعام و اکرام کی خلعت و پوشاک عطا کی جاتی ہے۔

یہی سنت الٰہی ہے " وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" یہ تاریخی سچّائی ہے، یہی ہوتا رہا ہے، یہی ہوتا رہے گا، اور یہی سب کچھ پہلے دور کے مسلمانوں کے ساتھ ہوا ایسا نہیں ہے کہ اسلام قبول کرتے ہی انھیں رفعتیں مل گئیں عظمتیں مل گئیں سطوتیں حاصل ہوگئیں فوراً ہی کسریٰ کا تاج ان کے قدموں میں آگرا

دفعتاً ہی قیصر کا تخت ان کے پیروں تلے آگیا۔

جی ہاں! اس سے پہلے ایک دور ہے بے بسی ولاچاری کا، بے بضاعتی اور بے سروسامانی کا مظلومیت و مقہوریت کا، وہ بھی اس آزمائش دور سے گذرے جب کلمہ پڑھنے پر مظالم کے پہاڑ توڑے جاتے تھے اسلام قبول کرنے پر وحشتناک سزائیں دی جاتی تھیں نماز و تلاوت کا اہتمام کرنے پر عبرتناک ایذائیں پہنچائی جاتی تھیں اللہ کے بندوں کو اللہ کی زمین پر سجدوں کی اجازت نہیں تھی بندگانِ خدا پر خدا کا نام لینے پر پابندی تھی اپنے خالق و مالک کی عظمت کے بول بولنا جرمِ عظیم تھا۔

العیاذ باللہ ! کیا وہ مسلمان نہیں تھے؟ تھے! اور سچے مسلمان تھے حقیقی اور اصلی مسلمان تھے اسمی مسلمان نہیں بلکہ عملی مسلمان تھے ان پر بھی عرصۂ حیات کو تنگ کیا گیا، ان کو بھی جور و جفا کی بھٹی میں ڈالا گیا، پتھریلی وادیوں میں گھسیٹا گیا، مکہ کی گلیوں میں روندا گیا، خانۂ کعبہ میں مارا پیٹا گیا، عکاظ کے بازاروں میں ذلیل و رسوا کیا گیا، راستے میں کانٹے بچھائے گئے، گالیوں سے نوازا گیا پھبتیاں کسی گئیں، گھربار چھوڑنے پر مجبور کیا گیا، زمین جائداد سے دست برداری پر لاچار کیا گیا حاصلِ گفتگو یہ کہ باطل نے ہر دور میں، اعداءِ اسلام نے ہر زمانے میں، مسلمانوں کو نیست و نابود، اور اسلام کو مٹانے کی

شازش وکوشش کی ہے۔

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغِ مصطفوی سے شرارِ بولہبی

مزاجِ باطل کی تصویر کشی قرآنِ کریم نے یوں کی ہے

"یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُطْفِؤُ نُوْرَاللّٰہِ بِاَ فْوَاھِھِمْ وَ اللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْمُشْرِکُوْنَ"

یہ پرستارانِ باطل اپنی "ناپاک اور بدبودار" پھونکوں سے اللہ کے نور (اسلام) کو بجھا دینا چاہتے ہیں مگر ان کے یہ خواب کبھی پورے نہ ہوں گے، ان یہ آرزوئیں کبھی شادکام نہ ہوں گی، ان کی یہ حسرت ہرگز پایۂ تکمیل کو نہ پہونچے گی کیوں کہ مسلمانوں کے خدا نے یہ ٹھان رکھا ہے کہ وہ اسلام کو تابندہ اور مسلمانوں کو زندہ رکھے گا۔

کیوں ہراساں ہے صہیلِ فرسِ اعداء سے

نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعداء سے

بزرگو اور دوستو! یہ دورِ اوّل کے مسلمانوں کی ابتدائی حالت و کیفیت تھی اور اس کے بعد بھی مختلف ادوار میں، نسلاً بعد نسلٍ، اور قرناً بعد قرنٍ ایسے حالات آتے اور جاتے رہے ہیں بلکہ ہماری قومی زندگی

Scanned by CamScanner

میں بسا اوقات ایسے آزمائشی مراحل آئے جنہیں دیکھ کر یہ تصور نہ کیا جاسکتا تھا کہ امتِ مسلمہ ان حملوں کی تاب لا سکے گی اور مسائل کے سیلاب سے ابھر سکے گی۔

ذرا غور کیجئے! اور سوچئے کہ وہ دور مسلمانوں پر کتنا خوفناک گذرا ہے؟ جب پورا مغرب، پوری صلیبی اور صہیونی دنیا اسلام کے خلاف متحّد و منظّم ہو کر میدان میں کود پڑی تھی اسباب ووسائل کے ساتھ لاؤ ولشکر کے ساتھ، منصوبہ وشازش کے ساتھ، تدبیر و تخریب کے ساتھ، مگر نگاہِ عالم نے دیکھا کہ خدائے قادرو مطلق نے ظلم و جبر کے اس سیلاب کو روکنے کے لئے ملت میں نور الدین زنگی کو پیدا کیا جنھوں نے تادمِ حیات صلیبی قوّت سے زبردست ٹکّر لیا اور پھر مجاہدِ اسلام سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے نہ صرف صلیبی قوّتوں کو کچل کر رکھ دیا بلکہ قبلۂ اوّل بیت المقدس کو قبضۂ کلیسا سے چھین کر اس پر اسلام کا پرچم لہرادیا اور اس کی فضاؤں کو تکبیر و تہلیل، تسبیح و تمجید، عبادت و تلاوت سے معمور کردیا بلکہ ملت کی عظمتِ رفتہ کو واپس ان کی جھولی میں ڈال دیا۔

برادرانِ اسلام! اسی طرح سے تاریخ کا وہ نازک موڑ بھی قابلِ ذکر ہے جب وحشی ودرندہ صفت تاتاری اٹھے تو ایسا محسوس ہوتا

تھا کہ پورا عالمِ اسلام ان کے وحشیانہ اور سفاکانہ حملوں اور یلغاروں کے طوفان میں تنکے کی طرح بہہ جائے گا مگر یہ تاریخ کا بہت بڑا عجوبہ نصرتِ خداوندی کا حیرتناک نمونہ، اور قدرتِ الٰہی کا ایمان افروز کرشمہ ہے کہ وہ تاتاری جو اسلام کو مٹانے چلے تھے، مسلمانوں کو نیست و نابود کرنے نکلے تھے، جو عالمِ اسلام کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے جذبے سے میدانِ کارزار میں اترے تھے، جو اسلامی عظمت و شوکت کے جھنڈے کو ہمیشہ کے لئے پامال کرنے کے ارادے سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے، ان کی ایسی کایا پلٹ ہوئی ان میں وہ مثالی انقلاب آیا کہ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے اس انوکھے اور حیرت انگیز واقعہ کو مثالاً پیش کر کے مسلمانوں کی ڈھارس بندھائی اور تسلی واطمینان کا پیغام دیا۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

برادرانِ اسلام! وقت کافی ہو چکا اب اور تفصیل میں جانا نہیں چاہتا خلاصۂ کلام یہ کہ عصرِ حاضر کے مسلمانوں کے ساتھ صرف یہ حالات نہیں ہیں ہم سے پہلے جو لوگ گزر چکے ان کے ساتھ بھی تھے ارشادِ الٰہی ہے " اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَأْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْب "

Scanned by CamScanner

"کیا تم نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ جنت میں یوں ہی داخل ہو جاؤ گے جب کہ تم پر ان جیسے حالات اب تک نہیں آئے جو تم سے پہلوں پر آچکے ہیں ان پر سختیاں اور پریشانیاں آئیں اور وہ ہل گئے یہاں تک کہ رسول اور ان کیساتھ ایمان لانے والے بھی کہنے لگے کہ اللہ کی مدد کب آئے گی سنو! اللہ کی مدد قریب ہے۔

دوستو! ذرا غور کریں کہ ایسی مشکلات آئیں کہ رسول، جو کہ ایمان و توکل کا پہاڑ ہوتا ہے، صبر واستقلال کی چٹان ہوتا ہے، مظالم کی سنگینیوں، حالات کی تلخیوں، مسائل کی پیچیدگیوں سے حیران و پریشان ہو کر پکار اٹھتا ہے، اور اس کے ساتھ ایمان والے کرب سے دوچار ہو کر غم سے زار و نزار ہو کر، درد سے بے قرار ہو کر چیخ پڑتے ہیں مَتٰی نَصْرُ اللّٰہُ ؟ ظلم و ستم کی کہانی بڑی طویل ہو گئی ستم رانی و جفا کاری کی عمر بڑی لمبی ہو گئی مظلومیت و مقہوریت کا زمانہ بڑا دراز ہو گیا یہ سلسلہ کب ختم ہو گا ؟ یہ حالات کب بدلیں گے ؟ ابتلاء و آزمائش کی بھٹیوں سے ہم کب نکلیں گے ؟

مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ؟ اللہ کی مدد کب آئے گی؟ ایسی تلخ حالت و کیفیت میں مسلمانوں کے لئے تسلی نامہ آتا ہے اللہ کی طرف سے بشارت آتی ہے " اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ " سنو اللہ کی مدد قریب ہے۔

عزیزانِ ملّت ! حالات کا رونا روتے روتے ایک زمانہ ہو گیا شکوہٗ وشکایت کا دفتر کھولتے کھولتے صدیاں گذر گئیں نالہٗ وماتم کرتے کرتے برسہا برس گذر گئے اس سے کچھ نتیجہ نکلنے والا نہیں، حالات بدلنے والے نہیں، اندھیرا دور ہونیوالا نہیں۔

آپ کہتے تھے کہ رونے سے نہ بدلیں گے
عمر بھر آپ کی اس بات نے رونے نہ دیا

دوستو! آپ کے ذہن ودماغ میں یہ سوال اٹھ رہا ہوگا پھر آخر اس مسئلے کا حل کیا ہے؟ اسی کا جواب دے کر مجھے اپنی بات ختم کردینی ہے جواب یہ ہے کہ ہمارے پاس اسوہ موجود ہے، نمونہ سامنے ہے، اسے اپنانا پڑے گا دور اوّل کے جن مسلمانوں کا تذکرہ آپ سنتے آئے ہیں ایسے حالات میں انھوں نے کیا رویّہ اختیار کیا؟ کس روش پر چلے اور پھر ترقیات کی کن منزلوں تک پہونچے قوّتِ باطل نے انھیں اللہ سے دور کرنا چاہا، تو وہ اور قریب ہوئے اسلام سے روکنا چاہا، تو وہ اور اسی کی طرف بڑھے دین سے ہٹانا چاہا، تو اسی پر ثابت قدم رہے کلمہ پڑھنے سے باز رکھنا چاہا، تو پتھروں کی چٹانوں کے نیچے احد احد کا نعرہ بلند کرتے رہے شہادتِ توحید ورسالت پر پابندی عائد کی، تو کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر شہادت کا ترانہ گاتے رہے سجدوں کی ممانعت کر دی، تو

Scanned by CamScanner

پہاڑیوں کی گھاٹیوں میں چھپ چھپ کر اپنے خالق ومالک کے سامنے جبینِ نیاز خم کرتے رہے۔

برادرانِ ملت! ہمارا معاملہ دیگر اقوام سے مختلف ہے دنیا آگے بڑھ کر ترقی کرتی ہے ہم پیچھے پلٹ کر ترقی کریں گے۔

اس لئے آیئے!

☆ انھیں راستوں پر پھر سے گامزن ہوں جنھیں ہم نے چھوڑ دیا

☆ انھیں راہیوں سے پھر جاملیں جن سے ہم بچھڑ گئے

☆ اسی در سے پھر سے چمٹ جائیں

☆ جس در کو ہم چھوڑ کر در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

اب بھی ہیں تیرے لئے دروازۂ نصرت کھلے
اب ہے ممکن تجھے کھوئی ہوئی عظمت ملے
دیکھ اب بھی ہے سویرا، گھر کی جانب لوٹ آ
اک خدائے وحدہٗ کے در کی جانب لوٹ آ

(فیضی)

وما علینا الا البلاغ

خطاب بہ نوجوانانِ مسلم

(۲)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ!

معزز صدرِ جلسہ محترم حاضرین و نوجوانانِ ملّت! یہ میری سعادت وخوش بختی ہے کہ اس مبارک اور مہتم بالشان مجلس میں خطاب کرنے موقعہ ملا یوں تو میرا خطاب عموماً تمام حاضرین کے لئے ہوگا لیکن خاص طور سے میرا روئے سخن اس طبقہ کی طرف ہوگا جو کہ ملت کا دھڑکتا ہوا دل ہے، امّت کا دست وبازو ہے، مسلمانوں کی شان وآبرو ہے، شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ نے جس طبقے کو یہ جذباتی اور ولولہ انگیز پیغام دیا تھا۔

جوانوں یہ صدائیں آرہی ہیں آبشاروں سے
چٹانیں چور ہو جائیں جو ہو عزمِ جواں پیدا

"خطاب بہ نوجوانانِ مسلم" اسی حسّاس شاعر کی ایک انقلابی نظم کا

عنوان ہے جسے می نے اپنا موضوعِ بیان منتخب کیا ہے اسی کے تحت جہاں آج کے نوجوان بھائیوں کی کیفیات وحالات بیان کئے جائیں گے وہیں پر ان مثالی اور تاریخ ساز نوجوانوں کے واقعاتِ زندگی کی بھی جھلکیاں پیش کی جائیں گی جنھوں نے اپنی قوتِ ایمانی، عالی ہمتی، شجاعت و بہادری سے وہ کرشماتی کارنامے انجام دئے کہ تاریخِ اسلام نے ان انقلابی فرزندوں اور جذباتی سپوتوں کا نام اپنے دیدہ ودل میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیا جب بھی کوئی ادیب نوجوانانِ ملت پر قلم اٹھائے گا توان کے ذکر کے بغیر مضمون بے رنگ، پھیکا اور ادھورا رہے گا جب بھی کوئی شاعر"خطاب بہ نوجوانانِ مسلم" کا عنوان اختیار کرے گا توان کی داستانِ شجاعت و مردانگی کو چھیڑے بغیر کلام بدمزہ، بے وزن اور بے جان رہے گا جب بھی کوئی خطیب نوجوانانِ قوم سے مخاطب ہوگا توان کے حوالوں کے بغیر تقریر بے کیف، ناقص اور بے اثر رہے گی۔

ہاں میرے نوجوان بھائیو! آج میں اس مبارک نشست میں یہ اجاگر کروں گا کہ ملت کے وہ نوجون کیا تھے؟ ہم کیا ہیں؟ وہ کتنی رفعتوں پر تھے؟ ہم کتنی پستیوں میں ہیں؟ وہ عظمت کی کن چوٹیوں پر تھے؟ ہم ذلت کی کن کھائیوں میں ہیں؟ وہ کردار کی کن بلندیوں پر تھے؟ ہم بدکرداری کی کن دلدلوں میں ہیں؟ وہ پاکبازی وپارسائی کی

Scanned by CamScanner

فضاؤں میں تھے؟ ہم بے راہ روی اور عیش پروری کے کن کیچڑوں میں ہیں؟

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا نے زمیں پر آسماں سے یہ ہم کو دے مارا

نوجوانانِ ملت! ایک مفکر کا قول ہے کسی بھی قوم میں نوجوانوں کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو انسانی جسم میں دست و بازو کی ہوتی ہے جس طرح اگر بازو نہ ہو، یا اپاہج اور اپنگ ہو جائے، تو پورا جسم مع جملہ صلاحیتوں اور خوبیوں کے ضائع یا اکارت ہو جاتا ہے ایسے ہی جس قوم وملت کے نوجوان پست حوصلہ، بزدل، بد کردار اور بے عمل ہو جاتے ہیں اس کی شان و شوکت خاک میں مل جاتی ہے اس کی عظمت و سطوت کو گھن لگ جاتا ہے اسکے عزت و وقار کو گھن لگ جاتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ انصاف کی بات ہوگی کہ وہ قوم اپاہج، اپنگ اور مفلوج و معطل ہو جاتی ہے آپ مانیں یا نہ مانیں تسلیم کریں یا نہ کریں یہ ایک مشاہداتی سچائی ہے تجرباتی صداقت ہے سارے مناظر بے نقاب ہیں ساری حقیقتیں منکشف ہیں دیکھنے کے لئے چشمِ بینا کی ضرورت ہوتی ہے سمجھنے کے لئے ذہنِ مستقیم کی حاجت ہوتی ہے احساس کرنے کے لئے قلبِ سلیم درکار ہوتا ہے آج ملت حالات کے جس دلدل میں پھنسی ہوئی ہے مسائل

Scanned by CamScanner

کے جن خارزاروں میں الجھی ہوئی ہے مصائب و حوادث کے جن کھنڈرات میں غلطاں و پیچاں ہے۔

اس کی کیا وجہ ہے؟ سبب کیا ہے؟ اسی ملت کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ کوئی کہتا ہے کہ "ان میں ایمان و یقین باقی نہیں رہ گیا ہے جس کے باعث یہ ذلّت و پس ماندگی ہے" تو کیا دنیا کے سارے مسلمانوں کے دلوں سے ایمان کی بادِ بہاری رخصت ہو گئی ہے؟ کوئی کہتا ہے "ان میں سیاسی شعور نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ درگت بن رہی ہے" تو ذرا انصاف کیجئے کہ وہ فرزندانِ ملّت کون سے سیاست داں تھے؟ جو شہنشاہوں کا گریبان چاک کرتے تھے کوئی کہتا ہے "عصری تعلیمات سے ناآشنائی نے یہ حالِ زار بنا رکھا ہے" میں پوچھتا ہوں کہ حجاز کے ان چرواہوں نے کن یونیورسٹیوں سے بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کی تھیں؟ پھر کیا وجہ ہے؟ امت کے زوال و انحطاط کی، تنزلی و خستہ حالی کی، بہت ساری وجوہات ہو سکتی ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے وقت گذرتا رہا امت میں لاتعداد کمزوریاں آتی گئیں نت نئی بیماریاں پیدا ہوتی گئیں۔

ع تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

مجملہ تمام وجوہات کے ایک بنیادی اور اہم وجہ اس طبقے کا بگاڑ و فساد بھی ہے جو آج میرا مخاطبِ حقیقی ہے جب اس طبقہ میں سلامتی اور

راست روی تھی پاکبازی وپارسائی تھی غیرت وخودداری تھی حمیت و دلیری تھی جرأت و جانثاری تھی اسلام کے پرچم کو بلند وبالا کرنے کی بیتابی وبے قراری تھی تب گلشنِ اسلام میں بادِ بہاری تھی یہ صرف زبانی دعوی نہیں بلکہ تاریخی سچائی ہے عجائب خانۂ تاریخ ملت کے ان ہونہار نوجوانوں کی تابندہ داستانوں، درخشندہ رودادوں اور پائندہ کارناموں سے روشن ہے۔

☆اس مختصر سی نشست میں کیا کیا گناؤں ؟

☆ اور کیا کیا شمار کراؤں ؟

☆خالد بنِ ولیدؓ کے شجاعت مندانہ کارناموں کی روداد بیان کروں ؟

☆سعد ابنِ ابی وقاصؓ کے فاتحانہ واقعات کی نقاب کشائی کروں ؟

☆ حنظلہؓ کے جذبہ جانثاری پر کلام کروں ؟

☆ سعد الاسودؓ کے ایثار و قربانی کو اجاگر کروں ؟

☆ محمدّ ابنِ قاسمؒ کے مجاہدانہ سرگرمیوں کی منظر کشی کروں ؟

☆ یا پھر طارق ابنِ زیاد کے دلیرانہ پیش قدمی کی تصویر کشی کروں ؟

☆ یا فاتحِ قبلۂ اوّل صلاح الدین ایوبیؒ کے حالاتِ زندگی کو موضوعِ گفتگو بناؤں ؟

دوستو! ان مثالی نوجوانوں کی زندگیاں ہمارے لئے آئینہ ہیں

جب ہم اس آئینے میں اپنے سراپا کا جائزہ لیتے ہیں تو اپنا حال بڑا ابتر پاتے ہیں اپنے اور ان کے درمیان زمین آسمان کا فرق محسوس کرتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو ایسا لگنے لگتا ہے کہ ہم اس کنبہ و قبیلے سے تعلق ہی نہیں رکھتے اور ہمیں ان سے کوئی نسبت ہی حاصل نہیں ہے۔

غرض میں کیا کہوں تم سے کہ وہ صحرا نشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں دار و جہاں بان و جہاں آرا
تجھے آباء سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار، وہ کردار، تو ثابت، وہ سیارہ

آج عافیت پسندی اور عشرت پروری ہمارے رگ وریشے میں پیوست ہو چکی ہے اور وہ خطر پسندی اور مقابلہ آرائی کے خوگر تھے اسلام کی سرفرازی اور قوم کی سرخروئی کی خاطر گوشہ خیر وعافیت سے نکل کر، اور شبستانِ عیش و عشرت سے منہ موڑ کر، صحرائے اجل کی طرف کوچ کرتے تھے۔

پکارنے والا پکارتا ہے فرزندانِ اسلام "اسلام خطرے میں ہے ملتِ مسلمہ دشمن طاقتوں کے نرغے میں ہے اس لئے میدانِ کارزار کی طرف کوچ کرو" یہ آواز گھر گھر تک پہنچی، گلی گلی میں گونجی، ایک جذباتی

اور جوشیلے نوجوان کے کانوں میں بھی پڑی، جس کی نئی نویلی بیوی سہاگ کے جوڑے میں ملبوس ہو کر ابھی ابھی آئی تھی، ابھی شبِ زفاف کا خمار بھی نہ ٹوٹنے پایا تھا کہ یہ مرحلہ پیش آگیا؟

☆ایک طرف بیوی کا دل کش چہرہ تھا

دوسری طرف اسلام کی حفاظت کا مسئلہ تھا

☆ ایک طرف عشق و محبت کی کہانی تھی

دوسری طرف قوم کی صیانت و نگہبانی تھی

☆ایک طرف عیش و عشرت کا ترانہ تھا

دوسری طرف بادیہ پیمائی اور صحرا نوردی کا فسانہ تھا

☆ایک طرف زندگی کی شوخیاں اور نیرنگیاں تھیں

تو دوسری طرف موت کی تلخیاں اور اداسیاں تھیں

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ایسے پرپیچ مرحلے پر اس نوجوان نے کیا فیصلہ کیا؟ کیا کشمکش میں مبتلا ہوا؟ پیچ و تاب کھایا؟ رکا؟ کہ چلا، اور بڑھا؟ نکلا اور روانہ ہوا؟ تو میں عرض کردوں کہ جوش و جذبے نے ایسی کروٹ بدلی، شجاعت و بہادری نے ایسی انگڑائی لی، شوقِ جہاد اور آرزوئے شہادت نے اتنا بیتاب و بے قرار کیا کہ ٹھہرنا اور ٹھٹھکنا تو دور کی بات ہے بلکہ وہ غسلِ جنابت جس میں وہ مشغول تھا اسے مکمل نہ کرسکا بڑی عجلت میں

Scanned by CamScanner

گھوڑے پر زین کسی، تلوار بغل میں لٹکائی، گھر پر اجنبی کی طرح ایک اچٹی ہوئی نظر ڈالی، سوار ہوا اور روانہ ہوگیا، حسن کی نیر نگیاں دعوت لذّت و محبت دیتی رہ گئی، عشق کی سرمستیاں کھینچتی رہ گئیں، گھر آنگن اور بام و در بلاتے رہ گئے، زندگی کی بو قلمونیاں اور شہنائیاں رکنے کی درخواست کرتی رہ گئیں، مگر وہ رکا نہیں چلا اور چلتا رہا بڑھا اور بڑھتا رہا میدانِ کارزار میں پہنچا، لڑا اور لڑتا رہا، اس کی تیغ بے اماں فضاؤں میں لہراتی رہی اور شیطان کے ایجنٹوں اور لات وعزیٰ کے پجاریوں کو موت کے منہ میں دھکیلتا رہا، مردانہ وار صفِ اعداء میں گھسا، قاصدِ اجل آن پہنچا، اور اپنا فریضہ ادا کر گیا اس طرح اس مردِ مجاہد کی جان پاک قفسِ عنصری سے آزاد ہو کر باغِ بہشت کو روانہ ہوگئی اور اس نے شہادت کا آبِ حیات نوش کرلیا۔

خوشا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

ایسے ہی ایک نوجوان، جس میں اللہ اور رسول کی محبت موجزن تھی، جس کا مقصدِ حیات، دینِ اسلام کی سرفرازی اور ملّتِ مسلمہ کی سربلندی تھی، جس نے ملّتِ بیضاء کے عظمت و ناموس پر اپنی خواہشوں اور آرزوؤں کو کچل کر رکھ دیا تھا۔

سرکارِ دوعالم صحابہ کے جھرمٹ میں جلوہ افروز ہیں ایک کالا کلوتا

نوجوان حاضرِ خدمت ہوا آپ نے اسے شفقت و محبت سے بٹھایا آنے کی وجہ دریافت فرمائی اس نے سوال کیا اے محمد! اگر میں اسلام قبول کرلوں تو مجھے کیا ملے گا؟ آپ نے جواباً ارشاد فرمایا "جنت" یہ صرف ایک لفظ نہیں بلکہ وہ روحانی ساز تھا، جسے سن کر نوجوان کی روح وجد کرنے لگی دل جھومنے لگا عقل پر پڑے ہوئے پردے چاک ہوتے چلے گئے اسی لحت نوجوان خارستانِ کفر و شرک سے نکل کر گلشنِ اسلام میں داخل ہو گیا۔

یہ سعد الاسودؓ تھے جنھوں نے زمانہ اسلام کو بہت کم پایا مگر قلتِ زمانی کے باوجود پرچمِ اسلام کی سرفرازی کے لئے وہ لازوال ایثار پیش کیا جس میں قیامت کے نوجوانوں کے لیے درسِ عبرت ہے یہی نوجوان کچھ دنوں بعد پھر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور آنحضرت سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا قبولِ صورت نہ ہونے کی وجہ سے کوئی رشتہ کرنے کو تیار نہ ہوتا تھا مگر آپ کے اشارے پر قبیلہ بنو ثقیف میں رشتہ طے ہو گیا نکاح کا وقت قریب آیا تو نوجوان ضروریاتِ نکاح کی خریداری کے لئے مدینہ کے بازار میں نکلا کہ ایک منادی کی آواز کانوں سے ٹکرائی مسلمانوں عسکرِ اسلام کے کوچ کا وقت قریب آگیا ہے۔

☆ سعدؓ چلتے چلتے رک گئے

☆ جذبات کا طوفان اچانک ٹھہر گیا

Scanned by CamScanner

☆شادی کا کیف وسرور اتر گیا

☆آرزوئے نکاح کی شوخی رخصت ہوگئی

میرے نوجوان بھائیو! کہنے سننے میں تو بات بہت آسان ہے مگر ایسے آزمائشی مرحلوں پر فیصلہ بڑا مشکل ہوتا ہے 'زندگی اور موت' ایک طرف زندگی دوسری طرف موت؟ بہت کٹھن ہوتا ہے زندگی کی نیرنگیوں سے دامن چھڑا کر صحرائے اجل کی طرف پیش قدمی کرنا؟ خاص طور پر ان نوجوانوں کے لیے جن کے گلشنِ شباب میں پیار و محبت کی بہار نہ آئی ہو جب ایک نوجوان مجاہد میدانِ کارزار کی طرف بڑھنا چاہتا ہے تو حسن کی شوخیاں اور مستیاں اس کے راستے میں حائل ہونا چاہتی ہیں جوانی کی رنگینیاں اور رعنائیاں اس کے قدموں کی زنجیر بننا چاہتی ہیں جب وہ روانہ ہونے لگتا ہے تو زندگی کے خوشنما نظارے اسے آواز دیتے ہیں!!

او جانے والے! میری حسین وگداز آغوش سے جدا ہو کر مت جا!

جس میں کیف وسرور ہے، رعنائی اور زیبائی ہے
دلکشی ودلنوازی ہے، خوشی وسرمستی ہے

اور ادھر میدانِ جنگ ہے، لہراتی ہوئی تلواریں ہیں اچھلتے ہوئے نیزے ہیں فضاؤں میں اڑتے ہوئے گرد وغبار

ہیں۔

☆انسانی لہو میں ڈوبی ہوئی زمین ہے،

☆ قاتل اور خونی انسانوں کا لشکر ہے

☆موت کی تلخیاں اور اداسیاں ہیں

ایسے صبر آزما مراحل پر کوئی حتمی فیصلہ کرنا دشوار ہوتا ہے مگر وہ لوگ جنھیں اسلام سے محبت ہوتی ہے قوم سے پیار ہوتا ہے جن کے دلوں میں پرچمِ اسلام کی سربلندی کی آرزو ہوتی ہے وہ وہی کرتے ہیں جو سعد الاسودؓ نے کیا وہ رقم جس سے شادی کی ضروریات خریدنے چلے تھے، اس سے تلوار خرید لی، زرہ لی اور میدانِ کارزار میں پہونچ کر بڑی دیدہ دلیری سے، انتہائی شجاعت و بہادری سے دشمنانِ اسلام سے، طاغوتی فوج سے لڑتے رہے اور دادِ شجاعت لیتے رہے، یہاں تک کہ اس نوجوان نے بھی ملّتِ بیضاء کے نام پر اپنی جانِ عزیز کو نچھاور کر دیا اور جامِ شہادت سے اپنے قلب وروح کی پیاس بجھائی رحمۃ اللعالمین ﷺ نے اس نوجوان کی جذبۂ جانثاری کو سلام کیا، اور فرمایا" اے قبیلہ بنو ثقیف خدا نے اپنے سعد کو تمہاری بیٹی سے زیادہ خوبصورت دلہن عطا فرمادیا"

سرزمینِ ہند جو ہمارا وطن ہے جہاں پر ہم رہتے، بستے ہیں یہاں پر اگر اسلام کا آوازہ بلند ہوا اور ہلالی پرچم لہرایا تو ہو بھی ایک نوجوان کا مثالی اور تاریخی کارنامہ ہے جس کی عمر صرف اور صرف

اٹھارہ سال تھی آپ اپنے معاشرے پر ایک سرسری نگاہ ڈالئے اٹھارہ بیس سال کے نوجوانوں کا کیا حال ہے؟ لہو ولعب، کھیل تماشا، فلم بینی و تفریح بازی، آوارگی و عشق بازی؟

مگر قربان جایئے! فاتحِ سندھ محمّد ابنِ قاسم پر جس نے صرف ۱۸ سال کی عمر میں ہندوستان پر دس ہزار لشکر کے ساتھ فوج کشی کی جس کا مقصد اس قافلے کی رہائی تھی جسے راجہ داھر کی فوجوں نے قید کر لیا تھا جس میں بچّے بھی تھے بوڑھے بھی، عورتیں بھی تھیں اور نو عمر لڑکیاں بھی اور راجہ داھر کو سبق بھی سکھلانا مقصود تھا محمّد ابنِ قاسم اپنے لشکر کو لیکر سندھ کے ساحل پر اترے اور جب معرکہ آرائی شروع ہوئی تو یکے بعد دیگرے تمام میدانوں کو فتح کرتے چلے گئے اسلام کے اس عظیم فرزند نے اپنی حکمتِ عملی، دور اندیشی، شجاعت و بہادری سے نہ صرف راجہ داھر کو شکستِ فاش دی بلکہ ستّر چھوٹے بڑے راجاؤں اور گورنروں کو گرد کر کے رکھ دیا اور سر زمینِ ہند پر اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا اور ساتھ ہی ساتھ دلوں میں ایمان ویقین کی قندیلیں بھی روشن کر دیں۔

ہند سے آواز دی جب دخترِ اسلام نے
قوم کی ناموس نے اور عظمتِ اسلام نے

اتنا سننا تھا تو فوراً ہر وِ منزل ہوا
دم زدن میں تیرا خیمہ سندھ کا ساحل ہوا
اور کوئی تو نہیں تھا ابنِ قاسم تو ہی تھا
توڑنے والا کئی قصرِ مظالم تو ہی تھا

میرے نوجوان بھائیو! محمدّ ابنِ قاسم کوئی ۴۰ / ۵۰ سال کا تجربہ کار انسان نہیں تھا بلکہ ہماری آپ کی طرح نو عمر، جذباتی اور جوشیلا نوجوان تھا یہیں پر ذرا ٹھہریں، غور کریں، سوچیں کہ پہلے ملت کا یہی نوجوان کیسا تھا؟ اب کیا ہو گیا رفتارِ زمانہ نے اسے کہاں سے کہاں پہنچادیا؟ وقت کے تھپیڑے نے اسے کہاں سے کہاں اٹھا کر پھینک دیا؟ گردشِ ایاّم نے اسے مقاماتِ رفیعہ سے اٹھاکر ذلت و پستی کی کن کھائیوں میں دھکیل دیا؟

ہائے افسوس! حیف صد حیف! یہی نوجوان کل تک فنِ سپہ گری و تیغ زنی کا دلدادہ تھا آج رقص و سرور کے فن میں کمال حاصل کر رہا ہے پہلے شہ سواری و نیزہ بازی کا دیوانہ تھا اب دوڑ میں مقابلے کے لئے بھاگنے کی مشق کر رہا ہے پہلے خطر پسندی اور مہم جوئی کا قائل تھا اب خیر و عافیت اور عیش و عشرت کے حصول کی جدوجہد کر رہا ہے پہلے پتھریلے راستوں اور خوفناک جنگلوں کو اپنے قدموں سے روندتا تھا اب تفریح گاہوں اور پارکوں کے چکّر کاٹ رہا ہے پہلے

سوختہ چٹانوں پر اور وحشتناک گھاٹیوں میں سوجاتا تھا اور اب نرم گرم بستروں ، گداز قالینوں ، اور مخملی لحافوں کا متلاشی ہے پہلے دو تلواروں کے تصادم کی چمک اس کے روح و دل کو مسرور کرتی تھی اب نرم و نازک ہونٹوں کے تبسّم سے اس کی جان میں جان آتی ہے پہلے جو تیروں تلواروں، خنجروں اور نیزوں سے کھیلتا تھا اب وہ زلفوں سے کھیلنے کا عادی ہوچکا ہے پہلے جس کی نگاہ میں میدانِ کارزار کا منظر سمایا ہوا تھا آج ان نگاہوں میں اداکاروں ، اداکاراؤں، فلمی تصویروں کے مناظر رقص کر رہے ہیں پہلے جو مجاہد و سپہ سالار بننے کی آرزو رکھتا تھا آج فلمی اداکار اور کرکٹ کھلاڑی بننے کی حسرت میں تڑپ رہا ہے پہلے جو مواقعِ شہادت کا متلاشی تھا آج وہ موت سے خائف ، اور اس سے بچنے کی تدبیریں ڈھونڈ رہا ہے پہلے وہ جن ہاتھوں سے درِ خیبر اکھاڑ کر کفرستان کو فتح کرتا تھا آج اس نے اپنے وہ ہاتھ نااہلی اور بزدلی سے اپاہج کر لئے ہیں ، اپنگ بنالیا ہے، مفلوج و معطّل کرلیا ہے۔

اگر قوم کا رعب و دبدبہ ختم ہوجائے ، جاہ و جلال خاک میں مل جائے، شان و شوکت ملیامیٹ ہوجائے تو اس میں حیرت و حسرت کی کیا بات ہے ؟ جب قوم کا ہاتھ کٹ گیا، بازو ٹوٹ گیا، شانہ اکھڑ گیا، تو یہ

Scanned by CamScanner

قوم کس طرح کسی سے مقابلہ کر سکتی ہے؟ کیسے اپنا دفاع و تحفظ کر سکتی ہے؟ کیونکر دشمنانِ اسلام کی شرانگیزیوں کا منہ توڑ جواب دے سکتی ہے؟ کیا بوڑھے، جو خود کو سنبھال نہیں سکتے، وہ میدان میں اتریں گے؟ عورتیں، جن کی نرم ونازک کلائیاں چوڑیوں کے بوجھ نہیں اٹھا سکتیں، وہ ہتھیار اٹھائیں گی؟ بچے، جنہیں صحیح ڈھنگ سے زمین پر چلنا نہیں آتا، وہ شہ سواری کریں گے؟ اگر آج قوم کی حالت زار و نزار ہے تو رونا کیسا؟ ماتم کس بات کا؟ شکایت کیسی؟ قوموں کا جب بازو ٹوٹ جاتا ہے تو وہ حقیر و ذلیل ہو ہی جایا کرتی ہیں، جس قوم کے نوجوان بگڑ جاتے ہیں، وہ بے عزت و بے وقعت ہو ہی جاتی ہے۔

"نوجوانانِ قومِ مسلم" جن کی رگوں کا خون برف کی طرح ٹھنڈا ہو گیا آنکھوں کی بصارت اور دلوں کی بصیرت چھن گئی، شعور و احساس کی مایا لٹ گئی، ہمت و حمیت پٹ گئی، وہ بھلا امت کا کیا بھلا کر سکتے ہیں؟

"نوجوانانِ قوم مسلم"، جن کے جذبات سرد پڑ گئے حوصلے ٹوٹ گئے ہمتیں جواب دے گئیں وہ کیسے قوم کے دفاع و تحفظ کا فریضہ انجام دے سکتے ہیں؟

"نوجوانانِ قوم مسلم" جن کی عقلوں پر پردہ پڑ گیا نگاہوں سے مروّت و مردانگی کا آب و رنگ جاتا رہا آخر کس طرح

Scanned by CamScanner

خواتینِ اسلام کی عفت و عصمت کی حفاظت کا بیڑا اٹھا سکتے ہیں ؟ جنھیں عشق و محبت کے فسانوں اور دمکتے ہوئے چہروں نے دل کا اندھا اور دماغ کا مریض بنا دیا قوم کے حالات و مسائل کا کیسے ادراک و احساس کر سکتے ہیں ؟ اور کیسے اس کا مداوا کر سکتے ہیں احساسِ کمتری ، کاہلی ، تغافل شعاری اور بزدلی نے جن کے جوش و جذبہ کو ٹھنڈا ، قوت و طاقت کو معطل ، ہمت و شدّت کو مفلوج کر دیا وہ طوفانِ باطل سے اپنی آبادیوں اور زمینوں کی کیسے حفاظت کر سکتے ہیں ؟

دوستو! بات بڑی تلخ ہے مگر مبنی بر حقیقت ہے اے کاش ! ایسی جان لیوا حقائق کو کہنے سننے کی نوبت ہی نہ آتی کاش ہم نے اپنے مقام و منصب کی پاسداری کی ہوتی تو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے ایسی کڑوی سچائیوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

پھر بھی مایوس و ناامیّد ہونے کی ضرورت نہیں ہے اگر چہ آپ کے چاروں طرف گھنگھور اندھیرا ہے ، مگر جالوں کی آس چھوٹ دینا بے اعتمادی ہے اگر چہ ملت مسائل کے طوفان میں ہچکولے کھا رہی ہے ، مگر حوصلہ چھوڑ بیٹھنا خلافِ مردانگی ہے اگر چہ امت حوادث و مصائب کی

Scanned by CamScanner

کی دلدل میں الجھی ہوئی ہے، مگر حالات کے سامنے سپر ڈال دینا نوجوانوں کو زیب نہیں دیتا اگر آپ اپنا خوابیدہ احساس وشعور بیدار کریں اپنی ہمت وشجاعت کو مہمیز لگائیں پھر اپنے اندر جرأت و حرارت پیدا کریں اور انھیں نوجوانانِ ملت کے نقشِ قدم پر گامزن ہو جائیں جن کے کرشماتی کارناموں پر تاریخِ اسلام نازاں ہے امتِ مسلمہ کو فخر ہے جن کی مردانگی و عالی ہمتی، جرات وبیباکی، پاکبازی وبلند کرداری، مروّت وخوش اخلاقی، مہم جوئی ومعرکہ آرائی پر دنیا حیران وششدر ہے تو یقین جانئے کایا پلٹ سکتا ہے انقلاب آسکتا ہے۔

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں

☆ ذلت وپستی کی کھائی میں کب تک پڑے رہوگے ؟

آسمانوں کی بلندیاں تمہارا انتظار کر رہی ہیں

☆ شبستانِ عیش وعشرت میں کب تک مست ومدہوش رہوگے ؟

میدانِ جہد وجہاد تمہاری آمد کے منتظر کے ہیں

☆ جمال آرائی وفیشن پرستی میں اور کتنا وقت ضائع کروگے ؟

بے نیام تلواریں تمہارے ہاتھوں کی زینت بننے کے لئے بے قرار ہیں

☆ تفریح گاہوں اور سینما ہالوں کا کب تک طواف کرتے رہوگے ؟

Scanned by CamScanner

پتھریلے راستے اور کھلی ہوئی فضائیں تمہیں دعوتِ قدوم دے رہی ہیں!

☆عشق بازی اور حسن پرستی کے مرض میں کب تک مبتلا رہو گے؟

قوم کی بہنیں اور بیٹیاں اپنی عفت وآبرو کے تحفظ کے لئے تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں!

☆بے فکری اور لاپرواہی کی نیند میں کب تک مخمور رہو گے؟

امت کا بہتا ہوا لہو تمہیں پکار رہا ہے!

اسلام کا پرچم تمہیں آواز دے رہا ہے!

قوم کی مٹتی ہوئی شان وشوکت تمہیں دعوتِ عمل دے رہی ہے!

☆اس لئے اے امت کے دھڑکتے ہوئے دل!

☆اے ملت کے انمول دست وبازو!

☆اے قوم کی رگوں کے لہو!

☆اے اسلام کے سپاہی! اٹھ!

☆اور زمانے کو اپنا جوہر دکھا!

نوجوانِ قوم گہری نیند سے بیدار ہو
چھوڑ دے آوارگی کو صاحبِ کردار ہو
طوقِ شیطاں توڑ حصارِ نفس سے باہر نکل
میکدے سے توڑ کر کے مینا وساغر نکل
پھر سے اب گذری ہوئی تاریخ کو آواز دے
پھر معطل بازوں کو حرکت پرواز دے

پھر سے روشن کر شمع اسلاف کے کردار کی
عصرِ حاضر کو دکھا تابندگی تلوار کی
کر معطّر پھر جہاں کو خوشبوئے توحید سے
مست کر کون و مکاں کو نغمۂ جاوید سے

(محیضی)

وما علینا الّا البلاغ

Scanned by CamScanner

دہشت گردی اور اسلام

(۳)

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا لِھٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَھتَدِیَ لَوْ لَا اَنْ ھَدَانَا اللّٰہُ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ کَانَتْ بِعْثَتُہٗ ھُدًی وَرَحْمَۃً لِلْعَالَمِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَالتَّابِعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اَمَّا بَعْدُ!

موقر صدرِ جلسہ، معزز سامعینِ کرام، بزرگو اور دوستو اور عزیز ساتھیو! آج مجھے اس عظیم الشان اور ذی وقار مجلس میں "دہشت گردی اور اسلام" اس سلگتے ہوئے موضوع پر لب کشائی کرنی ہے بلکہ اس تعلق سے کچھ کڑوی کسیلی سچائیاں پیش کرنی ہیں حقائق و مسلمات کے رخِ زیبا سے الزام واتہام، کذب و بہتان کا غلیظ پردہ اٹھانا ہے بلکہ باطل کی نگاہوں میں نگاہیں ڈال کر شیریں حقیقتوں اور دل کش صداقتوں کا ببانگِ دہل اعلان کرنا ہے۔

مجھے اسیر کرو یا مری زباں کاٹو!
مرے خیال کو بیڑی پہنا نہیں سکتے

اہلِ مغرب کا ایک پرانا آزمودہ نسخہ ہے " جھوٹ کرا تنی بار دہراؤ کہ سننے والے سچ باور کرنے لگیں" ان ازلی بد بختوں اور سیاہ باطنوں اسی کو اپنا رکھا ہے اتنی وسیع و عریض کائنات میں جہاں کہیں بھی دہشت گردی کے واقعات رونما ہوتے ہیں، کہیں پر بم پھٹتا ہے، کہیں پر گولیاں چلتی ہیں، کہیں پر قتل و غارت گری ہوتی ہے کہیں پر معصوم و بے گناہ انسانوں کا اغوا ہوتا ہے، کہیں کوئی سیاسی عمارت نشانہ بنتی ہے، کہیں کسی سنیما ہال کو بم سے اڑا دیا جاتا ہے، کہیں کسی ٹرین کے مسافروں کو موت کی نیند سلا دیا جاتا ہے، کہیں کسی پر شکوہ اور فلک بوس ٹاور تاش کے پتوں کی طرح بکھر جاتے ہیں، تو شک کی سوئی فورا مسلمانوں کی طرف گھوم جاتی ہے۔

مغرب کے حکمرانوں، مشرق کے لیڈروں، دنیا بھر کے اخباروں اور ٹی وی چینلوں کی نظر میں مسلمان ہی ان جرائم کے مجرم، اور ان واقعات کے ذمہ دار ہوتے ہیں دیگر اقوامِ عالم تو صلح پسند اور امن وشانتی کی علم بردار، اور حقوقِ انسانی کی پاسبان ہیں صرف قومِ مسلم دہشت گرد اور انتہا پسند ہے اسی کے سر میں قتل و غارت گری کا سودا سمایا

ہوا ہے یہی ہیں جو دیگر اقوام وملل کے خون کے پیاسے، اور ان کی جانوں کے دشمن بنے ہوئے ہیں ان کے مزاج وطبیعت میں وحشت وبربیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے یہ روئے زمین پر بسنے والوں کو چین وسکون سے جینا نہیں دینا چاہتے بلکہ یہ توانسانیت کے قاتل ہیں ان کی یہ ذہنیت وفطرت موروثی ہے ان کے اسلاف واکابر بھی یہی ذہن ومزاج رکھتے تھے ان کی قومی تاریخ ہی یہی ہے ان کی اپنی ملّی داستان دہشت گردیوں اور انتہا پسندیوں سے عبارت ہے ان کا ماضی بھی جدال وقتال، فساد وجہاد کے واقعات سے بھرا پڑا ہے جن پر انہیں ناز ہے، فخر ہے، اور انہیں وحشیانہ وبے رحمانہ واردات وواقعات کو اپنے لئے نمونہ بناتے ہیں اور باشندگانِ زمین کو اپنی سنگدلی اور سفاکی کا نشانہ بناتے ہیں ان پر یورش و یلغار کرتے ہیں اور ان کے آشیانۂ خیر وعافیت کو جلا کر خاکستر کرتے ہیں پوری دنیا کو مسلمانوں کی طرف سے شدید خطرہ لاحق ہے اسلامی تحریکوں، ملّی تنظیموں، جہادی گروپوں، اور رجعت پسند جماعتوں سے پورا عالم سرخشے میں مبتلا ہے اگر ان کی تادیبی کاروائی نہ کی گئی، ان پر لگام نہ کسا گیا، ان کی بیخ کنی نہ کی گئی، ان کی بڑھتی ہوئی طاقت کو کچلا نہ گیا، ان کے پھیلے ہوئے نیٹ ورک کو تباہ نہ کیا گیا، ان کے کھاتے منجمد اور سیل نہ کئے گئے بلکہ ان پر مسلّح کاروائی نہ کی گئی ان پر میزائلوں

سے حملے، اور بموں کی بارش نہ کی گئی تو یہ دنیا کے تمام ملکوں کو اپنے دہشت گردانہ کاروائیوں کا نشانہ بنائیں گے گوشے گوشے اور خطے اور خطے پر خودکش حملے کریں گے امنِ عالم کو غارت کریں گے نظامہائے حکومت کو تہ وبالا کریں گے بلکہ یہ ایٹمی اور جراثیمی ہتھیاروں سے روئے زمین کو زیروزبر کرسکتے ہیں۔

یہ اور اس طرح کے دوسرے خیالات و نظریات اخباری صفحات کی زینت بنتے ہیں موٹی موٹی سرخیاں قائم کی جاتی ہیں ریڈیو اور ٹی وی پر دھماکہ خیز خبریں، اور تبصرے نشر کئے جاتے ہیں گفتگو، انٹریو، مضامین، افسانے، ناولیں، حتی کہ فلمیں اور ڈرامے سب میں مسلمانوں کی دہشت گردی کو موضوع بنایا اور اجاگر کیا جارہا ہے اور باشندگانِ زمین کو اسلام سے بد ظن، اور مسلمانوں سے بدگمان کیا جارہا ہے بلکہ مذہبِ اسلام کو رسوا اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے لئے افترا بازیوں الزام تراشیوں، کذب بیانیوں، افواہوں اور پروپیگنڈوں کا بازار گرم کیا جارہا ہے جسے دیکھو "دہشت گردی اور اسلام" کے عنوان پر اظہارِ خیال کرتا دکھائی دیتا ہے جسے اتر دکھن معلوم نہیں ہوتا وہ بھی اس موضوع پر اچھی خاصی اسپیچ دے ڈالتا ہے جسے سیاہ وسفید میں تمیز نہیں ہوتی وہ بھی کسی منجھے ہوئے فلسفی کی طرح "انتہاپسندی اور

مسلمان" کے عنوان پر لمبی چوڑی گفتگو کر ڈالتا ہے پھر بڑی بڑی ہستیوں کا تذکرہ ہی کیا ہے دنیا کے بڑے لیڈروں، اونچے اونچے سیاست دانوں، مذہبی جگادریوں، تخریب کار تنظیموں کو "اسلام اور دہشت گردی" پر کہنے بولنے، لکھنے اور اظہارِ خیال کرنے کا گولڈن چانس مل گیا اور کیوں نہ ہو اس کرشماتی موضوع نے تو سیاست دانوں کی گرتی ہوئی ساکھ کو بچایا ہے حکمرانوں کی ماند پڑتی ہوئی سیاسی دکانوں کو از سرِ نو چمکایا ہے انتخابات میں شکست کے دہانوں پر پہنچنے والے امیدواروں کو فتح دلائی ہے اور کرسیٔ اقتدار تک پہنچایا ہے اسی لئے اس انقلابی موضوع کو حرزِ جاں بنا کر اسلام اور مسلمانوں کو نشانۂ تنقید و تنقیص بنا جا رہا ہے۔

اسلام کی حسین پیشانی اور مسلمانوں کے بے داغ کردار پر کیچڑ اچھالنے والو! ذرا سوچو! تم کیا ہو؟ تمہاری روش کیا ہے؟ تمہارا کردار کیسا ہے تمہاری اپنی قومی تاریخ کتنی خونخوار ہے؟ تمہاری اپنی مذہبی تہذیب و روایت کتنی وحشت انگیز ہے؟ تمہارا ماضی کتنا گھناونا اور حال کتنا وحشیانہ ہے؟ عقل کے اندھو! دور سے تمہیں اسلام کے شفاف چہرے پر دھبّہ اور مسلمانوں کی آنکھ میں تنکا دکھائی دیتا ہے۔

غیر کی آنکھوں کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر دیکھ ظالم اپنی آنکھوں کی ذرا شہ تیر بھی

جی ہاں ! تم نے ہر دور اور ہر زمانے میں ماضی سے حال تک اپنے قومی مفادات اور نسلی تحفظات کے لئے خدا کی زمین پر فتنہ و فساد ہی برپا کیا ہے اور معصوموں کے لہو سے کرۂ ارض کو لالہ زار ہی بنایا ہے قیادت وسیادت کی بد مستی میں، قوت و طاقت کے کے نشے میں اس حد تک گئے ہو کہ انسانیت کراہ اٹھی، شرافت کے ماتھے پر پسینہ آگیا۔

"صلح و آشتی، امن و شانتی" کا نام لیکر شعلۂ نفرت تم نے بھڑکایا "نمائشی تحفظِ حقوقِ انسانی" کے دلکش عنوان پر تعصبات کی زہریلی ہوائیں تم نے چلائیں "مصنوعی عدل و مساوات" کے دلفریب حوالوں سے اولادِ آدم کے درمیان دیواریں تم نے اٹھائیں، ذہنوں کو تم نے پراگندہ کیا، دلوں کو تم نے فاسد کیا مزاجوں کو تم نے بگاڑا، طبیعتوں کو تم نے دہشت پسند بنایا، دنیا کے چین و سکون کو تم نے غارت کیا۔

ع پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں

آج پوری دنیا میں بد امنی و خوفزدگی بے اطمینانی و بے قراری جو فضا بنی ہوئی ہے چاروں طرف جو ہاہاکار مچی ہوئی ہے ہر گوشے اور ہر خطے سے انسانوں کے چیخ و پکار، آہ و کراہ کی جو آوازیں آرہی ہیں سب اسلامی دہشت گردیوں کا نتیجہ ہیں؟ مسلمانوں کا کارنامہ ہے؟ توبہ توبہ استغفر اللہ ؟ اتنی بے شرمی و بے حیائی ؟

اس قدر دیدہ دلیری ؟ چوری اور سینہ زوری ؟

ع ہم وفادار نہیں تو بھی دلدار نہیں

Scanned by CamScanner

☆ جن کے دستِ ستم معصوموں اور بے گناہوں کے خون رنگے ہوئے ہیں
وہ خود کو مسیحا اور دوسروں کو قاتل وخونی قرار دیتے ہیں!
☆ جن کے سفاک دانتوں سے انسانی گوشت وپوست کی بو آتی ہے
وہ خود کو "انسانیت نواز" اور دوسروں کو "دشمنِ انسانیت" گردانتے ہیں!
جنھوں نے امن وامان کا خون کیا!
حق وانصاف کا گلا گھونٹا!
اخلاق وشرافت کی دھجیاں بکھیریں!
عالمی قوانین وضوابط کی خلاف ورزیاں کیں!
وہ جمہوریت کے علم بردار،
حقوقِ انسانی کے پاسبان،
عدل وانصاف کے نگہبان بنے بیٹھے ہیں۔
دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ ☆ تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو
انسانیت کے قاتلو!
آدمیت کے خونیو!
حقوقِ انسانی کے لٹیرو!
عدل وانصاف کے رہزنو!
ظالمانہ پالیسیوں سے طبیعتوں اور مزاجوں میں نفرت وانتقام کا شعلہ بھڑکایا کس نے؟ حقوقِ انسانی کو تلف کر کے انسانوں کو انسانوں سے ٹکرایا کس نے؟ جدید اسلحوں کی ایجاد کر کے انھیں بے رحم ہاتھوں تک پہنچایا کس نے؟ میزائلوں اور بموں کا اختراع کر کے انھیں

خونی پنجوں میں تھمایا کس نے ؟ ایٹمی توانائی دریافت کیا کس نے ؟ اور پھر اس ریس میں پورے عالم کو دوڑایا کس نے ؟ پھر کیوں دہشت گردی کا رونا روتے ہو جیسا کرو گے ویسا بھرو گے ! جو بوؤ گے وہی کاٹو گے بلکہ اپنے بنائے ہوئے جال میں خود الجھو گے !

الجھے ہیں پاؤں یار کے زلفِ دراز میں
لو خود ہی اپنے دام میں صیاد آگیا

حق وصداقت کے دشمنو ! اسلام اور اس کے فرزندوں کی طرف دہشت گردی کی نسبت کرتے ہوئے تو تم ذرا بھی نہیں ہچکچاتے مگر اپنی عیارانہ سیاست بازیوں ، مکارانہ چالبازیوں، وحشیانہ حملوں، سنگدلانہ غارت گریوں ، بے رحمانہ انتہاپسندیوں ، اور سفاکانہ دہشت گردیوں کو دہشت گردی کا نام کیوں نہیں دیتے تمہارے کالے کارناموں اور سیاہ کرتوتوں کو میں کہاں تک گناؤں ؟ اور کب تک گناؤں ؟ مشرق، مغرب، شمال، جنوب ہر گوشے اور ہر خطے میں تمہارے ناپاک وجود کے منحوس سائے چلتے پھرتے دکھائی دیتے ہیں سرزمینِ فلسطین کے آئینے میں تمہاری کریہہ صورتیں اور تمہارے خوفناک چہرے صاف دکھائی دے رہے ہیں افغانستان کے منظر پر تمہارا دستِ ستم اور پنجۂ استبداد لہراتا نظر آتا ہے عراق کی فضاؤں میں تمہارے آتش فشاں طیارے دندناتے پھر رہے ہیں اور وہاں کی زمین پر تمہارے درندہ صفت یاجوج وماجوج اچھلتے کودتے دکھائی دے رہے ہیں ذرا بتاؤ یہ دہشت گردی نہیں ہے تو پھر کیا ہے ؟ یا پھر ان ملکوں میں انسانوں کے

بجائے درندے، چیتے، بھیڑیے اور تیندوے بستے تھے جنہیں تم نے موت کے گھاٹ اتار کر انسانی آبادی کو خطرات وخدشات سے محفوظ و مامون کر دیا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

اسلامی دہشت گردی کی اصطلاح گڑھنے والو! اگر تم میں ذرا بھی شرافت و عدالت کی رمق باقی رہ گئی ہے تو بتلاؤ تمہارے یہ کالے کرتوت، تمہارے یہ سیاہ کارنامے دہشت گردی کے زمرے میں آتے ہیں یا نہیں آتے؟ پھر کیوں نہیں کہتے صلیبی دہشت گردی صہیونی انتہاپسندی، تمہیں دنیا بھر کی دہشت گردیوں کا مولد، مسکن، منبع اور مرکز اسلام ہی نظر آتا ہے اور مسلمان اس کے علم بردار دکھائی دیتے ہیں مگر کسی کی الزام بازیوں سے نہ اسلام کا چمکتا ہوا چہرہ دھندلا ہوگا اور نہ مسلمانوں کا صاف وشفاف کردار داغدار ہوگا حقیقت و صداقت مکر و فریب، الزام واتہام، کذب و بہتان کے ہزار پردوں میں رہ کر جگمگاتی ہے مسکراتی ہے اور خود کو منواتی ہے روزِ اوّل دنیا یہ مانتی آئی ہے اور تاریخِ انسانی تسلیم کرتی رہی ہے کہ مذاہبِ عالم میں مذہبِ اسلام ہی واحد مذہب ہے جس نے حقیقی معنوں میں بنی آدم کو ان کے حقوق

Scanned by CamScanner

تفویض کئے ہیں اور ان کی پاسداری کی ہے اسلام کی آمد سے پہلے پور اکرۂ ارض جہل وضلال، شرور و فتن، قتال و جدال، عصیان و طغیان، ظلم و عدوان کی لعنتوں سے کراہ رہا تھا اسلام آیا تو اپنے دامن میں خیر و برکت، رحمت ورافت، محبت واخوّت، عدل و مساوات، علم و معرفت شرافت ونجابت کی بہاریں لیکر آیا۔

اسلام نے نفرت و تعصّب کی دیواریں گرائیں رنگ و نسل کی تفریقات کو مٹایا، کالے گورے کے امتیازات کو ختم کیا نسلی افتخار، قومی غرور کی چٹانوں کو زمیں بوس کیا اعلی وادنی کی خلیجوں کو پاٹا مشرق و مغرب کی کھائیوں کو ہموار کیا اسلام نے تمام اولادِ آدم کو ایک ماں باپ کی اولاد قرار دیا اور آپس میں محبت کی تعلیم دی اخوّت وبھائی چارگی، صلح وآشتی کا پیغام دیا الفت وپیار کا درس دیا عفوودرگذر کی تلقین کی اسلام نے انسانوں کو انسانوں سے ملایا دلوں کو دلوں سے جوڑا ایثار و ہمدردی کے پژمردہ احساسات کو ترو تازہ کیا اسلام نے جہاں انسانوں کو صلح و صفائی امن وشانتی کا سندیش دیا وہیں پر اصولِ جنگ بھی مرتّب کئے۔

اسلام سے پہلے دنیا مانتی آئی تھی کہ جنگ اور محبت میں ہر چیز جائز ہوتی ہے مگر اسلام نے اس مسلّمہ کو لوحِ کائنات سے یکسر مٹادیا اور باشندگانِ زمین کو بتلایا کہ نہیں جنگ میں بھی اخلاقی حدود و قیود کی

رعایت ہونی چاہئے اخلاق وشرافت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہئے اصول وضوابط کی نگہبانی ہونی چاہئے اسلام نے اپنے فرزندوں کو اس کا پابند بنایا کہ جنگوں میں فوجیوں اور اس کے متعلقات کے علاوہ کو نشانہ نہ بنایا جائے عام شہریوں پر یلغار نہ کی جائے بوڑھوں اور مریضوں پر یورش نہ کی جائے بچوں کا خون نہ بہایا جائے عورتوں کو اپنی حیوانیت ودرندگی کا نشانہ نہ بنایا جائے مذہبی عمارتوں، گرجاؤں، کلیساؤں گرودواروں اور مندروں کو مسمار نہ کیا جائے مذہبی رہنماؤں، پادریوں راہبوں اور گوشہ نشینوں سے تعرض نہ کیا جائے حتی کہ باغوں اور فصلوں کو تباہ وبرباد کرنے، مکانوں کو آگ لگانے، غیر جنگی مویشیوں کو ایذاء پہنچانے کی اجازت نہیں ہے۔

اسلام کے خوبصورت اور اجلے دامن پر کیچڑ اچھالنے والو! یہ ہیں اسلامی تعلیمات وہدایات، اسلام کا پیغام، اسلام کا درس، اور مسلمانوں کی پندرہ سو سالہ تاریخ گواہ ہے کہ قومِ مسلم نے ان تعلیمات وہدایات کی آخری حد تک پاسداری کی ہے اور ان روحانی اقدار وروایات کو زندہ وتابندہ کیا ہے تاریخِ عالم سے پوچھو کہ کیا اقوامِ عالم میں کوئی ایسی قوم گذری ہے کہ جس نے عام حالاتِ زندگی کے علاوہ عرصۂ جنگ میں بھی اصول وآداب اخلاق وشرافت کا مظاہرہ کیا ہو صدائے

بازگشت سماعتوں سے ٹکرائے گی ہاں! وہ صرف اور صرف ایک قوم ہے قومِ مسلم!!

مسلمانوں پر دہشت گردی کا لیبل چسپاں کرنے والو! یہ روحانی قافلہ جن میدانوں میں اترا ہے وہاں اصول پرستی، اعلی ظرفی، بلند اخلاقی بھائی چارگی، خیر اندیشی و خیر خواہی، بے نفسی و بے غرضی، شرافت و رواداری، انسانیت نوازی کی بہاریں آئیں ہیں یہ کاروانِ حق جن راستوں سے گذرا ہے ان پر محبت و مودّت، رحمت و رافت، الفت و اخوّت، انصاف و عدالت، امن وامانت اور احترامِ آدمیّت کی ہوائیں چلیں ہیں یہ جماعتِ مبارکہ جن آبادیوں میں فروکش ہوئی ہے وہاں کے باشندوں نے ان کے اخلاق و کردار، رفتار و گفتار، عادات واطوار، سے متاثر ہو کر ان کی اطاعت قبول کیا ہے یہی وہ قوم ہے جس نے دشمنوں کو بھی سینے سے لگایا ہے بد خواہوں کے ساتھ خیر خواہی کی ہے جان کے دشمنوں کو جان کی امان دی ہے خون کے پیاسوں کو قبائیں دی ہیں گالیاں دینے والوں کو دعائیں دی ہیں پتھر برسانے والوں پر پھول برسایا ہے اور قاتلوں اور خونیوں کی عام معافی کا اعلان کیا ہے اس کے باوجود اگر تم اسلام کو مرکزِ دہشت اور اسکے ماننے والوں کو علم بردارِ دہشت گردی قرار دے رہے ہو تو تم انصاف کے

قاتل، حق کے رہزن اور صداقت کے دشمن ہو!

بلکہ تم خود ہی "دہشت گردِ اعظم" ہو!

مگر ہائے رے بدبختئ عالم!!

خرد کا نام جنوں پڑ گیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے

وما علینا الّا البلاغ

Scanned by CamScanner

﴿ہندوستان اور مسلمان﴾

(۴)

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَرْضَ وَالسَّمٰوٰتِ الْعُلٰی اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی لَہٗ مَا فِی الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْمُجْتَبٰی مُحَمَّدِالْمُصْطَفٰی وعَلٰی آلِہٖ وَالْاَبْرَارِوَالتَّابِعِیْنَ الْاَخْیَارِاِلٰی یَوْمِ الْقَرَارِ اَمَّا بَعْدُ

جدا بدن سے نہ ہرگز یہ پیرہن ہوں گے
وطن کے ہوتے ہوئے اب نہ بے وطن ہوں گے
مطالبہ کبھی ہجرت کا ہم سے............مت کرنا
یہیں جئیں، گے مریں گے، یہیں دفن ہوں گے

موقّر صدرِ جلسہ، معزّز سامعینِ کرام! مجھے اس عظیم الشان محفل میں کچھ عرض کرنے کا موقعہ ملا یہ میری سعادت و نیک بختی ہے موضوع بھی بڑا اہم ہے، دلکش اور دل شکن

بھی "ہندوستان اور مسلمان" ہندوستان کے تئیں مسلمانوں کے بارے میں کچھ ایسے تلخ خیالات، اور نازیبا نظریات کا اظہار کیا جاتا ہے بلکہ افواہوں اور جھوٹے پروپیگنڈوں کے ذریعہ ایسی غلط فہمیاں اور بدگمانیاں پھیلائی جاتی ہیں جس سے ہندوستانی عَوام کے ذہنوں میں خلش، دلوں میں تعصب، اور مزاجوں میں شدت پیدا ہوتی جارہی ہے اس موضوع پر کلام کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی تاکہ حقائق کو بے نقاب اور سچائیوں کو بے حجاب کرکے یہ واضح کرسکوں کہ ہندی مسلمان مادرِ وطن کے تئیں ہمیشہ سنجیدہ، مخلص اور بے لوث رہا ہے تاریخ کے ہر دور اور گردشِ ایام کے ہر موڑ پر اپنے وطنِ عزیز کے لئے لازوال قربانیاں پیش کی ہیں بلکہ اس کی شان و شوکت کے تحفظ، اس کے علم کی سربلندی اس کی تعمیر و ترقّی کے لئے وہ نمایاں کارنامے انجام دئے ہیں جن سے تاریخِ ہند کا ایک ایک ورق، ایک ایک صفحہ، ایک ایک سطر مزیّن ہر صّع اور مجلّی ہے۔

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہے داستاں میری

حضرات! آج اس محفل میں سب سے پہلے اس بدگمانی، وغلط فہمی کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ سر زمین ہند مسلمانوں کا

Scanned by CamScanner

حقیقی وطن نہیں ہے بلکہ یہ دوسرے ممالکِ اسلامیہ کے مہاجر ہیں اور یہاں آکر آباد ہوگئے بلکہ اس ملک پر قابض ہوگئے اس سے دو قدم آگے بڑھ کر یہ کہا جاتا ہے کہ اس ملک کا اغواء کرلیا فرقہ پرستوں اور مسلم دشمنوں کے ایسے فکر و نظریے سے دیگر باشندگانِ وطن کے ذہنوں میں خلش، دلوں میں تعصب اور مزاجوں میں تشدّد پیدا ہونا ایک فطری امر ہے جبکہ تاریخی حوالوں کے تناظر میں اس افواہ و الزام کی کوئی حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ سراسر جھوٹ ہے صداقت کے خوبصورت مکھڑے پر کیچڑ اچھالنے کے مترادف ہے جبکہ حقیقت و صداقت تو یہ ہے کہ ہندی مسلمان کسی اور ملک اور ریاست سے ہجرت کرکے نہیں آیا بلکہ اس نے اسی خاک پر جنم لیا، اسی کی فضا میں آنکھ کھولی، یہیں پر پلا بڑھا پروان چڑھا، اسی کی آب و ہوا میں سانس لیا، اسی کی پاکیزہ نعمتوں سے اس نے کھایا پیا، رہا سہا، اس لئے اس کی مٹّی کی محبت اس کے رگ و ریشے میں پیوست ہوگئی اسی کی چاہت و محبت میں اس کا دل دھڑکتا رہا یہیں کی بلند و بالا پہاڑیاں، وسیع و عریض ندّیاں، سرسبز وادیاں، لہلہاتی کھیتیاں اس کی نگاہوں کو مخمور اور دلوں کو مسرور کرتی رہیں اور اس کا دل جذبۂ حبّ الوطنی کے احساسات و جذبات سے لبریز رہا آج جو ہمارے جذبۂ حبّ الوطنی پر انگلی اٹھائی جارہی ہے ہمارے خلوص و وفا پر

Scanned by CamScanner

سوالیہ نشان قائم کیا جارہا ہے اور ہمارے رفتار و کردار کو مشکوک قرار دیا جارہا ہے بلکہ حد تو یہ ہے کہ ہمیں" غدارِ وطن" جیسے گھناؤنے القاب سے نوازا جارہا ہے یہ ان فسطائی ذھنیتوں کی پیداوار ہے جنھوں نے ہر عصر اور ہر دور میں ملک کو شکست و ریخت سے ہی دوچار کیا ہے اور تباہی وبربادی کے راستے پر ڈالا ہے۔

جہاں تک مسلمانوں کی بات ہے تو چاہے وہ مغل شہنشاہوں کا طویل ترین دورِ حکومت ہو، یاانگریزوں کازمانۂ اقتدار ہو، یا عرصۂ جنگِ آزادی کا سلگتا ہوا ماحول یا پھر تقسیم وطن کی خوفناک فضا، یا پھر آزادی کے بعد کا ہندوستان، اس نے ملک کی وفاداری اور جانثاری کا ہی ثبوت دیا ہے اس نے جہاں پر ملک کی تعمیر و ترقّی کے لئے اپنی صلاحیتیں اور استعدادیں صرف کیا ہے وہیں پر اس کی حفاظت و صیانت کے لئے اپنی گردنیں بھی کٹوائیں ہیں۔

واقف تو ہیں اس راز سے یہ دار و رسن بھی
ہر دور میں تکمیلِ وفا ہم سے ہوئی ہے

جی ہاں! ہم نے اس ملک کی تحفظ و ترقی کے لئے تاریخ ساز اور مثالی کارنامے انجام دئے ہیں اس کی خوشحالی و فارغ البالی کے لئے مسلسل قربانیاں دیں ہیں ہم سے پہلے جو ملک کی حالت و کیفیت تھی

اسے دنیا جانتی ہے نہ امن و امان، نہ قانون و ضابطہ، نہ مستحکم نظامِ حکومت، نہ رواجِ انصاف وعدالت، نہ اخلاقی بنیادوں پر دلکش تہذیب وتمدن، نہ انسانی تقاضوں پر مبنی طرزِ معاشرت، نہ متفرق و منتشر حصّوں میں اتحاد و سالمیت،

آج جو یہ جملہ زبانوں کا نعرہ بنا ہوا ہے بلکہ گاڑیوں، مکانوں پوسٹروں اور بینروں پر مرتسم نظر آتا ہے " میرا بھارت مہان" ذرا یہ بھی تو سوچو! جس بھارت کے عظیم و مہان ہونے پر سب کو فخر وناز ہے اسے عظیم و مہان بنایا کس نے ؟ وہ بھی ہمارا ہی کارنامہ ہے ہم سے پہلے ملک مختلف حصّوں اور متعدد ٹکڑوں میں بٹا ہوا تھا چھوٹی چھوٹی ریاستیں اور جاگیر داریاں تھیں جنہیں ہم نے بزورِ شمشیر و تدبیر ختم کرکے ایک متحّد و منظّم ہندوستان تعمیر کیا اور بھارت کو مہان بنایا ہمارے دورِ اقتدار میں اتنی خوشحالی و فارغ البالی تھی کہ ملک کو سونے کی چڑیا کہا جاتا تھا ہم نے انگریزوں کی طرح ملک کو لوٹا نہیں بلکہ ہمارے پاس جو مادی اور روحانی نعمتیں تھیں وہ سب کچھ دے دیا حق وانصاف پر مبنی نظامِ حکومت کی داغ بیل ہم نے ڈالا اخلاقی اقدار وروایات کو فروغ ہم نے دیا اخوّت و بھائی چارگی کا درس ہم نے دیا محبت والفت کی قندیلیں ہم نے روشن کیں مختلف ومتضاد مذاہب کے پیرو کاروں کو

باہم مل جل کر رہنا ہم نے سکھایا علم و فن تحقیق و ریسرچ تہذیب و تمدن کی پاکیزہ طرزِ معاشرت کی بہاریں ہم لیکر آئے۔

پھر جب وطن پر عیار اور مکار انگریزوں کا منحوس سایہ پڑا تو ہم نے آخری دم تک جدّو جہد کی کہ ملک پر ان کا تسلط و اقتدار قائم نہ ہونے پائے اس کے لئے ہم نے باقی ماندہ ہمّت، رہی سہی قوّت کی بازی لگادیا بلکہ اپنے لہو کا آخری قطرہ نچوڑ دیا تاریخِ ہند سے پوچھو کہ وہ کون تھا؟ جس کے سامنے انگریزوں سے بغاوت کی پاداش میں بیٹوں کے سر تھالی میں سجاکر ناشتہ میں پیش کئے گئے تھے جس نے انگریزوں کے سامنے سر نہ جھکا کر ملک کے ناموس پر مٹ جانے کو ترجیح دیا اور کالے پانی کی اسارت کے زمانے میں خاکِ وطن کی محبت میں تڑپتا رہا وہ حکومت چھن جانے سے زیادہ افسوس اس حرماں نصیبی پر کرتا رہا کہ !!

☆اے خاکِ وطن! حیف صد حیف! تیری آغوش میں آسودۂ خاک ہونے کے لئے دو گز زمین نہیں مل سکی!

کتنا ہے بد نصیب ظفر دفن کے لئے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

اور اس محبوب سر زمین پر، وہ ہمارا ہی ٹیپو سلطان تھا جو انگریزوں کے راستے میں ایک آھنی چٹان بن کر کھڑا ہو گیا تھا جس نے ہندوستانیوں کو

یہ تاریخی پیغام دیا تھا کہ "شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے افضل ہوتی ہے" وہ مردِ مجاہد ملک کو سامراجی طاقتوں سے بچانے کے لئے آخری سانس تک بر سرِ پیکار رہا اور لڑتے لڑتے اپنے گرم لہو سے خاکِ وطن لالہ زار کر دیا بہر حال جب یہ فصیلِ اعظم زمیں بوس ہوئی تو انگریزوں کیلئے میدان صاف تھا وہ چیل کووں کی طرح پورے ملک میں پھیل گئے اور مادرِ وطن پر اپنا پھریرا لہرا دیا۔

ملک ہم نے کھویا تھا اس لئے ہم بے قرار و مضطرب تھے کہ پھر صحنِ وطن میں آزادی کی صبح نمودار ہو اور غلامی کی شبِ تیرہ و تار کا خاتمہ ہو چنانچہ ایک بار پھر ہم آگے بڑھے اور انگریزوں کے خلاف بغاوت کا نعرہ بلند کیا یہ انگریزوں کے خلاف سب سے پہلے علمِ بغاوت بلند کرنے والا کون تھا؟ تاریخ کی صدائے بازگشت فضاؤں آج بھی فضاؤں گونج رہی ہے کہ یہ مردِ مجاہد شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی تھا جس کی ایک آواز نے انگریزوں کی نیندیں حرام کر دیا تھا یہ پہلی آواز تھی جس میں پہلی بار ہندوستانیوں کو آزادی کی دھمک سنائی دی جس نے سب سے پہلے باشندگانِ وطن کو آزادی کا تصور دیا اور جذبۂ حریت کو سینوں میں فروزاں کیا یہ وہ آواز تھی، جس نے دلوں کو تڑپا دیا لہو کو گرما دیا اور روحوں کو بے قرار کر دیا یہ وہ نعرہ تھا، جو پھیلتا ہی گیا وہ شعلہ تھا، جو بھڑکتا ہی گیا

Scanned by CamScanner

اور علماءِ اسلام کی قیادت میں ایک فوج ترتیب پائی جس نے کئی میدانوں میں انگریزوں سے مورچہ لیا اگر ۱۸۵۷ء کی اس محاذ آرائی میں برادرانِ وطن نے اجتماعیت کے ساتھ حصہ لیا ہوتا تو آزادی کے لئے ۱۹۴۷ء تک کا صبر آزما انتظار نہ کرنا پڑتا آج جب قومی تیوہاروں اور دیگر مواقع پر آزادی کے متوالوں اور جیالوں کو خراجِ عقیدت پیش کیا جاتا ہے تو ہمارے ناموں کے ساتھ بھی تعصب برتا جاتا ہے اس پر طرّہ یہ کہ جنھوں نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے انگریزوں سے سازباز کیا جو چند سکوں اور ٹکڑوں کے لئے مادرِ وطن کا سودا کر رہے تھے جو زمینوں اور جائدادوں کے حصول کے لئے ملک کی عظمت و شوکت کو سامراجی طاقت کے قدموں میں ڈال رہے تھے۔ وہ دیش بھگت اور مجاہدِ آزادی جیسے رفیع القاب سے نوازے جا رہے ہیں۔

☆ اور جنھوں نے ملک کی آزادی کی خاطر لڑائیاں لڑیں!

☆ گردنیں کٹوائیں!

وطن کو آباد کرنے کے لئے اپنے گھروں کو اجاڑا!

☆ جیل کی کالی کوٹھریوں میں صعوبت واذیّت کی زندگیاں گذاریں!

☆ پھانسی کے پھندوں پر جھولے!

Scanned by CamScanner

☆ کالے پانی کی سزائیں جھیلیں

☆ فرقہ پرستوں نے انھیں مجاہد سے ملزم بلکہ مجرم،

حتی کہ ”غدارِ وطن، اور دیش دروہی“ ثابت کرنے کے لئے!

ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا ڈالا ؟

مگر ظالمو! حقیقت، حقیقت ہوتی ہے، جو چیختی ہے، چلاتی ہے اور اپنے کو منواتی ہے تمہارے نیا اتہاس گڑھ لینے سے تاریخ بدل نہیں سکتی چلو یہ بھی کر لو مگر وطنِ عزیز کا خطّہ خطّہ ذرّہ ذرّہ ہماری قربانیوں اور جانثاریوں کی شہادت دے گا۔

ترے بدن نہ ترے آستیں سے آئے گی
ہمیں شہید ہوئے ہیں ہمیں سے آئے گی
بدل رہے ہو جو تاریخ تو بدل ڈالو
ہمارے خون کی خوشبو زمیں سے آئے گی
(فیضی)

بہر حال وطن آزاد ہوا اس کے فوراً بعد انگریزوں کی سازش غداروں کی کوشش اور اپنوں کی شورش نے تقسیمِ وطن کا مسئلہ لا کھڑا کیا اس تناظر میں بھی ہمارا کردار بے داغ، ہماری روش مبنی بر جذبۂ حب الوطنی رہی ہے جن احمقوں اور ناعاقبت اندیشوں نے تحریکِ تقسیم کو قبول کیا

Scanned by CamScanner

وہ بوری بستر باندھ کر جانے لگے مگر جب ہمارے جانے کا سوال آیا تو ہمارے دلوں نے پکارا ہماری روحوں نے آواز لگائی جذبہ حب الوطنی نے شورِ ماتم برپا کیا **"ہم نہیں جائیں گے"**

یہ ہمارا ملک ہے یہ ہمارا وطن ہے اسی کی خاک پر ہم پیدا ہوئے اسی پر پلے بڑھے اور پروان چڑھے اسی کی گلیوں میں کھیل کود کر جوان ہوئے یہیں پر ہمارے اسلاف واکابر کے مقبرے ہیں یہیں پر ہمارے آباء واجداد مدفون ہیں یہیں پر ہماری مسجدیں ہیں، جو سجدوں کے لئے ترس جائیں گی یہیں پر ہمارے مدارس ہیں، جو ویران ہو جائیں گے اس لئے ہم نے تحریکِ تقسیم کے جواب میں یہ نعرہ بلند کیا کہ ہم ہجرت نہیں کریں گے اور یہ نعرہ ہمیشہ کے لئے ہے۔

مطالبہ کبھی ہجرت کا ہم سے مت کرنا
یہیں جئیں گے مریں گے یہیں دفن ہوں گے

معزز حاضرین! میں اس مختصر سی نشست میں سرزمینِ ہند کے بارے میں مسلمانوں کی کن کن وفاداریوں، جانثاریوں اور قربانیوں کو گناؤں؟ اور کہاں تک گناؤں؟ قصۂ مختصر یہ کہ مغلوں کا تابناک دورِ حکومت، برطانوی تسلط کا زمانۂ استبداد، عرصۂ تحریکِ آزادی، اور پھر تقسیمِ وطن، تمام مواقع ومراحل پر ہی ہم نے وطن

نوازی اور ملک دوستی کا مظاہرہ کیا مگر آزادی کے بعد سے اب تک ''غدارِ وطن'' ''دیش دروہی'' اور ''پاکستان نواز'' جیسے طعنوں سے ہماری دل شکنی و دل آزاری کی جاتی رہی ہے اور یہ وہ دھارمک تنظیمیں اور سیاسی جماعتیں ہیں جنھوں ہر موقعہ و ہر مرحلہ پر ملک دشمنی کا ہی ثبوت دیا ہے اور اس پر دیدہ دلیری یہ کہ خود کو دیش بھگت اور محبِّ وطن کہتے کہتے ان کی زبانیں نہیں تھکتیں یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے برطانیہ حکومت سے در پردہ دوستی کر رکھی تھی اور مادرِ وطن کی شان و شوکت ان کے ہاتھوں فروخت کر رہے تھے انھوں نے ہر دور اور ہر موڑ پر اپنے ذاتی مفادات اور مذہبی تعصّبات کے لئے ایسے ایسے کھیل کھیلے ہیں اور ایسی ایسی چالیں چلیں ہیں جس سے آزادی و حرّیت کا مقصد و مفہوم فوت ہو کر رہ گیا ہے

☆ کیا آزادی کے متوالوں نے اسی لئے اپنی گردنیں کٹوائیں تھیں؟
کہ آزادی کے بعد باشندگانِ وطن ایک دوسرے کی گردن پر ترشول و
تلوار چلائیں!

☆ کیا حرّیت کے متوالوں نے اسی لئے اپنا خون بہایا تھا؟
کہ ہندوستانی عوام ایک دوسرے کے خون سے اپنی پیاس بجھائیں!

☆ کیا ان سورماؤں نے اسی لئے جیل کی صعوبتیں جھیلیں تھیں؟

تا کہ بعد میں لوگ ایک آزاد ملک کو جیل خانہ محسوس کرنے لگیں!

ان جیالوں نے انگریزوں کے خلاف اسی لئے محاذ کھڑا کیا تھا؟

تا کہ بعد میں لوگ مذہب وملت ، قوم وجماعت

"مسجد و مندر کے نام پر"

ایک دوسرے سے محاذآرائی کرنے لگیں۔

نہیں !بلکہ

ان شہیدانِ وطن نے ایک آزاد ہندوستان کا سپنا دیکھا تھا

ایک جمہوری طرزِ حکومت کی آرزو کی تھی

ایک مشترکہ تہذیب وتمدن کی حسرت کی تھی

ایک ایسا ملک جہاں حرّیت وآزادی کی فضائیں ہوں

امن وامان کی عطر بیز ہوائیں ہوں

اخوت وبھائی چارگی کی ادائیں ہوں

جہاں محبت ودوستی کے پھول کھلیں

جہاں لوگ تہِ دل سے ایک دوسرے سے ملیں

جہاں اخلاق ورواداری کا رواج ہو

جہاں دوسروں کے جذبات کی پاسداری کا مزاج ہو

جہاں پر سب کو اپنے اپنے مذہب و مسلک پر چلنے کی آزادی ہے

Scanned by CamScanner

مگر ان فرقہ پرستوں نے تو مجاہدینِ آزادی کی امیدوں پر پانی پھیر دیا اور ان کے دلکش خوابوں کو چکنا چور کر دیا اور ان کی تمناؤں کو خاک میں ملا دیا انھوں نے کرسی واقتدار کے لئے شر پسندی، تعصب پرستی، قتل وغارت گری، فتنہ انگیزی و تخریب کاری سازش وحیلہ سازی کی ایسی آگ بھڑکائی کہ پورا ملک اس میں سلگ رہا ہے اور تباہی وبربادی کی کھائی میں جا رہا ہے امن وامان کے پرندے رخصت ہو رہے ہیں فارغ البالی وخوش حالی خواب ہو کر رہ گئی ہے عدل وانصاف عنقا ہو چکا ہے۔

اختلاف وانتشار، اضطراب وبے چینی، شک وتذبذب کی کالی گھٹائیں ہیں بے یقینی وبے اعتمادی کی زہریلی ہوائیں ہیں، نفرت کا ماحول تعصب کی فضا، تشدد کا مزاج، انسانی لہو کی ارزانی، جرائم کرائم کی کثرت چوربازاری ورشوت خوری، سیاست دانوں کی رسہ کشی، حکومت میں آنے کے لئے دسیسہ کاری وفتنہ انگیزی، غنڈوں اور بدمعاشوں کی پشت پناہی، اربابِ حکومت کی بدعنوانی، غبن، گھوٹالے، ملک کے خزانہ پر ہاتھ کی صفائی، غریبی وبھکمری، احساسِ عدمِ تحفظ، خطرات کے لہراتے ہوئے سائے، خوف و دہشت کا آسیب کیا کیا گناؤں؟ دفتر چاہئے یہ تمہارے انمول تحائف ہیں جو تم نے ملک کو دیا ہے

یہ تمہاری کارستانیاں ہیں۔

مسلمانوں کردار پر کیچڑ اچھالنے والو!

اوران کی وفاداری پر سوالیہ نشان قائم کرنے والو!

آئینے میں اپنی شکل تو دیکھو!

کتنی بدہیئت اور خوفناک ہے؟

اپنے "عظیم الشان" کارناموں پر بھی نظر ڈالو!

کتنے سیاہ ہیں؟

اپنے کرتوتوں کو بھی دیکھو! کس قدر کالے ہیں؟

تم اپنی روش وکردار ایک بار پھر ملک کو تقسیم کی طرف لے جارہے ہو!

مگر یاد رکھو!

ہم اس مادرِ وطن کے ہونہار فرزند اور وفادار سپوت ہیں

ہم اس ملک کے دوبارہ ٹکڑے نہیں ہونے دیں گے

لاکھ تلوار اٹھے فرقہ پرستی کی مگر
اے وطن ہم ترے ٹکڑے نہیں ہونے دیں گے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العالمین

☆☆☆

Scanned by CamScanner

سائنس اور اسلام

(۵)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥

اَمَّا بَعْدُ!

تسخیرِ مہر و ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

معزّز صدرِ جلسہ، مہمانانِ کرام وحاضرینِ مجلس! جب سائنسی انقلاب برپا ہوا تو یہ موضوع اٹھ کھڑا ہوا "سائنس اور اسلام" جس پر مجھے کچھ عرض کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس موضوع پر بہت کچھ بولا، اور لکھا گیا، بولتے بولتے، اور لکھتے لکھتے یہاں تک بول اور لکھ دیا گیا کہ سائنس انسانوں کی سب سے بڑی اور اہم ضرورت تھی اگر خدانخواستہ سائنس کا ظہور نہ ہوا ہوتا تو انسانیت کی تکمیل نہ ہو پاتی اور خدا کی یہ کائنات ادھوری رہ جاتی اور سائنس کو اسلام کے ساتھ

Scanned by CamScanner

جوڑنے کاناپاک مقصد یہ ہے کہ سائنس کو اسلام کے مقابلے میں لاکر یہ ثابت کرنا کہ دنیا کو اسلام سے زیادہ سائنس کی ضرورت تھی پھر کیا ہوا اہلِ سائنس اپنی اس سازش و کوشش میں کامران وبامراد ہوئے کافرو مشرک قوموں کاذکر ہی کیا ہے وہ قوم جو اسلام کو ماننے والی ہے وہ بھی سائنس کامالا جپنے لگی کہ سائنس نے ایسا کیا، ویسا کیا، اور بعض نام نہاد مسلم مفکروں نے سائنس اور اسلام کو مقابلے کے طور پر پیش کرنے کی حماقت کر ڈالی اور بعضوں نے تو یہاں تک کہنے کی جسارت کرڈالی کہ "اسلام اور سائنس" دونوں ایک ہی ہیں۔

مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی جھجک نہیں ہے کہ اسلامی تعلیمات، اور سائنسی ریسرچ کہیں کہیں پر مطابقت ہو جاتی ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ سائنس اور اسلام دونوں ایک ہی ہیں جو اسلام، وہی سائنس، جو سائنس، وہی اسلام، جب کہ اسلام رُوحانیت کا روشن منارہ ہے اور سائنس مادّیت کا پلندہ ہے مگر حیرت و تعجب کی بات یہ ہے کہ آج کل جسے دیکھو بس سائنس کا کلمہ پڑھ رہا ہے سائنس کی افادیت و فضیلت کے گن گارہا ہے سائنسی تعلیمات کے حصول پر انسانوں کی فلاح و بہبود کی بنیاد قرار دے رہا ہے اور بڑے زور و شور سے اس فکر و نظریے کی اشاعت کی جارہی ہے کہ جو قوم سائنسی تعلیمات حاصل نہ کرے گی وہ میدان ترقی میں بہت پیچھے رہ جائے گی

اس کی حقیقت کیا ہے ابھی آپ پر واضح ہو جائے گی۔

پہلے تو میں سائنس کے متوالوں سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ سائنس دانوں نے انسانیت کے کس زخم پر مرہم رکھ دیا؟ اور روئے زمین پر بسنے والے انسانوں کے کس روحانی بیماری کا علاج کر دیا؟ دنیا کے کن مسئلوں کا حل پیش کر دیا؟ کن پریشانیوں کا خاتمہ کر دیا؟

مجھے تسلیم ہے کہ سائنس نے انسانوں کی جسمانی آرام وراحت، عیش و عشرت کے لئے مصنوعات اور ایجادات کا ڈھیر لگا دیا مگر مجھے کوئی بتائے! کہ کیا سائنس نے انسانوں کی تڑپتی ہوئی روحوں کے لئے چین و سکون کا کوئی نسخہ شفاء ایجاد کیا؟ بے قرار دلوں کی تسکین واطمینان کے لئے کوئی مشین دریافت کیا؟ کیا دنیا سے ظلم و ستم کے خاتمہ کے لئے کوئی آلہ تیار کیا؟ کیا فتنہ فساد جبر و تشدد قتل وغارت گری، فحاشی و بے حیائی، وحشت و بربریت، حیوانیت، درندگی چوری، ڈکیتی، جھوٹ، مکر، فریب، لوٹ، مار جیسے انسانیت کش جرائم کے روکنے کے لئے کوئی فارمولہ ایجاد کیا؟

اے سائنس دانو! تمہیں اپنی عقل و دانائی پر بڑا ناز ہے اپنی ایجادات و مصنوعات پر خوشی سے پھولے جارہے ہو اور آسمانوں پر اڑانیں بھر رہے ہو گر زمین کے بے شمار مسائل کون حل

Scanned by CamScanner

کرے گا؟

تم آسماں کی بلندی سے جلد لوٹ آنا
ہمیں زمیں کے مسائل پہ بات کرنی ہے

جی ہاں ! خدا کی زمین فتنہ وفساد کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے انسانیت کا بدن زخمی اور روح لہولہان ہوتی جارہی ہے انسان، انسانی شکل وصورت میں ہوتے ہوئے درندہ ہوتا جارہا ہے طاقت ور کمزور کو نگل رہا ہے اربابِ حکومت وسیاست رعایا کا خون چوس رہے ہیں بد اخلاقی وبے حیائی جدید تہذیب وتمدن کا حصہ ہوتی جارہی ہے قلبی سکون اور ذھنی اطمینان کے لئے انسان تڑپ رہا ہے سب کچھ حاصل کر لینے کے بعد بھی اس کی روح مضطرب اور دل بے قرار ہے بجلی کی تیز روشنیوں سے گلی کوچے روشن ہو رہے ہیں مگر انسان کے من کی تاریکی اور دلوں کا اندھیرا دور نہیں ہو پا رہا ہے۔

تسخیر مہر و ماہ مبارک تجھے مگر
دل میں اگر نہیں تو کہیں روشنی نہیں

اے سائنس دانو!

ہم جانتے ہیں تمہاری اڑان کی حد کو!
اور تمہارے کارناموں کی روداد کو!

☆ تم نے ہوائی جہاز کا ایجاد کر کے انسانوں کو پرندوں کی طرح فضا میں اڑنا تو سکھا دیا!

مگر انسانوں کی طرح زمین پر چلنا نہیں سکھا سکے!

☆ تم نے حیرت انگیز مشینوں کا ایجاد کر کے برسوں کا کام مہینوں مہینوں کام دنوں، دنوں کا کام لمحوں میں تو ضرور سمیٹ دیا!

مگر فاقہ کش اور غریب مزدور کے لئے دو وقت کی روٹی کے انتظام کی کوئی اسکیم نہیں بنا سکے!

☆ تم نے بجلی کی ذریعہ مکانوں، سڑکوں، اور گلیوں کو روشن تو کر دیا!

مگر منوں کی تاریکی اور دلوں کا اندھیرا دور نہیں کر سکے!

☆ تم نے میزائلیں، اور گن مشینیں ہاتھوں میں تھما تو دیا!

مگر دلوں میں جذبۂ صلح وآشتی پیدا نہ کر سکے!

☆ شعلہ بار ہائی پاور بموں کا فارمولہ تو دریافت تو کر لیا!

مگر گرائے جانے کی زمین کو متعین نہ کر سکے!

☆ تم نے ائرکنڈیشن کا ایجاد کر کے جسموں کو تو ٹھنڈک پہنچا دی!

مگر دلوں کی آگ کو نہ بجھا سکے!

☆ ٹی وی کا ایجاد کر کے دنیا بھر کے مناظر کو ان کے سامنے لا کر رکھ دیا!

مگر مرنے کے بعد کی تصویر ان کو نہ دکھا سکے!

سچ کہا ہے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گذرگاہوں کا　　اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ایسا　　آج تک فیصلۂ نفع و ضرر کر نہ سکا

یہ ہیں سائنس کے کارنامے، سائنس کی جد وجہد کا حاصل سائنس کی کدوکاوش کا خلاصہ، سائنس کی تگ ودو کا نچوڑ، شک و تذبذب کی تاریکیاں، الجھاؤ اور پیچیدگی کی گھاٹیاں، بے یقینی اور بے اعتمادی کی پرچھائیاں!

آیئے! اب اسلام کی روشن کارکردگیوں کا بھی جائزہ لیتے چلیں اسلام وہ عصری اور روحانی مذہب ہے جس نے انسانوں کو شک و تذبذب کی تاریکیوں کی سے نکال کر ایمان ویقین کی روشنی میں کھڑا کیا ہے بے یقینی اور بے اعتمادی کی فضا سے نکال کر وجدان و عرفان کی چوٹیوں پر پہنچایا ہے دنیا کی تنگنائیوں سے نکال کر آخرت کی وسعتوں کی سیر کرائی ہے سائنس نے مادّہ پر ریسرچ کیا ہے اسلام نے روح کو موضوعِ بحث بنایا ہے اور انسانی زندگی کے جملہ انفرادی، اجتماعی ظاہری، باطنی، تہذیبی، تمدّنی، سماجی ومعاشرتی مسائل کی گتھیاں سلجھائی ہیں۔

مانا کہ تم نے کرلیا تسخیر کائنات　　انسانیت کے درد کا درماں نہ کرسکے

محترم حضرات! یہ اسلام ہی ہے جس نے دلوں کی بیماریوں

کا نسخہ تیار کیا روحانی امراض کا علاج تجویز کیا زندگی کے مسائل کو حل کرنے کے قوانین بتلائے پریشانیوں کے خاتمے کے ضوابط پیش کئے۔

تڑپتی ہوئی روحوں کو چین و سکون کا نسخہ عطا کیا!

بے چین دلوں کے سکون و اطمینان کا سامان فراہم کیا!

اسلام نے دوستی کے طریقے سمجھائے دشمنی کی حد بتلائی!

محبت کے آداب سکھلائے نفرت کا انداز بتلایا!

سچ بولنے کی تعلیم دی جھوٹ بولنے کے مواقع متعین کئے!

صلح و امن کا درس دیا جنگ کے اصول بھی وضع کئے!

خدا پرستی و خدا ترسی، بلند اخلاق و اعلیٰ ظرفی، مساوات و رواداری دوسرے کے حقوق کی پاسداری، اپنے فرائض کی ادائگی، اخوت و بھائی چارگی، تواضع و انکساری، جیسے اخلاقِ فاضلہ سے انسانی زندگیوں کو مزین کیا۔

اپنے کھوکھلے مادّی کارناموں پر فخر کرنے والو! یہ ہیں مذہبِ اسلام کے عظیم الشان کارنامے جس نے سینۂ گیتی پر بسنے والے انسانوں کی زندگیوں میں زبردست انقلاب پیدا کر دیا ایمان و یقین، شعور و معرفت، خلوص و صداقت، مہر و مروّت، اطاعت و عبادت، رحمت و رافت، اخلاق محبت جیسی روحانی نعمتوں سے انسانوں کو مالامال کیا مگر

مجھے کوئی بتلائے کہ سائنس نے ایسا کون سا گل کھلایا؟

برسوں پہلے جب سائنس کا ظہور نہیں ہوا تھا!

تو کیا انسان کا وجود ختم ہو گیا؟

یا انسانوں نے تڑپ تڑپ کر زندگی گزاری!

جی نہیں! روئے زمین پر سائنسی انقلاب نہیں آیا تھا موٹر گاڑیاں ٹرینیں، مشین گنیں، میزائلیں، فون، کمپیوٹر جیسی چیزوں کی ایجاد نہیں ہوئی تھی تب ابنِ آدم آج سے بدرجہا چین و سکون راحت وآرام میں تھا اور اس کی زندگی کی گاڑی انتہائی نپے تلے رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔

لیکن یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ جب بھی اسلام دنیا سے اٹھا ہے رشد وہدایت کی یہ روشنی مدھم پڑی ہے تو فطرتِ ابنِ آدم بے قرار ہوئی ہے انسان حیران و پریشان ہوا ہے مشکلوں اور دشواریوں کی بھیانک دلدل میں الجھا ہے۔ اسلام حیاتِ انسانی کے لئے ایک لازمی اور اٹوٹ حصہ ہے کل بھی تھا آج بھی ہے اور دنیا کے خاتمے تک رہے گا۔

مگر میں پورے دعوی کے ساتھ یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح زمانۂ ماضی میں سائنسی مصنوعات وایجادات کی عدم موجودگی

میں کاروبارِ عالم چل رہا تھا ایسے ہی اگر آج سارے سائنسی ذخیروں کو ضائع کر دیا جائے تو دنیا چلتی رہے گی اور انسان زندگی بسر کرتا رہے گا لیکن یاد رکھیے! یہ قدرت کا اٹل فیصلہ ہے کہ جس دن اسلام مکمل طور سے دنیا سے اٹھ جائیگا اور اس کا ماننے والا کوئی نہ ہوگا تو موجودہ نظامِ عالم درہم برہم ہو جائے گا اور قیامت برپا ہو جائے گی آسمان پھٹ جائے گا چاند، سورج، ستارے ٹوٹ کر گر پڑیں گے وہ دن اس دنیا کی عمر کا آخری دن ہوگا اس بھیانک تباہی و بربادی سے دنیا کو سائنس دانوں کی عقلیں اور سائنسی مشینیں نہیں بچا سکیں گی۔

معلوم یہ ہوا کہ یہ دنیا مذہبِ اسلام کی روحانیت پر ٹکی ہوئی ہے،

نہ کہ کھوکھلی سائنس کی ایجاد کی ہوئی چیزوں پر،

پھر سائنس کا مقابلہ اور موازنہ اسلام سے کرنا بڑی سفاہت و حماقت ہے

اور مسلمانوں کا ایسے فکر و نظریہ کو قبول کرنا

جہالت و ضلالت کے سوا کچھ بھی نہیں

اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو عقلِ سلیم عطا فرمائے۔

با ہمہ لطفِ آگہی ہائے رے پستی بشر

سارے جہاں کا جائزہ اپنے جہاں سے بے خبر

وما علینا الا البلاغ

عیدِ قرباں کا پیغام

(٦)

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّاهُوَ لَاشَرِیْكَ لَهٗ وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ
اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَانِ الرَّحِیْمِ ہ
فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُكَ ہ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ ہ

براہیمی نظر پیدا بڑی مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینے میں بنالیتی ہے تصویریں

موقّر صدرِ جلسہ، معزّز اساتذۂ کرام اور عزیز ساتھیو! آج کی اس محفل میں مجھے جس تاریخ ساز اور عبرتناک موضوع پر لب کشائی کرنی ہے وہ تاریخِ انسانی کا وہ حیرتناک اور انوکھا واقعہ ہے کہ اگر

قرآن کے مقدس صفحات پر درج نہ ہوتا تو اس کی صداقت اور حقانیت پر یقین کرنا مشکل ہو جاتا، وہ واقعہ سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بے مثال قربانی کا ہے۔

جب سے عالمِ کون و مکاں کو سجایا گیا اور حضرتِ انسان کو اس میں بسایا گیا تب سے اس گلستانِ رنگ و بو میں تسلیم ورضا کے بیشمار واقعات رونما ہوئے ہوں گے دوستی و محبت کی انگنت داستانیں ظہور پذیر ہوئی ہوں گی ایثار و قربانی کی لا تعداد داستانیں معرضِ وجود میں آئی ہوں گی۔

مگر تسلیم ورضا کا ایک ایسا واقعہ، جس نے پچھلے تمام واقعات کو بے وزن کر دیا

محبت ودوستی کی ایسی حکایت، جس نے سابقہ تمام حکایتوں کو بے رنگ کر دیا

ایثار و قربانی کی ایسی داستان، جس نے گذشتہ تمام داستانوں کا ریکارڈ توڑ دیا

وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ......اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہما السلام کے ایثار و قربانی کا بے مثال اور لازوال واقعہ ہے۔

☆زمانہ کروٹیں لیتا رہے گا حالات بدلتے رہیں گے!

☆اس کارگاہِ عالم میں انقلابات رونما ہوتے رہیں گے!

☆ داستانیں وجود میں آتی اور مٹتی رہیں گی!

☆ مگر محبت ودوستی کی یہ داستان انمٹ ہے!

☆ایثار و قربانی کا یہ واقعہ زندۂ جاوید ہے!

Scanned by CamScanner

جو رہتی دنیا تک کے انسانوں کو درسِ عبرت دیتا رہے گا۔

نئے فتنے فلک لاتا رہے گا ۔ چمن پہ آگ برساتا رہے گا

مگر اک پھول تاریخِ چمن میں ۔ وجودِ عشق منواتا رہے گا

معزّز سامعین ! یوں تو سیدّنا ابراہیم علیہ السلام کی پوری حیاتِ مبارکہ سرفروشانہ ، مجاہدانہ، اور جرات مندانہ واقعات سے بھری پڑی ہے بت پرستانہ ماحول میں پوری قوم کے سامنے اعلانِ توحید کرنا، قومی عبادت خانے میں جا کر بت شکنی کی جرات و جسارت کرنا معافی تلافی اور معذرت کرنے کے بجائے آتشِ نمرود میں کود جانے کو ترجیح دینا، وادیٔ بے آب و گیاہ میں وفادار بیوی اور اکلوتے بیٹے کو چھوڑ آنا پھر بڑا ہونے پر اسی لاڈلے بیٹے کو اللہ کی رضا کے لئے قربان کر دینا، یہی آخری واقعہ چونکہ میری تقریر کا موضوع ہے اس لئے تمام واقعات کو نہ چھیڑتے ہوئے اسی کی تشریح اور تبصرہ پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضراتِ گرامی ! کہنے اور سننے میں یہ بات بڑی آسان معلوم ہوتی ہے کہ ایک باپ نے رضائے الٰہی کے لئے اپنے بیٹے کے حلقوم پر چھری پھیر دی مگر اس کارنامے کو انجام دینا انتہائی مشکل ہے شفقتِ پدری ضرب المثل ہے ایک باپ کو اپنے بیٹے سے جو الفت و محبت ہوتی ہے اسکا تخیّل اور تصور وہی کر سکتے ہیں جو صاحبِ اولاد ہیں اور خصوصا

جب بیٹا ہو نہار ہو، اطاعت شعار ہو، خدمت گذار ہو، اور سب سے بڑی بات یہ کہ اکلوتا ہو، کوئی دوسری اولاد نہ ہو، غور کریں! ایسے باپ کو اس بیٹے سے کتنی الفت و محبت ہو سکتی ہے؟ مگر نہیں! جس کا دل نورِ ایمان و یقین سے روشن ہو، جسے خدائے وحدہ لاشریک کی معرفت حاصل ہو، جس کا باطن محبت، اطاعت، خلّت اور تسلیم و رضا کے چراغوں سے منور ہو، وہ حکمِ خداوندی پر محبوب سے محبوب شی مطلوب سے مطلوب چیز کو نچھاور کر سکتا ہے مال، آل واولاد، شان وشوکت، حکومت وبادشاہت، حتی کہ رضائے الٰہی کے لئے اپنی جانِ عزیز کا نذرانہ پیش کر سکتا ہے یہی وہ چیز ہے جس نے حضرت خلیل علیہ السلام کو بیٹے کی قربانی پر نہ صرف آمادہ کیا بلکہ بیتاب و بے قرار کر دیا اور یہ یقین کر لینے کے بعد کہ یہ صرف ایک خواب نہیں بلکہ حکمِ خداوندی ہے مجھ سے بیٹے کی قربانی کا مطالبہ کیا جارہا ہے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بلا کر فرمایا! قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى کہ ”اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں تو غور کرلو کہ تم کیا مناسب سمجھتے ہو“؟

دوستو! حضرت ابراہیم علیہ السلام بیٹے سے مشورہ نہیں لے رہے ہیں

بلکہ اپنے عزم وارادے سے مطلع فرمارہے ہیں کہ خدائی حکم پر میں نے تجھے ذبح کرنے کا تہیہ کرلیا ہے چاہے تیری مرضی ہو، یانہ ہو، بہر حال تجھے قربان کروں گا اور مرضئ الٰہی کی تکمیل کروں گا ہاں اگر تو خود سوچ سمجھ لے اور رضاء ورغبت سے، خوش دلی اور خندہ پیشانی سے، ذبح ہونے کے لئے تیار ہو جائے تو "نور علی نور،، چنانچہ باپ کے اس تجویز وفیصلہ پر بیٹا احتجاج کرسکتا تھا تامل کرسکتا تھا ذبح ہونے سے انکار بھی کرسکتا تھا یا سوچنے، سمجھنے، غور وفکر کرنے کی مہلت مانگ سکتا تھا مگر یہ خاندانِ نبوت کا پروردہ تھا یہ ہاجرہ جیسی خداترس خاتون کا بیٹا تھا خلیل علیہ السلام جیسے موحدّ اور متوکّل کا گوشۂ جگر تھا وہی شفّاف خون اس کی رگوں میں بھی دوڑ رہا تھا وہی جوش وجذبہ اس کے دل کے اندر بھی انگڑائیاں لے رہا تھا وہی جاں سپاری اور اطاعت شعاری کی کیفیت سے وہ سرشار تھا اس لئے بلاتردد، بلاتذبذب برجستہ جواب دیا "قَالَ يَاأَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْشَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصَّابِرِيْنَ"

کہ اے ابو جان! جس کام کے کرنے کا حکم آپ کو دیا گیا ہے اسے کر گذرئے انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔

یہ فیضانِ کرم تھا یاکہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آدابِ فرزندی

برادرانِ اسلام! مولا نے بندے کا امتحان لیا بندے نے بیٹے کا اور دونوں ہی امتحان میں سو فی صد کامیاب ہوئے دونوں قربانی کے لئے نہ صرف تیار بلکہ بیتاب و بے قرار ہو گئے۔

☆ایک ذبح کرنا چاہتا تھا دوسرا ذبح ہونا چاہتا تھا!

☆ایک جان لینا چاہتا تھا دوسرا جان دینا چاہتا تھا!

☆ایک قربان کرنا چاہتا تھا دوسرا قربان ہونا چاہتا تھا!

☆ایک نے چھری سنبھالی تو دوسرا قدموں پر آکر لیٹ گیا!

دنیا جب سے بنائی گئی تھی ایثار و قربانی کا ایسا انوکھا واقعہ، ایسا حیرتناک منظر مشاہدے میں نہیں آیا تھا تاریخِ بنی آدم میں یہ اپنی نوعیت کا پہلا واقعہ تھا عالمِ کون و مکاں پر سکتہ طاری ہو گیا زمین حیران تھی، آسمان ششدر تھا، کائنات کا ذرّہ ذرّہ تصویرِ حیرت بنا ہوا تھا حفیظ جالندھریؒ نے بڑی اچھی منظر کشی کی ہے۔

زمیں سہمی پڑی تھی آسماں ساکن تھا بے چارہ
نہ اس سے پیشتر دیکھا تھا یہ حیرت کا نظارہ
پدر تھا مطمئن، بیٹے کے چہرے پر بحالی تھی
چھری حلقومِ اسماعیل پر چلنے ہی والی تھی
مشیت کا مگر دریائے رحمت جوش میں آیا
کہ اسماعیل کا اک رونگٹا کٹنے نہیں پایا

بزرگو اور دوستو! دنیاوی دستور ہے کہ امتحان میں کامیابی حاصل کرنے پر انعام واکرام سے نوازا جاتا ہے اور یہی سنت الٰہی بھی ہے چنانچہ جب باپ اور بیٹے اس امتحانِ جانگسل میں کامیاب وکامران ہوگئے تو حق تعالیٰ شانہ نے اس ادائے ابراہیمی کو سندِ دوام عطا فرمادیا اور رہتی دنیا تک کے لئے مسلمانوں پر ضروری اور لازم کردیا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک یہ وعید اور سرزنش جاری فرمادیا کہ جو بندۂ مومن استطاعت کے باوجود سنتِ ابراہیمی کو ادا نہ کرے ادائے خلیلی کی پیروی نہ کرے یعنی قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔

عیدِ قربانی دراصل سیدنا ابراہیمؑ کی اسی قربانی کی یادگار ہے جسے ہم ہر سال شوق وذوق، مسرّت وشادمانی اور تزک واحتشام، سے منانے کا اہتمام والتزام کرتے ہیں مگر یہیں ذرا رکئے! غور کیجئے! سوچئے! کیا قربانی کا مقصد صرف یہ ہے؟ کہ راہِ خداوندی میں جانور ذبح کردئے جائیں دوست واحباب اور اعزّا واقارب کو دسترخوان کی زینت بنالیا جائے اور بس؟؟

جی نہیں! اس سے آگے بھی قربانی کے کچھ تقاضے ہیں کچھ مطالبات ہیں کچھ پیغامات ہیں۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَاؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ یعنی خدا تک قربانی

کے جانور کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا البتہ تمہاری پرہیزگاری اس تک پہنچتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اے قربانی کرنے والو! ذرا سوچو قربانی کا وہ جانور جسے تم نامِ خدا پر ذبح کرتے ہو کیا اس کا کوئی حصہ بارگاہِ خداوندی میں بھی پہنچتا ہے؟ نہیں بلکہ گوشت تو تم، تمہارے اہل وعیال اعزا واقارب کھالیتے ہو، پوست کو حقداروں تک پہنچادیتے ہو، پھر وہ کیا چیز ہے؟ جو خدا تک رسائی حاصل کرتی ہے وہ تمہارا تقویٰ ہے تمہاری پرہیزگاری ہے، تمہارا جذبۂ صادق ہے، تمہاری حسنِ نیت ہے۔

اس لئے قربانی کا تقاضا اور مطالبہ یہ ہے کہ قربانی کرنے والے میں جذبۂ نمود ونمائش نہ ہو، دکھلاوا اور ریا نہ ہو، بلکہ ارادہ پاکیزہ ہو نیت اچھی ہو، کہ اے اللہ العالمین! تیرا دیا ہوا مال تیری راہ میں نچھاور کررہا ہوں اس سے مقصودِ قلب ونظر صرف اور صرف یہ ہے کہ تیرے حکم کی تعمیل کروں اور تیری رضا وخوشنودی حاصل کروں۔

میرا مجھ میں کچھ نہیں ہے جو ہے سو وہ تیرا
تیرا تجھ کو سونپتا کیا لاگے ہے میرا۔

حضراتِ گرامی! اصل بات جو در حقیقت خلاصۂ کلام ہے یہ ہے کہ

اس سالانہ قربانی کا پیغام کیا ہے ؟ اس میں حکمت و مصلحت کیا ہے ؟ اسلام میں جس قدر عبادات ہیں ان کے جہاں پر اخروی ثمرات و نتائج ہیں وہیں پر دنیوی مصالح و فوئد بھی ہیں اسی مصلحتِ عظیمہ اور حکمتِ بالغہ پر مختصراً کلام کر کے میں اپنی بات ختم کر رہا ہوں۔

دوستو! یہ ایک مسلّمہ ضابطہ ہے کہ دنیا کی تمام تر روحانی اور مادّی ترقّیات کا دارومدار قربانی پر ہے اگر قربانی کا سلسلہ ختم ہو جائے تو نظامِ عالم تہ وبالا ہو جائے کوئی قوم، کوئی ملّت، کوئی جماعت، کوئی مذہب اور کوئی تحریک اس سینۂ گیتی پر قربانیوں کی بدولت زندہ و تابندہ ہوتی ہے اگر ایک 'لفظ' "قربانی" ایک 'جذبہ' "جانثاری" کو نکال دیا جائے تو یہ سب روبہ تنزّل اور مائل بہ زوال ہو جاتے ہیں اور پھر مذہبِ اسلام جو کہ دنیائے انسانیت کے لیے آخری چراغِ ہدایت اور اس کو ماننے والی قوم آبروئے آدمیّت ہے صحنِ کائنات میں ان دونوں کا باقی رہنا ضروری اور لازم ہے اور یہ کام قربانیوں کے بغیر نہ صرف مشکل بلکہ محال ہے اسی لئے امّتِ مسلمہ میں جانور کی اس قربانی کی تہذیب و ثقافت جاری وساری کی گئی تاکہ امّت میں قربانی کا ذوق و شوق جذبہ وولولہ تروتازہ رہے جب تک امّت اس وصف پر باقی رہے گی اس کا ملّی وجود اور مذہبی تشخّص باقی رہے گا اور جب قربانی کے جذبات واحساسات عاری ہو جائے گی تو اسلام کی ترقّی وسربلندی غیر یقینی ہو جائیگی اور قومِ مسلم کا مذہبی

اور ملّی وجود خطرے میں پڑ جائے گا۔

اس لئے عیدِ قرباں کے ذریعہ ہمیں ہر سال جانوروں کی علامتی قربانی کے توسط سے یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ!

اے اسلام کے پیروکارو!

خدا کی وحدانیت اور رسول کی رسالت پر اعتقاد رکھنے والو!

اللہ نے نام پر اس کے دین کے نام پر صرف جانوروں کی قربانی پر اکتفا نہ کر لینا! بلکہ!

جس طرح کی، جس نوعیت کی قربانی کا تقاضا و مطالبہ ہو!

اس سے دریغ نہ کرنا، تامّل نہ کرنا، تذبذب میں مبتلا نہ ہونا!

جس طرح ابراہیم نے راہِ خدا میں بیٹے کو قربان کرنے سے تامّل اور تردّد نہ کیا!

جانور کی قربانی میں تمہارے لئے یہی پیغام پوشیدہ ہے کہ!

اللہ کی رضا کے لئے،

ناموسِ رسالت پر،

اسلام کی ترقی اور سرفرازی کے عنوان پر!

ملتِ بیضا کی سرخ روئی و سرفرازی کی نام پر!

جس طرح تم جانوروں کے گلے پر چھری چلاتے ہو!

Scanned by CamScanner

ویسے ہی اپنی خواہشات کو ذبح کر دینا!

اپنے جذبات کے حلقوم پر چھری چلا دینا!

اپنی آرزوؤں کی شہ رگ کاٹ دینا!

اپنی حسرتوں کا خون کر دینا!

مال کی قربانی کا مطالبہ کیا جائے تو اپنی جمع پونجی کو نچھاور کر دینا!

اولاد کی قربانی کا تقاضا کیا جائے!

تو اکلوتی اولاد تک کو دینِ اسلام کی حمیت وحمایت پر قربان کر دینا!

حتی کہ جب اسلام باطل کے نشانے پر ہو!

اور قوم دشمنوں کے نرغے میں ہو!

ایسے میں ہنستے، کھیلتے، جھومتے، اور مسکراتے اپنی جانِ عزیز تک کو قربان کر دینا!

یہی عیدِ قرباں کا سبق ہے یہی "عیدِ قرباں کا پیغام" ہے

دعا ہے اللہ جل شانہ ہم سب کو قربانی کی حقیقت کو سمجھنے، اور اس کے تقاضوں پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے

اور علامتی قربانی سے حقیقی قربانی پر کھڑا ہونے کی سعادت مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Scanned by CamScanner

﴿دنیا کو اسلامی طرزِ حکمرانی کی ضرورت ہے﴾

(۷)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ !

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ

معزز صدرِ جلسہ، موقّر حاضرینِ مجلس! آج کل ساری دنیا کے عوام اور پورے عالم کی رعایا اپنی حکومتوں کے نظام اور حکمرانوں کے طرزِ روش سے حیران و پریشان ہیں اس کے بنیادی وجوہات و اسباب پر بھی اظہارِ خیالات کرنا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح کرنا ہے کہ وہ کون سا طرزِ حکمرانی اور اندازِ قیادت ہے جسے اختیار کر کے انسانیت کے درد کا درماں اور آدمیت کے مسائل کو حل کیا جا سکتا ہے تو سب سے پہلے تو میں یہ واضح کر دوں کہ صرف اور صرف اسلامی طرزِ حکمرانی انسانیت کا آخری سہارا اور آدمیت کے مشکلات کا واحد حل ہے۔

جی ہاں! آج کی تڑپتی ہوئی دنیا کو اسلامی طرزِ حکومت کی ضرورت ہے بالفاظِ دیگر موجودہ عالم کے بیشتر مسائل کا حل، مشکلات

Scanned by CamScanner

کی گرہ کشی، دشواریوں کا ازالہ، اسلام کے آدابِ حکمرانی کو اختیار کر کے کیا جاسکتا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ آج کی روتی، بلکتی سسکتی زمانے کی ستائی ہوئی، حکومتوں کی کچلی اور روندی ہوئی انسانیت صرف اسلامی اصول واقدارِ حکومت کے شامیانے تلے سکون واطمینان کی سانس لے سکتی ہے۔

حضرات! آج کی نام نہاد ترقی یافتہ دنیا نے جہاں انسانیت کے لئے کچھ سہولیات فراہم کیا ہے وہیں پر بے شمار مسائل و مشکلات بھی کھڑے کردئے ہیں متنوع مادّی ترقیات نے ایک طرف نگاہوں کو مخمور، دلوں کو مسحور اور ذہنوں کو مسرور کیا ہے تو دوسری جانب دلوں کا سکون، روحوں کا قرار، اور زندگیوں کی بہار کو بھی چھین لیا ہے۔

مختلف شعبہ جات اور طبقات کے فساد و بگاڑ نے جہاں پر حیاتِ انسانی کو متزلزل کیا ہے وہیں پر اس طبقہ کے فساد و بگاڑ نے عالمی منظر نامہ کو بد ہیئت اور خوفناک بنا کر رکھ دیا ہے جس پر عوامی زندگی کی خوش حالی اور فارغ البالی کا دارومدار ہوتا ہے رعایا جن کے رحم وکرم پر پلتے ہیں عوام جن کے دست نگر ہوتے ہیں یعنی اربابِ حکومت کا طبقہ اصحابِ اقتدار کا طبقہ، اس طبقہ کے فساد و بگاڑہ کا نتیجہ ہے کہ پوری دنیا فتنۂ و فساد، انتشار و اضطراب، بے قراری و بے چینی، بے آرامی و بے اطمینانی، غربت و مفلسی، تنگدستی اور فاقہ کشی کی آگ میں

جھلس رہی ہے یہ صرف لفاظی نہیں بلکہ حقیقت بیانی ہے جدھر بھی نگاہ ڈالئے! جس طرف بھی نظر دوڑایئے! میرے اس قول کی جیتی جاگتی تصویریں آپ کو نظر آئیں گی چاہے وہ روحانیت پسند مشرق ہو یا کہ مادّہ پرست مغرب، ہر ملک، ہر ریاست، ہر صوبہ اور ہر تعلّقہ میں یہی منظر دکھائی دے گا کہ حکمراں طبقہ خوشحال، اور عوام خستہ حال؟

جی ہاں! اربابِ حکومت تو قومی خزانے سے عیش وعشرت کررہے ہیں اور عوام دو وقت کی روٹی، ستر ڈھانپنے کے لئے لباس، اور رہنے کے لئے مکان کو ترس رہے ہیں اصحابِ اقتدار ملک کی دولت سے کوٹھیاں تعمیر کررہے ہیں اور وہاں کے باشندے ٹوٹی ہوئی جھوپڑی کی حسرت میں اپنی زندگیاں کاٹ رہے ہیں لیڈرانِ قوم، سلطنت کی آمدنی سے جائدادیں اور جاگیریں خرید رہے ہیں اور رعایا دفن ہونے کے لئے چارہاتھ کفن اور دو گز زمین کے لئے حیران و پریشان ہورہی ہے ان کے کتے متنوع غذائیں کھاتے ہیں اور ان کے عوام دانہ دانہ کو ترستے ہیں۔

برادرانِ اسلام! سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سنگین صورتِ حال کیوں ہے؟ جواب بالکل واضح ہے سربراہوں، حکمرانوں، نیتاؤں اور لیڈروں میں غرور و نخوت، عجب وناز، ذوقِ نمائش، احساسِ برتری آرام طلبی اور عیش پروری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے حصولِ حکومت و اقتدار سے ان کا مقصد خدمتِ خلق نہیں بلکہ حصولِ دولت و

شہرت ، عزت و عظمت ، سکون وراحت ہے اسی لئے کرسی اقتدار پر براجمان ہونے کے بعد نہ انھیں ملک کی فکر ہوتی ہے نہ رعایا کا خیال، نہ عوام کی دیکھ بھال کا جذبہ ،نہ ان میں خادمانہ مزاج ،نہ رعایا پرورانہ ذہنیت

پھر اگر اس طرح کے مظاہر و مناظر سامنے آئیں تو اس میں تعجب وحیرت کی کیا بات ہے جب حکمراں طبقے میں فساد و بگاڑ آتا ہے تو یہی سب کچھ ہوتا ہے سوال یہ پیدا ہوتا ہے دنیا کو ان سب لعنتوں سے کیسے پاک کیا جائے ؟ ان تمام بیماریوں کا علاج کیسے ہو ؟ ظاہر سی بات ہے انسانوں کے بنائے ہوئے اصول وآداب حکمرانی میں کوئی علاج اور مداوا موجود نہیں ہے نہ مذاہب عالم میں اس کے لئے واضح اور عادلانہ ہدایات موجود ہیں صرف مذہب اسلام ہی وہ انسانیت نواز مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کو حکمرانی کے لئے بیّن رہنمائیاں کیں ہیں اور یہ تاکید کی ہے!

☆ کہ حکومت وقیادت عیش وعشرت کا زینہ نہیں ہے،

بلکہ خدمت انسانیت کا وسیلہ ہے!

☆ منصب جہانبانی وحکمرانی پھولوں کی سیج نہیں،

بلکہ کانٹوں کا تاج ہے!

Scanned by CamScanner

☆عہدۂ امارت وسیادت چمن زارِ سکون وآرام نہیں،

بلکہ صحرائے کلفت وآزمائش ہے!

اس سلسلے میں نہ زیادہ تفصیل میں جانے کی ضرورت ہے نہ اس کا موقع ہے میرے اس مدّعا کو ثابت کرنے کے لئے پیغمبر اسلام حضرت محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا صرف ایک ہی پیغام کافی ہے

سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ"

"قوم کا سردار ان کا خادم ہوتا ہے"

دنیا نے دیکھا کہ پیغمبر اسلام کے ماننے والوں اس فرمان کو عملی جامہ پہنا کر دنیا پر یہ ثابت کر دیا کہ حکمرانی کے نقشے میں کارِ خدمت کرنا، تختِ شاہی پر ہوتے ہوئے فقیری کرنا کچھ مشکل نہیں میں اپنے اس قول کی تائید کے لئے خلافتِ اسلامیہ کے سب سے پہلے حکمراں کا ایک عبرتناک واقعہ نقل کرتا ہوں خلیفہ بنائے جانے سے قبل حضرت ابو بکرؓ ایک بوڑھی خاتون کی بکریاں دوہ دیا کرتے تھے منصبِ خلافت پر فائز کئے جانے کے بعد اس کے گھر کے پاس سے گذر ہوا تو اس کی ننھی منی بچی آپ کو دیکھ کر کہنے لگی "اب تو آپ خلیفہ ہو گئے اب ہماری بکریاں کون دوہے گا" حضرت نے اس بچی کو تسلی دی اور فرمایا" گھبراؤ نہیں بیٹا !

میں اب بھی تمہاری بکریاں دوہنے آیا کروں گا" اور صرف جھوٹی تسلی نہیں تھی بلکہ برابر اس کے گھر جا کر اس کی بکریاں دوہتے رہے۔

خدمتِ خلق کا ایک دوسرا واقعہ انھیں کا ہے کہ حضرت عمرؓ کا ایک مکان کے پاس سے گذر ہوا ایک اندھا شخص اپنے مکان کے باہر بیٹھا رو رہا تھا آپ نے رونے کا سبب دریافت فرمایا تو اس نے جواب دیا کہ "ایک شخص تھا جو روزانہ میرے گھر کے ضروری کام کر دیا کرتا تھا اس کی آواز میں بڑی نرمی تھی اللہ اسے سلامت رکھے پتہ نہیں کیوں دو تین دن سے نہیں آیا" حضرت عمرؓ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا یہ مسلمانوں کے امیر ابو بکرؓ تھے ابھی تین دن ہوئے انتقال کر گئے یہ خبر سن کر بوڑھا زار و قطار رونے لگا اور حضرت عمرؓ بھی رونے لگے۔

یہی حضرت عمرؓ ہیں جو سلطنتِ اسلامیہ کے دوسرے خلیفہ منتخب کئے گئے جن کے عہدِ حکمرانی میں حدودِ سلطنت کافی وسیع ہو گئے تھے مگر رہن سہن، لباس و پوشاک سے کوئی پہچان نہ سکتا تھا کہ اتنی وسیع و عریض مملکت کے سربراہ ہیں ان کے بارے میں مشہور ہے کہ رعایا کی دیکھ بھال کے لئے راتوں کو گشت کیا کرتے تھے ایک بار گشت کرتے ہوئے ایک ویران مقام پر پہنچ گئے دیکھا کہ ایک

خیمہ لگا ہوا ہے اور اس کے باہر ایک شخص عالم اضطراب میں ٹہل رہا ہے اس سے ماجرا پوچھا تو اس نے جل بھن کر جواب دیا کہ "خدا رحم فرمائے امیر المومنین پر کہ ان کی سلطنت میں ایک پردیسی مسافر پریشاں حال ہے اور اس کی رفیقۂ حیات دردِ زہ سے نڈھال ہے مگر ان کو اس کی کوئی فکر و خبر نہیں" یہ سن کر حضرت عمرؓ خوفِ الٰہی سے کانپ اٹھے فوراً واپس پلٹے ایک بوری میں کھانے پینے کی چیزیں بھریں اپنی اہلیہ کو ساتھ لیا وہاں پہنچ کر بیوی کو خیمے کے اندر بھیج دیا اور خود باہر کھانا بنانے میں مصروف ہو گئے اسی دوران اندر سے ایک نسوانی آواز آئی کہ "امیر المومنین اپنے دوست کو لڑکے کی ولادت کی خوش خبری دیجئے" 'امیر المومنین' یہ لفظ سن کر مسافر کانپ اٹھا حضرت عمرؓ اس کی کیفیت دیکھی تو فرمایا "گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے جو کچھ تم نے امیر المومنین کے بارے میں کہا وہ سچ ہے یقیناً مجھ سے اپنے فرض کی ادیگی میں کوتاہی ہوئی"

بزرگانِ محترم! میں اس مختصر سے وقت میں کن کن مسلم حکمرانوں حالاتِ زندگی بیان کروں اور ان کے خادمانہ کارناموں کو کیسے بیان کروں ایک طویل فہرست ہے جنھوں نے حقیقتاً امارت و قیادت کے

روپ میں خدمتِ انسانی کا عظیم الشان فریضہ انجام دیا ہے حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمان، حضرت علیؓ عمر ابنِ عبد العزیزؒ ہارون رشید سلطان ناصر الدین اورنگ زیب عالم گیرؒ شیر میسور ٹیپو سلطانؒ، اس کے علاوہ نہ جانے کتنے مسلم حکمراں گذرے ہیں جنھوں نے ''سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ'' کی حقیقی اور عملی تفسیر و تشریح کی، اور دنیا کے سربراہوں کو یہ پیغام دیا کہ ''حکومت کرنے والو حکومت ایسے کی جاتی ہے''

'' سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ '' اس مختصر سے جملے میں طرزِ جہانبانی و حکمرانی کی روح مضمر ہے اگر سربراہانِ عالم اسی کو حرزِ جاں بنالیں اور اسی کے مطابق اپنی حکومتوں کا نظام چلانے لگیں تو اولادِ آدم بہت سی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات پاجائے گی فرمایا کہ! ''قوم کا سرداران کا خادم ہوتا ہے''

یعنی اسے قوم نے سردار حاکم، قائد، لیڈر یا نیتا اس لئے نہیں منتخب کیا ہے کہ وہ عوام سے خدمت لے،

بلکہ اس لئے کی وہ ان کی خدمت کرے!

اسے قائد اس لئے نہیں چنا گیا کہ رعایا سے اپنی عزت و عظمت کرائے

بلکہ اس لئے کہ وہ مصیبت اور پریشانی میں ان کی خبر گیری اور دست گیری کرے!

☆اسے لیتا اس لئے نہیں بنایا گیا کہ وہ اپنی شان و شوکت سے لوگوں کو مرعوب کرے

بلکہ اس لئے کہ وہ ان میں گھل مل کر ان کے مسائل و مشکلات معلوم کرے،

اور ان کے ازالہ کی سعی و تدبیر کرے!

☆اسے لیڈر اس لئے نہیں نامزد کیا گیا کہ وہ ملک کے خزانے سے اپنے لئے سامانِ عیش و عشرت، آرام راحت، عزت شہرت مہیا کرے

بلکہ اس لئے کہ وہ ملکی خزانے سے ملک کی تعمیر و ترقی اور اس کے باشندوں کی راحت رسانی و خوشحالی کے لئے استعمال کرے۔

جب کہ موجودہ دور میں نہ حکمرانوں کا ایسا ذوق و مزاج ہے اور نہ عوام کے ذہنوں میں ایسی طرزِ حکومت کا تصور و تخیل، حکمرانی کا یہ فکر و نظریہ، جہانبانی کا یہ ذوق و مزاج، امارت و قیادت کا یہ طرز و انداز صرف مذہبِ اسلام کی تعلیمات اور اس کے پیروکاروں کی زندگیوں میں ملے گا

Scanned by CamScanner

آپ تاریخ عالم کا جائزہ لیجئے !

اقوامِ عالم کے اتہاس کو کھنگالئے !

صرف اسلام کے ماننے والے حکمرانوں کی زندگیوں اور سیرتوں میں

حکمرانی کا یہ طرز و انداز ملے گا!

مشرق کے ایک بہت بڑے سیاسی دانشور مہاتما گاندھی نے اسی سے

متاثر ہو کر اپنے پیروکاروں کو مشورہ دیا کہ !

"اگر ملک اور قوم کا بھلا چاہتے ہو

تو مسلمانوں کے خلیفہ عمرؓ کے نقشِ قدم پر چلو"

کیا لوگ تھے جو راہِ وفا سے گذر گئے

جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتا چلوں

وما علینا الا البلاغ

Scanned by CamScanner

مدارس و مکاتب کی اہمیت وافادیت

(۸)

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ

اَمَّا بَعْدُ !

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ہ

گرامی قدر صدرِ جلسہ، معزز اساتذۂ کرام، مکرم مہمانانِ عظام، بزرگو اور دوستو اور عزیز ساتھیو! مکاتب و مدارس کی اہمیت سے کون ناواقف ہے مگر بار بار اس کا تذکرہ بھی ضروری ہے تاکہ سمجھنے والے اور سمجھ لیں، شک و تذبذب میں مبتلا ہونے والے شاہراہِ یقین پر گامزن ہو جائیں، اور مدارس و مکاتب کی اہمیت و افادیت کے

انکار کرنے والوں پر یہ حقیقت آشکارا ہو جائے، کہ اندھیری رات میں چاند اور ستاروں کی اہمیت و افادیت کا انکار کرنے والے اپنی بد عقلی و بدباطنی کا ثبوت دیتے ہیں ان کے اس انکار سے چاند اور ستاروں کی روشنی مدھم نہیں پڑ جاتی اور نہ ہی عقل و شعور والے اس فکر و نظریہ کو تسلیم کرتے ہیں کہ "چاند کی چاندنی سے کوئی فائدہ نہیں، ستاروں کی روشنی سے کچھ نفع نہیں"

جی ہاں! اس میں ذرّہ برابر بھی مبالغہ نہیں کہ جہالت و ضلالت، کفر و شرک کے ان گھٹا ٹوپ اندھیروں میں یہی مدارسِ اسلامیہ چاند کی مانند، اور یہی مکاتبِ دینیہ ستاروں کے جیسے ہیں جیسے چاند اور ستاروں کی عدم موجودگی میں پوری کائنات تاریکیوں میں ڈوب جائے گی ویسے ہی ان دینی درس گاہوں کے نہ ہونے پر ساری امتِ مسلمہ جہالت و ضلالت اور کفر و شرک کے اندھیروں میں غرق ہو جائے گی میرے اس دعوے کا جیتا جاگتا ثبوت یہ ہے کہ جہاں جہاں مدارس و مکاتب قائم نہیں ہوسکے وہیں وہیں پر مسلمان کلمہ، نماز اور دین کے بنیادی عقائد و اعمال تک سے بے خبر ہیں۔

آج مسلمانوں کے مندروں میں گھنٹی بجانے، ناریل توڑنے

بتوں پر چڑھاوا چڑھانے، اور غیر اللہ کی پوجا کرنے، کی جو روداد یں کہی اور سنی جاتی ہیں وہ کسی ایسی جگہ کی صورتِ حال نہیں ہے جہاں پر مدارس و مکاتب قائم ہیں اور چل رہے ہیں اور اس ناگفتہ بہ صورتِ حال کو دلیل بنا کر جو مدارس و مکاتب کی اہمیت و افادیت کا انکار کیا جارہا ہے یہی دلیل ہے مدارس و مکاتب کی اہمیت و افادیت کی، کہ آنکھ والو دیکھو !عقل والو سوچو! دل رکھنے والو تڑپو! اسلام کا درد رکھنے والو خون کے آنسو بہاؤ! کہ جہاں جہاں دینی درس گاہیں نہیں ہیں وہاں وہاں پر ایک مسلمان خاندانی و روایتی مسلمان ہو کر بھی کافرانہ و مشرکانہ زندگی گذار رہا ہے جہاں جہاں ایمان ویقین کے یہ مضبوط قلعے نہیں ہے وہاں وہاں پر اسلام کے خزانوں کو عیسائیت اور یہودیت لوٹ رہی ہے جہاں جہاں پر اسلامی تعلیم و تربیت کے یہ روشن مینار نہیں ہیں وہاں پر شیطان لعین، بندگانِ خدا اور امتِ رسول کو ہانک کر ضلالت و گمراہی بے ایمانی وبد دینی کے راستوں پر لے جارہا ہے جہاں جہاں رشد وہدایت کی یہ تربیت گاھیں نہیں ہیں وہاں وہاں پر ابلیس لعین مومنوں کی پیشانی کو بتوں کے قدموں پر خم کراہا ہے اس صورتِ حال کو سامنے رکھ کر مثبت نتیجہ نکالنے کے لئے جہاں پر عقل صحیح اور قلبِ سلیم کی ضرورت ہوتی ہے وہیں پر نیت خالص کی بھی حاجت ہوتی ہے اس صورت حال سے الٹا یہ نتیجہ نکال کر پیش کیا جانے لگا کہ مکاتب ومدارس اپنا رول نبھا نہیں پارہے ہیں علماء اپنا فرض نبھا نہیں پارہے ہیں اس لئے اس صورتِ حال پر دوسرے دینی طریقوں سے قابو پانا چاہیے۔

Scanned by CamScanner

مگر یاد رکھئے! جہالت و ضلالت کی اس صورتِ حال پر قابو پانے کا کوئی دوسرا، یا تیسرا طریقہ ہے ہی نہیں اس کا تو صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے زیادہ سے زیادہ دینی تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا، اسی مقصد کے لئے مدارس و مکاتب قائم کئے جاتے اور چلائے جاتے ہیں مکاتب جہاں ننھے منے معصوم بچوں کو کلمہ سکھایا جاتا ہے مسنون دعائیں رٹائی جاتی ہیں قرآنِ عظیم کی تعلیم دی جاتی ہے اسلامی عقائد و اعمال سے باخبر کیا جاتا ہے یعنی جہاں ان کے دلوں کو ایمان و یقین کے نور سے جگمگایا جاتا ہے جامِ توحید اور پیمانۂ رسالت سے مخمور کیا جاتا ہے اللہ کی کبریائی اور رسول کی عظمت ان کے قلوب میں بٹھائی جاتی ہے اسلامی افکار و نظریات کا حامل بنایا جاتا ہے ذوقِ یقین اور جذبہ عمل پیدا کیا جاتا ہے یعنی سچا پکا مسلمان بنایا جاتا ہے مکتبوں کی اس روشن کارکردگی پر اگر شک ہے تو اندازہ کیجئے! اور سمجھئے! کہ جو انھیں مکتبوں میں داخل نہیں ہوسکے وہ بڑی بڑی ڈگریاں لے کر، بڑے بڑے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھ کر، اونچی اونچی تعلیمات حاصل کر کے خطرات میں پڑ گئے کہیں بڑے ڈاکٹر صاحب عیسائیت کا ترانہ گا رہے ہیں کہیں پروفیسر صاحب کمیونزم میں انسانیت کی فلاح کا نعرہ لگا رہے ہیں کہیں کوئی لیڈر صاحب اسلامی قوانین و ضوابط پر اعتراض کرتے دکھائی دے رہے ہیں۔

اس طرح اگر مسلم معاشرہ میں دینی تعلیمات کے حصول کا سلسلہ منقطع ہو جائے تو کہیں پر لوگ یہودیوں کے دامِ فریب میں الجھ جائیں گے کہیں کمیونزم کا پرچار کرنے لگیں گے کہیں اسلام دشمن

پارٹیوں اور تنظیموں میں شامل ہو کر اسلام کو رسوا، اور قومِ مسلم کو بدنام کریں گے اس لئے دینی تعلیم و تربیت کرنے، اسلام کے سانچے میں ڈھالنے، خدائی رنگ میں رنگنے، یعنی سچا پکا مسلمان بنانے کے لئے یہ مکاتب قائم کئے جاتے ہیں۔

یہ تھیں مکاتب کی اہمیت وافادیت کی چند جھلکیاں اب آیئے مدارس پر، مدارس کی اہمیت وافادیت سماعت کرنے سے پہلے ایک پس منظر کی طرف لوٹنا ضروری ہے وہ یہ کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے جب علومِ دینیہ کی طرف سے غفلت کی اور ان کی حفاظت وصیانت سے منہ موڑا تو ڈاکوؤں نے اسے لوٹا رہزنوں نے اس پر قبضہ جمایا اللہ کی دو بڑی کتابوں، توریت اور انجیل میں دنیا کے طلب گاروں اور دولت کے پرستاروں نے خوب خوب من مانیاں کیں خدائی قوانین وضوابط کو اپنی مرضیات کے سانچے میں ڈھالا خواہشات کے پجاریوں نے احکام الٰہی ہوا وہوس کے رنگ میں رنگا، کہیں آیتوں اور سورتوں کو بدل ڈالا کہیں ان کا معنی ومفہوم بدل ڈالا مگر نہیں! دینِ محمدی کی حفاظت کی ذمہ داری خود لے رکھی ہے "انّا نحن نزّلنا الذکر وانّا لہ لحافظون" کہ قرآن کو ہم نے ہی اتارا ہے ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے اور اللہ نے ہر دور اور ہر زمانے میں وقت اور ضرورت کے لحاظ سے ایسی ایسی مایہ ناز ہستیوں اور مثالی شخصیتوں کو پیدا فرمایا جنھوں نے قرآن وسنت کی چوروں اور ڈاکوؤں، رہزنوں اور دنیا پرستوں سے حفاظت فرمائی۔

یہ ایک تاریخی صداقت ہے کہ علوم اسلامیہ کو لوٹنے والے ہر دور میں اٹھتے رہے کبھی اپنوں میں سے اٹھے کبھی غیروں میں اٹھے اور

چاہا کہ قرآن وحدیث کی اصلی شکل وصورت کو بگاڑ دیں کسی نے اللہ کی مقدس کتاب کا ترجمہ و تفسیر اپنی خواہش اور اپنے فکر و نظریے کے مطابق کیا اور مرضیاتِ خداوندی کے بجائے اپنی مرضی داخل کرنے کی کوشش کی کسی نے احادیثِ نبویہ کا آزادانہ معنی و مفہوم بیان کیا کسی نے بیجا تاویل و تحریف سے اللہ کے دین کو گڈ مڈ کرنا چاہا کہیں عیسائی مشنریوں نے مدارس عربیہ قائم کر کے اپنوں میں سے ایسے افراد تیار کیا جو قرآن و سنت کے حوالے سے امتِ مسلمہ میں عیسائیت کی تبلیغ کریں کہیں صیہونی تنظیموں نے جبہ قبہ پہنا کر، ہاتھ میں تھما کر، اپنے قاصدوں کو روانہ کیا کہ مسلمانوں کے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالیں اور ان میں اختلاف وانشقاق کی آگ بھڑکائیں حاصل یہ کہ ہر دور میں نت نئے فتنے اٹھتے رہے طرح طرح کی تحریکیں سر اٹھاتی رہیں مگر نہیں بروقت علماء ربانی نے باطل کی کارستانیوں کو ناکام بنا کر علوم و قرآن و سنت کی بنیادوں کو مستحکم کیا اور امتِ مسلمہ کو دشمنانِ اسلام کی تمام تر شازشوں تحریکوں اور تنظیموں سے چوکنا کرتے رہے۔

یہ علماءِ ربانی کہاں سے آئے ؟ یہ انھیں مدارس کی دین ہے جو ان کی اہمیت وافادیت پر شک کرتے ہیں ان کی عقل ہی ماؤوف ہو چکی ہے ان کے دلوں کی بصیرت اور آنکھوں کی بینائی ہی مسلوب ہو چکی ہے انھیں نظر ہی نہیں آتا کہ مدارسِ اسلامیہ کی خاک سے علماء اٹھے حفاظ اٹھے، واعظین اٹھے، مفتیانِ دین اٹھے، داعیانِ حق اٹھے، اولیاء اٹھے، اصفیاء اٹھے، اتقیاء اٹھے، اور پھیلے پوری دنیا میں پھیلے، مغرب میں گئے، مشرق میں گئے، شمال میں گئے، جنوب میں گئے، ملک ملک میں گئے

شہر شہر میں گئے، گاؤں گاؤں میں گئے، کوچے کوچے میں گئے!
جن راہوں سے گذرے، ان پر ہدایت کے پھول کھلے!
جن خطوں میں ٹھہرے، وہاں سے علم وعرفان کے چشمے پھوٹے!
جن علاقوں میں فروکش ہوئے وہاں سے رشدوہدایت کا سورج طلوع ہوا!

غرض یہ کہ انھیں مدارس سے نکلنے والے بوریا نشینوں اور فقیروں نے
امت کے ایک ایک زخم پر مرہم رکھا!
ملت کے ایک ایک مسئلے کا حل ڈھونڈا!
ہر ہر موڑ پر ہر ہر قدم پر قوم کی دستگیری اور رہنمائی فرمائی!
علامہ اقبال نے اسی حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے فرمایا تھا!

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

محترم حضرات! اب وقت کافی طویل ہو چکا ہے مدارس ومکاتب کی روشن کار کردگیوں اور مثالی کارناموں کی داستان اتنی طویل ہے جسے بیان کرنا مجھ جیسے طالب علم کے لئے ناممکن ہے حاصلِ گفتگو یہ کہ امتِ مسلمہ کو جان لینا چاہئے اور خصوصا ہندوستانی مسلمانوں کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے۔

جی ہاں !وہ ہندوستان جہاں کفر و شرک سے آلودہ فضائیں ہیں جہاں غیر اسلامی تہذیب و تمدن کی گھنگھور گھٹائیں ہیں جہاں فرزندانِ توحید کو کالجوں اور اسکولوں میں 'سرسوتی وندنا' اور 'وندے ماترم' جیسے شرکیہ ترانوں کو جبراً پڑھوانے کا قانون نافذ کرنے کی کوشش کی جارہی ہو جہاں رام راج اور یکساں سول کوڈ کے خطرناک نعرے فضاؤں میں گونج رہے ہوں جہاں مسلمانوں کو "بھارتیہ کرن" کرنے کی دعوت دی جارہی ہو جہاں امتِ مسلمہ سے مکہ اور مدینہ سے رشتہ توڑنے کی تجویز پیش کی جارہی ہے جہاں سرکاری تعلیم گاہوں میں دین و ایمان سے دور رکھنے افکار و نظریات کو بدلنے،اسلامی طرزِ زندگی سے بیزار کرنے دینی تہذیب و تمدن سے نفرت کرنے کے لئے کورسیز جاری کئے اور پڑھائے جارہے ہوں جہاں دوسرے مذہبوں اور دھرموں کی عظمت معصوم ذہنوں اور دلوں میں بٹھانے اور اسلام کی عظمت کو نکالنے کی مہم چل رہی ہو جہاں پتھر کے خداؤں اور سیاسی لیڈروں کی غلامی کروانے کی سازش چل رہی ہو ربِ کائنات اور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و غلامی سے باز رکھنے کا منصوبہ چل رہا ہو ایسے ملک کے ،ایسے خطرناک ماحول میں اگر خدانخواستہ یہی

مدارسِ اسلامیہ و مکاتبِ دینیہ نہیں رہے ایمان ویقین کے یہ روشن مینار نہیں رہے رشد وہدایت کے یہ سرچشمے نہیں رہے اسلام کے یہ مستحکم قلعے نہیں رہے دشمنانِ اسلام، فرزندانِ اسلام کو جس سانچے میں چاہیں گے ڈھال لیں گے جس رنگ میں رنگنا چاہیں گے رنگ لیں گے جو بات منوانا چاہیں گے منوالیں گے جو کلمہ پڑھوانا چاہیں گے پڑھوالیں گے پھر کیا ہوگا ایمان ویقین کی قندیلیں بجھ جائیں گی توحید ورسالت کی شمعیں افسردہ ہو جائیں گی اللہ کی عبادت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وغلامی کا نشہ اتر جائے گا دینی افکار وخیالات کا خاتمہ ہو جائے گا اسلامی تہذیب و تمدّن کے آثار مٹ جائیں گے یعنی اگر یہی مدارس ومکاتب نہیں رہے تو سرزمینِ ہند سے اسلام کا خاتمہ ہو جائے گا اور امتِ مسلمہ کا نام ونشان مٹ جائے گا مدارس و مکاتب کی اہمیت وافادیت کو سمجھنے کے بعد دشمنانِ اسلام ان کے خلاف واویلا مچانا شروع کیا ہے حکومتی اور تنظیمی سطحوں پر ان دینی درسگاہوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکنے کی تحریک زوروں پر ہے۔

اس لئے مسلمانو! اسلام کے ان دینی قلعوں کی حفاظت کرو

وقت کے ایک بڑے دانشور، شاعر مشرق علامہ اقبال نے یورپ کا

Scanned by CamScanner

مشاہدہ اور مطالعہ کرنے کے بعد ہندی مسلمانوں کو یہ قیمتی مشورہ دیا تھا کہ "میں نے اسپین کے خرابات کا جائزہ لیا جہاں ہمارے آبا و اجداد نے عرصہ تک حکومت کی اور اسلامی عظمت و سطوت کا پرچم لہرایا مگر جب دینی تعلیمات سے دوری کے باعث اسلام سے دور ہو گئے غیروں کی تعلیمات کے ایمان کش اور زہریلے اثرات سے الحاد و بددینی کا شکار ہو گئے تو خدائے ذوالجلال نے حکومت چھین کر انھیں ذلیل و رسوا اور قصۂ پارینہ بنادیا!

اس لئے ان بوریوں اور چٹائیوں کی تعلیمات کو زندہ رکھنا ورنہ یاد رکھو خاتمہ ہو جائے گا"

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو!
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ادارہ فیضانِ حضرت گنگوہی رح

!!تمّت بفضل اللہ وعونہ!!

☆☆☆

Scanned by CamScanner